تذکرہ

حضرت مفتی عبدالقیوم رائے پوریؒ

یعنی خانقاہ رائے پور کی عظیم شخصیت حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کے
تعلیمی وتربیتی حالات، مختلف اہل علم وقلم کے تاثرات، تدریسی خدمات،
صفات وخصوصیات، حیات عزیز کے قیمتی لمحات، آپ کی زندگی کا
مختصر سراپا اور خاموش پیغام، ایک علمی مرقع اور تاریخی دستاویز

تالیف

محمد مسعود عزیزی ندوی

رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور، یوپی

ناشر

شعبۂ نشر واشاعت

مدرسہ فیض ہدایت در گلزار رحیمی، خانقاہ رائے پور، ضلع سہارنپور

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی

اہم تصنیفات

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور، یوپی (انڈیا)

MARKAZU IHYAIL FIKRIL ISLAMI

Muzaffarabad, Saharanpur-247129 U.P. India

Ph. 09719831058, Email: masoodazizi94@gmail.com

تذکرہ

حضرت مفتی عبدالقیوم رائے پوریؒ

یعنی خانقاہ رائے پور کی مشہور شخصیت حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کے تعلیمی وتربیتی حالات،مختلف اہل علم وقلم کے تأثرات، تدریسی خدمات، صفات وخصوصیات، حیات عزیز کے قیمتی لمحات، آپ کی زندگی کا مختصر سراپا اورخاموش پیغام،ایک علمی مرقع اورتاریخی دستاویز۔

مرتب

محمد مسعودعزیزی ندوی

رئیس مرکزاحیاءالفکرالاسلامی مظفرآباد،سہارنپور(یوپی)

ناشر

مدرسہ فیض ہدایت درگلزاررحیمی خانقاہ رائے پور، ضلع سہارنپور(یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات خانقاہ رحیمی رائے پور.......................................(۵)

نام کتاب: تذکرہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ

تالیف: محمد مسعودعزیزی ندوی 09719831058

صفحات: ۲۰۰/

تعداد: ۱۱۰۰/

قیمت: ۱۰۰/روپے

ناشر: مدرسہ فیض ہدایت درگلزاررحیمی خانقاہ رائے پور، ضلع سہارنپور(یوپی)

Email. khanqahraipur@gmail.com, www.khanqahrahimiraipur.co.in

Mob: 09410687650, 09639789186

کمپوزنگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر مرکز احیاء الفکرالاسلامی

باہتمام

دارالبحوث والنشر

مرکزاحیاءالفکرالاسلامی،مظفرآباد،سہارنپور(یوپی)

Mob:09719831058, 09719639955

Email:masoodazizi94@gmail.com-www.mifiin.org

ملنے کے پتے

☆خانقاہ رحیمی رائے پور،سہارنپور ☆ کتب خانہ یحیوی، محلّہ مفتی سہارنپور

☆دارالکتاب، دیوبند،سہارنپور ☆ اتحاد بک ڈپو، دیوبند،سہارنپور

☆ مکتبہ ابوالحسن، محلّہ مفتی،سہارنپور ☆ مکتبہ ندویہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

رائے پور کی اِن عظیم شخصیات کے نام:

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رائے پوریؒ
حضرت الحاج شاہ حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ
حضرت مولانا شاہ سعید احمد صاحب رائے پوریؒ

صاحب تذکرہ

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ

اوراس خانقاہ رحیمی کے نام:

جس کے زیرسایہ ان عظیم شخصیات نے عوام وخواص کو فیض پہنچایا

اجمالی فہرست

نمبر	عنــــاوین	مضـــمون نـــگار	صفحات
١	حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری	محمد مسعودعزیزی ندوی	٤٥
٢	آہ! رخصت ہوگئے شاہ عبدالقیوم صاحب رائپوری	مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری	٥٨
٣	گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا	مولانا کلیم صدیقی پھلتی	٧٧
٤	حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب جوار رحمت میں	مولانا محمد ناظم ندوی	٨٩
٥	تاریخ انسانیت کی بلا اختلاف شخصیت	مولانا کبیرالدین فاران مظاہری	٩٥
٦	مفتی عبدالقیوم صاحب ایک عظیم انسان تھے	مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی	٩٩
٧	خانقاہ رائپور اوراس کی مسندنشینی	مولانا ڈاکٹر عبدالمالک مغیثی	١٠٥
٨	حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوری	مولانا ناصرالدین مظاہری	١١٦
٩	مختصر حالات مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوری	مولانا محمد شعبان بستوی	١٢٦
١٠	میرے نانا حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب	مولانا بدرعالم ندوی	١٣٥
١١	مفتی عبدالقیوم صاحب اور خانقاہ رائپور	مولانا سلیم احمد قاسمی	١٤٤
١٢	چراغ سحری بھی آخرش گل ہو ہی گیا	مولانا محمد ساجد قاسمی	١٤٩
١٣	خانقاہ رائے پور کا مورث وامین	مولانا حمیداللہ قاسمی کبیرنگری	١٥٥
١٤	مفتی عبدالقیوم صاحب ایک گرانقدر شخصیت	مولانا عبدالواجد ندوی	١٦٠
١٥	خدامستوں کی بزم میں	مولانا فتح محمد ندوی	١٦٨
١٦	مردقلندر کی بارگاہ میں	مولانا سید محمد ریاض ندوی	١٧٦
١٧	پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ	مولانا مقصود احمد ضیائی	١٨٦
١٨	ایک رات خانقاہ رائے پور میں	مولانا حمیداللہ قاسمی کبیرنگری	١٩٠
١٩	مرثیہ بروفات حسرت آیات (منظوم)	مولانا ولی اللہ بستوی	٢٠٠

تفصیلی فہرست

پیش لفظ: حضرت الحاج عتیق احمد صاحب رائے پوری ۱۹

مقدمہ: مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ۲۰

تقریظ: حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی ۲۲

اظہار حقیقت: مولانا محمود حسن حسنی ندوی ۲۶

تائیدی کلمات: مولانا بدر عالم ندوی ۲۹

عرض مرتب: محمد مسعود عزیزی ندوی ۳۲

تعارف مؤلف: حمید اللہ قاسمی کبیر نگری ۳۴

حضرت مفتی عبد القیوم صاحب رائے پوریؒ

تمہید ۴۵

مفتی صاحب سے راقم کا تعلق اور محبت ۴۶

ایک لطیفہ .... //

مفتی صاحب کے خطوط راقم کے نام ۴۷

مفکر اسلام کا ذکر جمیل اور ان کی خدمت میں حاضری کا تقاضہ ۴۸

مفتی صاحب کی ایک کرامت ۴۹

مفتی صاحب کی طبیعت میں نظافت وصفائی ۵۰

بھائی ہماری دعوت ہے .... //

مفتی صاحب کے ہاتھوں مرکز کی جامع مسجد کا سنگ بنیاد ۵۰

مرکز سے متعلق مفتی صاحب کی ایک یادگار تحریر ۵۱

مفتی صاحب ایک ولی کامل .... //

مفتی صاحب کا انداز تدریس بہت قابل فہم تھا ۵۲

سادگی کی اعلی مثال .... //

فرشتہ صفت انسان ۵۳

مہمانوں کا استقبال .... //

خانقاہ رائے پور کی شان امتیازی ۵۴

مفتی صاحب پر ذہول ونسیان کی کیفیت .... //

اکرام ضیف ۵۵

مفتی صاحب کے مزاج کے مطابق خدام کا میسر ہونا .... //

مفتی صاحب کی علالت اور زائرین کی کثرت ۵۶

مفتی صاحب کی وفات .... //

جنازہ وتدفین میں لوگوں کا سیلاب .... //

حضرت مفتی صاحب کی تعلیم وتربیت اور زندگی ۵۷

آہ! رخصت ہو گئے شاہ عبد القیوم صاحب رائے پوریؒ

وطن اور خاندان ۵۸

تعلیم وتربیت ۵۹

شادی اور اولاد ۶۱

وفات رفیقہ حیات ۶۲

درس وتدریس .... //

شاہ عبدالقادر صاحب کا منصوری میں رمضان گزارنا ۶۳
منصوری کی طرف کاروان صدق وصفا ۶۴
مفتی صاحب مظاہر علوم میں بحیثیت مدرس ۶۵
بیعت وخلافت ۶۶
مظاہر علوم کا قضیہ نامرضیہ ۶۷
مفتی صاحب کا مظاہر علوم کو الوداع کہنا اور رائپور تشریف لانا ۶۸
خانقاہ میں مسند نشینی کیلئے عوام وخواص کی دیرینہ خواہش ۷۰
مفتی صاحب خانقاہ رائے پور میں گوشہ نشین ۷۱
مفتی صاحب کے داماد اور ان کی خدمات ۷۲
مدرسہ میں مفتی صاحب کی نظامت .... //
آپ کی نظامت میں خانقاہ کی مسجد کی توسیع ۷۳
مدرسہ در گلزار رحیمی کا پورا نقشہ .... //
خانقاہ کا معمول ۷۴
بے پناہ روحانی قوت ۷۵
عشق ووارفتگی اور استغراقیت وفنائیت .... //
آپ کی نماز جنازہ شاہ عتیق احمد صاحب نے پڑھائی ۷۶

گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

تمہید ۷۷
مفتی عبدالقیوم صاحب کی رحلت ۷۸
مفتی صاحب کا شجرہ نسب .... //

مفتی صاحب کی ابتدائی تعلیم ۷۸
مفتی صاحب کے اساتذہ اور شیخ ۷۹
مفتی صاحب کی تدریسی خدمات .... //
مفتی صاحب سے راقم کی شناسائی اور الفت ومحبت ۸۰
مفتی صاحب خانقاہ میں گوشہ نشین .... //
مفتی صاحب اپنے آپ کو خانقاہ کا ایک خادم سمجھتے تھے ۸۱
مفتی صاحب دنیا ومافیہا سے بے خبر تھے .... //
مفتی صاحب کی تواضع اور سادگی ۸۲
مفتی صاحب اپنے بڑوں کی جگہ کا احترام کرتے تھے ۸۳
مفتی صاحب کی آخری سالوں میں غذا .... //
مفتی صاحب کے اوپر استغراقی کیفیت .... //
مفتی صاحب کے اندر استغنائی کیفیت ۸۴
مفتی صاحب مرجع خاص وعام تھے .... //
مفتی صاحب کی وفات کی خبر پر لوگوں کا جم غفیر ۸۵
مفتی صاحب کی دعاؤں کی تاثیر .... //
مفتی صاحب کا کشف والہام ۸۶
مفتی صاحب کو بدعت سے سخت نفرت تھی .... //
مفتی صاحب کے خدام کسی شہنشاہ کے خدام سے کم نہ تھے ۸۷
مفتی صاحب وقت کے قطب تھے .... //
مفتی صاحب کا انتقال امت کا بڑا خسارہ ہے ۸۸

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب جوار رحمت میں

خانقاہ رائے پور برصغیر کی آباد و شاداب خانقاہ ۸۹
خانقاہ رائے پور اخلاص واحسان کی دوکان .... //
خانقاہ نے بڑی خاموشی کے ساتھ دینی واصلاحی کام کیا ۹۰
مفتی صاحب گوناگوں کمالات وصفات کے مالک تھے .... //
مفتی صاحب مظاہر علوم میں ۹۱
مفتی صاحب ایک جفاکش انسان تھے .... //
مفتی صاحب کے والد سے ہمارے والد کے مراسم ۹۲
مفتی صاحب کی کمال انکساری .... //
رائے پور کی سرزمین انوار وبرکات سے معمور رہتی تھی ۹۳
مفتی صاحب کے جنازہ میں ایک خلق کثیر .... //
شاہ عتیق احمد صاحب مبارکبادی کے مستحق ہیں ۹۴

تاریخ انسانیت کی بلا اختلاف شخصیت

رائے پوری کی ایک قدآور شخصیت ۹۵
مفتی صاحب ایک کامیاب انسان گر تھے .... //
مفتی صاحب سادگی پسند انسان تھے ۹۶
مفتی صاحب میرے شفیق ومحسن تھے .... //
مدرسہ قادریہ مسروالا میں مفتی صاحب کی حاضری ۹۷
مفتی صاحب واردین اور صادرین کو روحانی غذا پہنچاتے تھے .... //

5

مفتی عبدالقیوم صاحب ایک عظیم انسان تھے

مفتی صاحب ولایت کے مقام پر فائز تھے ۹۹
ولایت اتباع سنت سے حاصل ہوتی ہے .... //
اتباع سنت سے ہی اللہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے ۱۰۰
مفتی صاحب کی زندگی اخفائے حال سے عبارت تھی ۱۰۱
خانقاہ کا نظم ونسق مفتی صاحب کے سپرد ہوا ۱۰۲
مفتی صاحب سب کا خیال رکھتے تھے .... //
مفتی صاحب کی مولانا علی میاں ندوی سے خاص مناسبت تھی ۱۰۳
اللہ جزائے خیر عطا فرمائے .... //
مفتی صاحب بھاری بھرکم شخصیت کے مالک تھے ۱۰۴

خانقاہ رائے پور اور اس کی مسند نشینی

خانقاہ رائے پور نے امت مسلمہ کی بے لوث خدمات انجام دی ۱۰۵
اب خانقاہ رائے پور سونی سی ہوگئی .... //
الحاج عتیق احمد صاحب کی جانشینی کا اعلان ۱۰۶
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کی کیفیت .... //
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت ۱۰۷
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قابو میں آنا .... //
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کا جانشین بنادیا گیا ۱۰۸
مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کے انتقال کا منظر .... //

الحاج عتیق احمد صاحب ہمت اور حوصلہ سے کام لیں ۱۰۹
آج سے شاہ عتیق احمد خطاب رہے گا ..... //
مسند پر بیٹھنے سے نام تبدیل ہوجاتا ہے ۱۱۰
مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب کے جنازہ کا منظر ..... //
اکابرین نے مجھے اجراڑہ بھیجا تھا ..... //
جانشین وہ بنتا ہے جو خدمت کرتا ہے ۱۱۱
شاہ عبدالقادر صاحب کا آخری سفر ..... //
ہماری مسجد کی بنیاد شاہ عبدالعزیز صاحب نے رکھی ۱۱۲
جس کا مقدر ہوتا ہے وہی جانشین بنتا ہے ۱۱۳
جانشینی اور خلافت کے صحیح معنی ۱۱۴
خانقاہ رائے پور کی خصوصیت ..... //
مفتی صاحب کی نماز جنازہ شاہ عتیق صاحب نے ہی پڑھائی ۱۱۵

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ

موت ایک حقیقت ہے ۱۱۶
غموں اور ویرانیوں کی حکمرانی ..... //
سال رواں وفات العلماء ہے ۱۱۷
مفتی عبدالقیوم صاحب کی وفات ..... //
مفتی صاحب سے راقم کی انسیت ۱۱۸
مفتی صاحب سے پہلی ملاقات ..... //
مفتی صاحب حقیقت میں مظاہری تھے ۱۱۹

مفتی صاحب کی تعلیم و تربیت ۱۱۹
مفتی صاحب کے مخصوص اساتذہ کرام ۱۲۰
مفتی صاحب کے مخصوص رفقاء ..... //
مفتی صاحب کی خدمات عالیہ ..... //
مفتی صاحب کا درس بہت مقبول تھا ۱۲۱
مفتی صاحب کی مظاہر علوم سے وابستگی ..... //
مفتی صاحب شرافت و نظافت کا مجسمہ تھے ۱۲۲
مفتی صاحب کے یہاں دنیا کی ساری چیزیں عارضی تھی ..... //
مفتی صاحب عزم وعزائم کے کوہ گراں تھے ۱۲۳
شاہ غلام علی دہلوی کی خانقاہ کی یاد تازہ ہوگئی ..... //
مفتی صاحب کی وفات حسرت آیات ۱۲۴
مفتی صاحب کی نماز جنازہ میں ایک جم غفیر ..... //
شاہ عتیق احمد صاحب کی جانشینی کا اعلان ۱۲۵

مختصر حالات مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ

حضرت شاہ ملا عبدالعزیز صاحب رائے پوری ۱۲۶
حضرت شاہ حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری ۱۲۷
ولادت ..... //
آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے ۱۲۸
تعلیم و تربیت ..... //
مفتی صاحب اپنی جماعت میں اول نمبر پر تھے ۱۲۹

مفتی صاحب نے شعبہ افتاء میں مہارت حاصل کی ۱۳۰

درس وتدریس .... //

مفتی صاحب مظاہر علوم میں بحیثیت مفتی ۱۳۱

بیعت وسلوک ۱۳۲

مفتی صاحب کی تعلیم وتربیت اساطین امت نے کی .... //

مفتی صاحب کو شاہ عبدالقادر صاحب نے خلافت دی تھی ۱۳۳

نکاح اور اولاد .... //

مفتی صاحب کی وفات ۱۳۴

میرے نانا حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ

مفتی صاحب سے ایک جہاں نے استفادہ کیا ۱۳۵

شریعت وطریقت کی جامعیت .... //

معرفت الٰہی ۱۳۶

تعلق مع اللہ .... //

طہارت ونظافت ۱۳۷

اتباع سنت ۱۳۸

عاجزی اور تواضع ۱۳۹

پیدائشی ولی .... //

مشائخ رائے پور کے نہج پر کام ۱۴۰

نورانیت وروحانیت ۱۴۱

جاذبیت وکشش ۱۴۲

مقبولیت ومحبوبیت ۱۴۲

مفتی عبدالقیوم صاحب اور خانقاہ رائے پور

خانقاہ رائے پور اصلاح وتربیت کا مرکز ۱۴۴

خانقاہ کا نظم وانصرام شروع سے آج تک جاری ہے .... //

خانقاہ رائپور سے وقت کی بڑی بڑی شخصیتوں نے کسب فیض کیا ۱۴۵

شاہ عتیق احمد صاحب کی مسند نشینی ۱۴۶

شاہ عتیق احمد صاحب خانقاہ رحیمی اور مدرسہ کے محسن عظیم ۱۴۷

جانشینی پر مبارک بادی ۱۴۸

چراغ سحری بھی آخرش گل ہو ہی گیا

مفتی صاحب ایک گوہر شب چراغ تھے ۱۴۹

مفتی صاحب مشائخ رائے پور کی یادگار تھے .... //

عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے نکلا ۱۵۰

مفتی صاحب کی پیدائش اور تعلیم وتربیت ۱۵۱

مفتی صاحب کی دینی وعلمی خدمات .... //

مفتی صاحب کا اصلاحی تعلق اور اجازت وخلافت ۱۵۲

مظاہر علوم میں آپ کا تقرر .... //

مظاہر علوم سے کنارہ کشی ۱۵۳

خانقاہ رائے پور کی مسند نشینی .... //

خانقاہ رائے پور کا مورث و امین

خانقاہ رائے پور کا پس منظر ۱۵۵

خانقاہ رائے پور کی ویرانی .... //

خانقاہ رائے پور کی نشاۃ ثانیہ ۱۵۶

مفتی صاحب بزرگوں کے خواب کی حسین تعبیر .... //

مفتی صاحب کردار نبویؐ کے پیکر تھے ۱۵۷

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی نظر کیمیا ۱۵۸

حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ کی نظر کیمیا .... //

مفتی صاحب اعلیٰ درجہ کے روحانی پیشوا .... //

مفتی صاحب فرشتہ صفت انسان تھے ۱۵۹

مفتی صاحب ایک گرانقدر شخصیت

مفتی صاحب عام وخاص میں مقبول تھے ۱۶۰

مفتی صاحب کی بعض خصوصیات ۱۶۱

قاری شریف احمد صاحب مفتی صاحب کے یہاں قیام فرماتے .... //

اکابرین کے آپس میں تعلقات ۱۶۲

آپس میں ایک دوسرے سے قرآن مجید کی وجہ سے محبت کرنیوالے .... //

آپس میں محبت کا عمل ۱۶۳

ہر ایک کو سلام کرو، پہنچانو یا نہ پہنچانو! ۱۶۴

اللہ کے ولیوں سے عداوت اور دشمنی نہیں کرنی چاہئے .... //

دنیا میں رہتے ہوئے جنت کا مزہ لینے والی شخصیت ۱۶۵

مفتی صاحب نے خشک و بنجر دلوں کو شاداب کیا ۱۶۶

زندگی اور موت اللہ کے قبضے میں ہے .... //

خدا مستوں کی بزم میں

مفتی صاحب کی موت ایک عظیم حادثہ ۱۶۸

مفتی صاحب شرافت و نظافت کے مجسم پیکر تھے ۱۶۹

مفتی صاحب کی فراست ایمانی .... //

مفتی صاحب کی شخصیت اللہ کی بڑی نعمت تھی ۱۷۰

مفتی صاحب فرشتوں کی بزم میں ۱۷۱

مفتی صاحب ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے .... //

مفتی صاحب کی نگاہ، زنگ آلود دلوں کو پرنور بنا دیتی تھی ۱۷۲

مفتی صاحب قرآن وسنت کی عملی تفسیر تھے .... //

مفتی صاحب کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے ۱۷۳

کسی کو برا بھلا کہنا مفتی صاحب کی عادت نہیں تھی .... //

مفتی صاحب مثبت سوچ وفکر کے حامل تھے ۱۷۴

مفتی صاحب کا فیض متعدی تھا .... //

مرد قلندر کی بارگاہ میں

مفتی صاحب ہم سب کو چھوڑ کر چلے گئے ۱۷۶

خانقاہ رائے پور اصلاح و تربیت کا عظیم مرکز .... //

خانقاہ رائے پور نے عظیم کارنامہ انجام دیا ۱۷۷
خانقاہ کی نشاۃ ثانیہ ۱۷۸
ایک مردقلندر کا انتخاب ۱۷۹
مفتی صاحب کی تعلیم وتربیت .... //
مفتی صاحب کی تدریسی خدمات ۱۸۰
مفتی صاحب کی مقبولیت ومحبوبیت ۱۸۱
مفتی صاحب کو خانقاہ میں لانے کی کوششیں .... //
خانقاہ کا مزاج ومذاق سیرت نبوی کا آئینہ دار ہے ۱۸۲
مفتی صاحب کی مجلس کی برکت ۱۸۳
مفتی صاحب کا کئی کئی گھنٹے بیدار رہ کر عبادت کرنا .... //
مفتی صاحب دنیا ومافیہا سے بیگانہ ہوگئے تھے ۱۸۴
مفتی صاحب کے آخری ایام میں لوگوں کا رجوع بڑھ گیا تھا ۱۸۵

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

نقوش اسلام کا تازہ شمارہ ۱۸۶
مفتی صاحب کی محبت وعقیدت کا کام آنا .... //
مفتی صاحب یادگار اسلاف تھے ۱۸۷
مفتی صاحب اساتذہ کی نگاہ میں بہت محبوب تھے ۱۸۸
مفتی صاحب شاہ عبدالقادر صاحب سے بیعت ہوئے .... //
مفتی صاحب کا انتقال پرملال .... //

ایک رات خانقاہ رائے پور میں

تمہید ۱۹۰
فضلائے مدارس کا رائے پور کے روحانی ماحول میں جانا .... //
مفتی صاحب کے اوپر استغراق کی کیفیت طاری تھی ۱۹۱
سب لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوجاؤ .... //
خانقاہ کا اصل کام ۱۹۲
ذکر کرنے کے فوائد .... //
ذکر کے سلسلہ میں مولانا رشید احمد گنگوہی کا واقعہ ۱۹۳
تمام فضلاء ذکر میں مشغول ہوگئے ۱۹۴
شاہ عتیق صاحب کی مفتی محمد مسعود صاحب سے درخواست ۱۹۵
خانقاہ میں مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کا بیان .... //
برائیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ .... //
خانقاہ کی قدر کرو ۱۹۶
اشراق کی نماز میں تمام فضلاء کا مشغول ہونا ۱۹۷
اہل اللہ ہی اللہ کے راستے کے سالک ہیں .... //
بزرگوں کی صحبت اختیار کرنا چاہیے ۱۹۸
قیامت کے دن صاف ستھرا دل کام آئے گا .... //
علم ظاہر وعلم باطن دونوں کو جمع کرنا چاہیے ۱۹۹
مرثیہ ۲۰۰

پیش لفظ

جناب حضرت الحاج شاہ عتیق احمد صاحب رائپوری مدظلہ العالی

جانشین حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوری نوراللہ مرقدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزرگوں کے حالات میں اللہ تعالیٰ نے عجیب برکت سی رکھی ہے کہ ان کو پڑھ کر انسان میں عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اسی لئے بزرگوں کے حالات کے لکھنے اور شائع کرنے کا سلسلہ بھی شروع سے جاری وساری ہے، ماشاء اللہ اکابر رائے پور میں تمام مشائخ رائے پور کے حالات شائع ہو چکے ہیں۔

پیش نظر کتاب ''تذکرہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ'' ہمارے عزیز محترم مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد کی مرتب کردہ ہے، جس میں انہوں نے حضرت مفتی صاحب سے متعلق متعدد اہل علم اور اہل تعلق کے مضامین جمع کر دئے ہیں، جن سے حضرت مفتی صاحب کا سراپا اور ان کی شخصیت کا ایک اچھا تعارف سامنے آتا ہے، اس لئے یہ بیش بہا مجموعہ مضامین خانقاہ رحیمی رائے پور سے شائع کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مرتب محترم کو اجر عظیم عطا فرمائے، اور اس کتاب کے فائدے کو عام فرمائے۔ والسلام

۱۲؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ — عتیق احمد

مطابق ۳۱؍مارچ ۲۰۱۸ء — ناظم ومتولی خانقاہ رائے پور

مقدمہ

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی

ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

ہندوستان میں دین کی خدمت کا کام بزرگوں نے اور مصلحین نے جس انداز سے کیا وہ دل کو چھونے والا اور محبت واخلاق کا تھا، اس سلسلہ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا نام سرفہرست ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے سلسلہ کو بھی قبول کیا اور ان کے سلسلہ میں برابر ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے، جنہوں نے دین کا کام زیادہ مؤثر انداز میں ان مقامات میں رہ کر کیا، جہاں ان کے شیوخ نے ان کو جانے کا اشارہ کیا، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے دکن، بنگال، اور دوسرے مقامات میں اپنے خلفاء بھیجے، پھر اخیر دور میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے خلفاء، حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے خلفاء اور پھر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور ان کے خلفاء نے اصلاح ودعوت وارشاد کا کام کیا، جس کا فیض صرف ہندوستان میں ہی نہیں رہا، بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی پہنچا، پھر اسی سلسلہ سے تعلیمی ادارے دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور اور تبلیغی جماعت اور دوسرے دعوتی وتربیتی مراکز جیسے خانقاہ رائے پور، تھانہ بھون وغیرہ جہاں ہر طرف سے اپنی اصلاح اور تربیت باطنی کے لئے لوگ جمع ہو کر اللہ کے تقرب کی راہ طے کرتے، خانقاہ رائے پور میں وہیں کے بزرگ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ، اللہ کا

نام لیتے اوردوسروں کو اللہ کا نام سکھاتے ، اس جگہ ان کے بعد حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ بیٹھے اورلوگ ہرطرف سے ٹوٹ پڑے،اوردوردور یہاں کا فیض لیکر گئے ، اورصحیح دینی فکر ومزاج کو دوسروں تک پہنچایا، اخیر میں اسی قصبہ رائے پور کے ایک محترم وصاحب نسبت عالم وبزرگ مولانا شاہ مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری مسند نشین ہوئے اوران کی طرف بڑا رجوع ہوا، اوران کا روحانی فیض بھی عام ہوا، ان کی زندگی شروع سے تقوی وللّٰہیت کی حامل زندگی تھی، اوراس کے ساتھ وہ ایک پختہ عالم دین اورمفتی بھی تھے،مظاہرعلوم میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہیں تدریس کا بھی سلسلہ قائم رکھا تھا،اورانہیں اپنے اساتذہ ومشائخ کی اچھی توجہ وسرپرستی ملی تھی۔

رائے پور میں مستقل قیام کے بعد بھی ان کو یہ محبوبیت حاصل تھی جو برابر بڑھتی گئی، وہ ایک بے ضرر انسان کے طور پرنظر آتے تھے، اوران کی یہ صفت ان سے ملنے والے سبھی لوگ محسوس کرتے تھے ، رائے پور کے سفروں میں میرے ساتھ بھی وہ محبت کا معاملہ فرماتے تھے، اورجب رائے بریلی اورلکھنؤ آتے تو بھی ان کی تواضع اورفنائیت کی صفت نظر آتی، ان کی وفات کا سانحہ ہمارے لئے ایک خاندان کے حادثۂ وفات کی طرح ہے، اللہ تعالی ان کو اعلی علیین میں جگہ عطافرمائے اوران کی برکات کو قائم ودائم رکھے۔

عزیز گرامی مولوی مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی نے جن کا تعلق بھی رائے پور کے بزرگوں اورسلسلہ سے ہے اورہمارے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل اورکئی کتابوں کے مصنف ومؤلف ہیں، مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری کے متعلق اچھی کتاب تیار کی ہے، جس کی ہم قدر کرتے ہیں، اوردعا بھی کرتے ہیں۔

۵؍شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ — محمد رابع حسنی ندوی
مطابق ۲۲؍اپریل ۲۰۱۸ء — ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

تقریظ

حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین سیدنا محمدوعلی آلہ وصحبہ أجمعین، وبعد!

اللہ تعالی نے ہندوستان کواس خصوصیت سے نوازا کہ وہاں عہد بعہد مصلحین ومجددین اورمربیین نفوس ومعلمین اخلاق پیدا ہوتے رہے، جنھوں نے اپنے طریقۂ دعوت واصلاح اورتوجہ باطنی وحرارت قلبی وجرأت ایمانی واخلاقی سے اصلاح نفوس کا کام لیا، آخری دور میں حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اوران کے خلفاء، پھرحضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اوران کے خلفاء اورخلفاء کے خلفاء نے ایک طرف وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل اوردوسری طرف خاک کی آغوش میں تسبیح ومناجات کے عمل کواختیار کرکے ایک طرف لوگوں میں جاجا کراوردوسری طرف لوگوں کواپنی طرف کھینچ کرتعلق مع اللہ کی دولت، ذکروعبادات کی حلاوت، ایمان ویقین کی دعوت کوعام کیا، ان میں رائے پور کی خانقاہ کو یہ انفرادیت حاصل رہی کہ وہاں کے بزرگوں نے ایک جگہ بیٹھ کرایمان وعقیدہ اوردین کی حفاظت کا کام کیااوراس کے لئے کثرت ذکر کے عمل کواختیار کیا، یہاں کے بزرگوں میں پہلے بزرگ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ بڑے قوی النسبت بزرگ تھے اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے خلفاء میں مرجع کی حیثیت رکھتے تھے، ان کے

جانشین حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ ہوئے، جن کی خصوصیت اپنی ذات کا انکار اور خاموشی تھی، اور اسی سے وہ دوسروں کا علاج اور تربیت کرتے تھے، وہ اللہ کا نام جس حلاوت سے لیتے صاف لگتا کہ پوری فضا ذکر اللہ کے انوار سے منور اور اس کی خوشبو سے معطر ہے، راقم کو حضرت سے بیعت کا شرف حاصل ہوا، اور اس بات کی سعادت بھی حاصل ہوئی کہ حضرت نے سامنے ذکر کر کے تلقین ذکر فرمائی، جس کی حلاوت آج بھی تازہ ہے، اگرچہ رائپور میں ان کے جانشین ان کے عظیم المرتبت خلیفہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رائپوریؒ ہوئے، مگر پاکستان میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری کی وفات کے بعد وہیں تدفین ہوجانے کے باعث انہوں نے پاکستان ہی کے قیام کو اختیار کرلیا، لیکن رائے پور آنے کا بھی معمول جاری رکھا، اپنے سفر رائے پور میں وہ دہلی میں بھی کچھ وقت گزارتے تھے، جہاں قریب ہی ہماری قیام گاہ بھی تھی، میں اور برادر معظم مولانا سید ابوبکر حسنی صاحب مرحوم ان سے ملاقات کے لئے ان کی قیام گاہ جاتے اور استفادہ کرتے، ان کا چہرے پر کثرت ذکر وعبادت کا خاص نور ظاہر ہوتا تھا، اور ریاضت ومجاہدے کے آثار کھلے طور پر ایک عام آدمی کو بھی نظر آتے تھے، تعلق مع اللہ اور صبر وتحمل اتنا بڑھا ہوا تھا کہ ان کو دیکھا کہ چوٹ لگ جانے کے باعث انگوٹھے میں شدید تکلیف اور درد تھا، مگر پیکر تسلیم ورضا نظر آتے تھے کہ جیسے کوئی بات ہی نہیں۔

اتنی عبادت کرتے کہ پاؤں ورم کر جاتے تھے، ذکر کے تعلق سے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ نوافل، تلاوت وغیرہ جو اعمال کرتے ہیں، کیجیے، مگر ذکر سے کیسے مانع بنتے ہیں، یہ علاج ہے اور مقصود تک پہنچنے کے وسائل میں ہے، ان حضرات کا اللہ سے تعلق اور آخرت پر یقین کا ایسا استحضار تھا کہ جب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ صاحب پاکستان کا سفر ہو رہا تھا جو آخری سفر ثابت ہوا، پھر حضرت کی واپسی نہ ہوسکی، اور وہیں انتقال ہوا، پھر وہیں تدفین عمل میں آئی، میں اور برادر

معظم مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ رائے پور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، برادر معظم مولانا محمد ثانی مرحوم نے حضرت سے اپنی روانگی کے وقت یہ عرض کیا کہ پھر حاضر ہوں گے، حضرت نے فرمایا کہ یہاں کی ملاقات کا کیا اعتبار، اصل تو وہاں کی ملاقات ہے، اور یہی ہوا جس کی طرف حضرت نے اشارہ فرمایا تھا اور یہ ملاقات آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

واقعہ یہ ہے کہ رائے پور کی پوری فضا ذکر اللہ کے انوار، اور تعلق مع اللہ کی دولت کے حصول کے شوق ومناسبت کی تھی، یہی گفتگو ہوتی اسی کا اس ماحول میں چرچا ہوتا، شاہ عبدالعزیز صاحب رائے پوریؒ کی وفات کے بعد ان کے جانشین مولانا شاہ سعید احمد صاحب مرحوم نے آمدورفت کا سلسلہ رکھا، اور لوگ ان سے بھی استفادہ کے لئے جمع ہوتے، ان سے متعدد ملاقاتوں میں اسکا احساس ہوا کہ وہ اپنے اسلاف کی اس میراث کے حامل ہونے کے ساتھ سیاسی بصیرت بھی رکھتے تھے، اور راقم سطور کا سیاسی موضوعات پر ان سے تبادلہ خیال بھی ہوتا تھا، ان کی وفات کے بعد مولانا شاہ مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری خانقاہ رائے پور کے بزرگوں کی میراث کے حامل قرار پائے، اور ان خصوصیات وصفات وامتیازات کو انہوں نے قائم ودائم رکھا جن سے اس خانقاہ کا دوسری خانقاہوں وتربیت گاہوں سے امتیاز ظاہر ہوتا تھا، ان کا اور ان کے رفیق سلوک مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب رائے پوریؒ کا تعلق خال مخدوم ومعظم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے بہت گہرا تھا، اور وقتاً فوقتاً وہ ان سے استفادہ کے لئے لکھنؤ اور رائے بریلی تشریف لاکر قیام بھی فرماتے، جس میں ان کے ساتھ ان کے داماد اور موجودہ متولی خانقاہ رائے پور شاہ عتیق احمد صاحب رائے پوری بھی ہوتے اور کبھی ان سفروں میں حضرت مولانا حکیم سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری مدظلہ العالی بھی ہوتے جو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کے خلفاء میں ہیں، اور ان صفات وخصوصیات کے حامل ہیں جو اس خانقاہ رائے پور کا امتیاز رہی ہیں۔

مولانا شاہ مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری صرف ایک ذاکر وشاغل اور مربیانہ صفت کے حامل شخص ہی نہ تھے، وہ ایک جید عالم دین، مفتی اور استاد حدیث وفقہ تھے، ایک طویل عرصہ تک مظاہر علوم سہارنپور میں تعلیم وتدریس کی خدمات انجام دیں، پھر بعض اسباب کی بنا پر اپنے وطن رائے پور کا مستقل قیام اختیار کیا اور خانقاہ کو آباد کیا، جہاں ان کے پاس تربیت واصلاح واستفادہ کیلئے لوگ آنے لگے، جن کی تعداد روز بروز بڑھتی ہی گئی اور ان کا حلقہ اثر وسیع ہوتا گیا، جس کا مشاہدہ خاص طور پر ان کے جنازہ میں حاضر ہونے والے مجمع سے کیا گیا کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم کے جنازہ میں تھے، یا پھر ان کے جنازہ میں اتنے یا اس سے کچھ زائد لوگ دیکھے گئے۔

مفتی صاب مرحوم کو ہم نے ان کے عنفوان شباب سے دیکھا، ان کو شروع سے علم ودینداری میں ممتاز پایا اور تقوی وللّٰہیت ان کا نمایاں وصف رہا، جس کے ان کے اساتذہ بھی معترف وقدرداں تھے، وہ ہمیشہ مروت ونرمی اور اخلاق سے پیش آتے تھے، جس کا متعدد ملاقاتوں میں تجربہ ہوا اور ان میں ایک کشش محسوس کی جاتی تھی، جو اہل اللہ میں محسوس کی جاتی ہے، اللہ تعالی ان کے مراتب بلند فرمائے اور اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے، اس کو دور فرمائے، اور امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

مقام مسرت ہے کہ عزیز گرامی مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی صاحب رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد و مدیر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مظفر آباد، سہارنپور جن کا ان سے خصوصی تعلق رہا ہے، ان کے متعلق کتاب تیار کررہے ہیں، جو ایک اچھی علمی خدمت اور لائق قدر کام ہے، امید ہے کہ اس سے ان کی شخصیت کو سمجھنے میں مدد ملے گی، اور لوگ فائدہ اٹھائیں گے، اللہ تعالی قبول فرمائے اور مبارک کرے۔

محمد واضح رشید حسنی ندوی — ۸؍شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ

نزیل سہاگ پیلس مدن پورہ ممبئی — مطابق ۲۵؍اپریل ۲۰۱۸ء

اظہار حقیقت

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی

نائب مدیر پندرہ روزہ ''تعمیر حیات'' لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

اللہ تعالی نے انسان کو مختلف مزاج وطبیعت اور مختلف ذوق ومزاج کا بنایا ہے، اسی لحاظ واعتبار سے ایک دوسرے سے مناسبت بھی پیدا ہوتی ہے اور رزق حاصل کیا جاتا ہے، ہدایت، تربیت، تعلیم، ارشاد، رزق سب اللہ کی طرف سے ہے، لیکن اللہ نے دنیا میں ایک دوسرے تک ان کی رسائی کے لئے انسانوں کو ہی ذریعہ بنایا، اور پھر یہ امتحان رکھا ہے کہ اسباب کے تجربہ کے ساتھ نگاہ مسبب الاسباب پر رہے، اور جب جب اسباب پر نگاہ زیادہ ہوئی تو اللہ تعالی نے ایسے واقعات ظاہر فرمائے کہ لوگ حیرت زدہ رہ گئے کہ اس کا وقوع کیسے ہوا، انبیاء کے ساتھ ایسی چیزیں ہوئیں، انہیں معجزات کا نام دیا گیا، اور اولیاء کے ساتھ ایسی باتیں پیش آئیں، انہیں کرامات کا نام دیا گیا، رائے پور کی تربیت گاہ کو جو عظیم مربی اور معلم اخلاق ملے، متعدد حیثیتوں سے ان میں یہ چیز زیادہ جلوہ گر ہوئی، انہوں نے ہر طرف سے نگاہ پھیر کر اللہ کے ذکر کو ایسا اختیار کیا کہ یہ بات اچنبھے کی نہ رہی کہ ڈالی ڈالی اور پتہ پتہ سے ذکر اللہ کی آواز آنے لگی، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ پھر ان کے جانشین حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ اور پھر ان کے جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رائے پوریؒ سبھی کی یہ خصوصیت رہی اور بے سان

وگمان رزق اس طرح پہنچتا تھا کہ ظاہری اسباب میں سے کوئی سبب نظر نہ آتا، برکات کا ایسا ظہور ہوتا تھا کہ عقلیں دنگ رہ جاتی تھیں، جو آتا ذکر کا شوق، ایمان کی حلاوت، عبادات کی لذت اور تعلق مع اللہ کی دولت لیکر جاتا، آخر میں عارف باللہ حضرت مولانا مفتی شاہ عبدالقیوم صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے وجود بابرکت سے اسی طرح امت کو نفع پہنچا، حالانکہ آخری ایام ان کی علالت کے اس طرح گزرے کہ اس میں نفع رسانی کا ظاہری سلسلہ قائم نہیں رہ پاتا، لیکن ایک دو سال نہیں، کئی سال ان کے صرف وجود سے طالبین معرفت وللّٰہیت نے جو ایمانی نفع اٹھایا، اس کی نظیر نہیں ملتی، حقیقت یہ ہے کہ ان کا پورا وجود ذکر الٰہی سے عبارت ہوگیا تھا، اور انہیں اس میں استغراق تام حاصل تھا، جب کہ عبادات، اخلاق، معاملات، معاشرت وادائے حقوق میں وہ بڑے محتاط متقی تھے، علم دین میں گہرائی رکھنے والے عالم اور باکمال مفتی اور کہنہ مشق معلم رہ چکے تھے۔

یہ اللہ کا معاملہ ہے کہ کس سے کس طرح کا کام لے اور کس سے کس طرح نفع پہنچائے، وہ ان بزرگوں میں سے تھے جن میں بچپن سے ان کے بزرگوں نے آثار رشد وولایت محسوس کئے تھے، اور پھر جب ان کو بزرگوں کی عظیم میراث، میراث علم وآگہی اور مسند ارشاد وتربیت ملی تو ان کو ان کے بڑوں کی طرف سے بھی تائید وتقویت ملی، اعلی ایمان ویقین ومعیاری تقوی وعمل کیساتھ ان کی زندگی گزری اور عشق ومعرفت کی سرزمین رائپور کو اپنی عطر بیز سانسوں سے انہوں نے مزید منور کیا، یہاں تک کہ داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے مالک حقیقی سے جاملے، اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْهُ فِی الْعِلِّیِّیْنَ مَعَ الْاَبْرَارِ الْمُقَرَّبِیْنَ۔

ایسے پاکیزہ نفوس کے سوانحی نقوش میں اللہ تعالی ہدایت کا سامان رکھتا ہے، اور صلحاء کے تذکرہ سے اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، ان کے سوانحی نقوش مختلف اہل علم وقلم کے مشاہدات وتجربات کی روشنی میں برادر عزیز مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی "نَفَعَ اللّٰهُ بِكُتُبِهٖ وَاِفَادَاتِهٖ الْمُسْلِمِیْنَ" نے جنہیں صاحب تذکرہ کی اچھی صحبت اور اچھا اعتماد بھی ملا،

ایک مفید کتاب "تذکرہ حضرت مفتی عبدالقیوم رائے پوری" تیار کی، جواب ناظرین باتمکین کے ملاحظہ کیلئے سامنے ہے، امید ہے کہ ان کی پچھلی کتابوں اور افادات کی طرح پیش نظر کتاب سے بھی لوگ فائدہ اٹھائیں گے، اور پھر دوسروں کو فائدہ پہنچائیں گے، اللہ تعالی اسے قبول فرمائے اور خوب مبارک فرمائے۔ آمین

محمود حسن حسنی ندوی

حال وارد

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد، سہارنپور

۲۲/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ

۸/اپریل ۲۰۱۸ء

تائیدی کلمات

مولانا بدر عالم ندوی رائے پوری

نواسہ عارف باللہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوریؒ

یہ کتاب ''تذکرہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ'' میرے نانا حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ کی زندگی کے حالات پر ہے، اس میں حضرت کے سفر حیات پر مختلف مضامین جمع کئے گئے ہیں، وہ مضامین مختلف علمائے دین اور مختلف دینی شخصیات کے لکھے ہوئے ہیں اور اس میں حضرت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر قیمتی مواد اور اہم ترین معلومات جمع ہوگئی ہیں۔

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری برصغیر کی عظیم تربیت گاہ ''خانقاہ رائے پور'' کی عظیم ترین شخصیت تھے، آپ سلف صالحین اور اکابر رائپور کی یادگار تھے، آپ نے خانقاہِ رائے پور اور مشائخ رائے پور کے اصلاح دل کے فریضے، دعوت وارشاد کے عمل اور تربیت کے کام کو وسیع پیمانے پر سرانجام دیا، آپ کی ذات سے بے شمار لوگوں نے فیض حاصل کیا، آپ کی زندگی سے لاتعداد لوگوں کی اصلاح اور تربیت ہوئی، آپ کے وجود سے بڑے پیمانے پر عوام کے دلوں میں تبدیلی اور خاموش انقلاب برپا ہوا۔

آپ کی زندگی اسلام کا ایک مجسم نمونہ تھی، آپ ایک مثالی شخصیت کے مالک تھے، آپ کی شخصیت بے شمار صفات، خصوصیات اور امتیازات کا مجموعہ تھی، آپ شریعت وطریقت دونوں کی جامع شخصیت تھے، آپ کی زندگی کے بے شمار پہلو ایسے ہیں جو ہمارے لئے ایمانی، عرفانی، دینی اور روحانی زندگی گزارنے کے لئے مشعلِ راہ ہیں، اس میں اہلِ

اسلام کے لئے دین وشریعت پر چلنے کے نقوش موجود ہیں، اس میں تمام انسانوں کے لیے دنیاوی اور اخروی اعتبار سے ایک بامقصد اور کامیاب زندگی کا پیغام موجود ہے۔

ایسی پاکیزہ ذات اور روشن ضمیر شخصیت کی مثالی زندگی کو منظر عام پر لانا پوری امت اور انسانیت کی ایک عظیم خدمت ہے؛ کیونکہ وہ ساری انسانیت کا ایک نہایت قیمتی سرمایہ، پیاسی امت کے لیے آبِ حیات اور بھٹکی ہوئی انسانیت کے لیے نشانِ منزل ہے، اس میں انسانوں کی ہدایت کا پیغام موجود ہے، مردہ دلوں کو زندہ کرنے کا علاج موجود ہے، جس کی آج کے انسان کو پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔

اللہ نے اس عظیم خدمت کے لیے سب سے پہلے مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کا انتخاب کیا، مولانا مسعود عزیزی ندوی اکابرین اور بزرگانِ دین کے حالات اور ان کی تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں، انہیں اس موضوع سے خاص مناسبت ہے، وہ مختلف اولیاءاللہ کے حالاتِ زندگی پر ایک درجن سے زیادہ کتابیں تصنیف کر چکے ہیں اور بہت سے اکابرین کی حیات وخدمات پر مستقل مضامین اور رسالے لکھ چکے ہیں، جن کو اہل علم حضرات نے پسند فرما کر داد تحسین دی ہے، انہوں نے شیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوریؒ کی وفات پر بھی ''نقوشِ اسلام'' کے خصوصی نمبر کی اشاعت کی تھی، جس کو اولیت بھی اور مقبولیت بھی حاصل ہوئی، اس کے بعد انہوں نے حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کے حالاتِ زندگی پر بھی سب سے پہلے اپنے ماہنامہ ''نقوشِ اسلام'' کا خصوصی شمارہ شائع کیا، وہ لوگوں کو بہت پسند آیا اور اس کو ہر حلقہ میں نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھا گیا، اب انہوں نے ''نقوش اسلام'' کے مضامین کو یکجا کر کے مستقل حضرت مفتی صاحب کی زندگی پر ایک کتاب بنام ''تذکرہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری'' مرتب کر دی ہے۔

اس کتاب میں میرے نانا کی زندگی کے کئی گوشوں پر قیمتی مضامین اور معلومات جمع ہوگئی ہیں، یہ کتاب ان کی زندگی پر گویا ایک ایسا حسین گلدستہ بن گئی ہے، جس میں مختلف

رنگ وبو کے پھول لگے ہوئے ہیں، یہ ان کی شخصیت کا ایک ایسا آبِ رواں ہے جس میں دلوں کی کھیتی کو سیراب کرنے کی ہدایات درج ہیں، یہ ان کی حیات کے ایسے اوراق ہیں جس میں موجودہ انسانوں اور آنے والی نسلوں کی اصلاح، تربیت، ہدایت اور رہنمائی کے نشانات موجود ہیں۔

میں حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کا نواسہ ہونے کی حیثیت سے مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے نانا کی زندگی کے مختلف اہم پہلوؤں پر نہایت قیمتی ذخیرہ کو ترتیب دے کر ایک جگہ جمع کر دیا ہے، اللہ انہیں اس پر جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی محنت وکوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

والسلام

۱۰؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ — بدر عالم رائے پوری

۲۹؍مارچ ۲۰۱۸ء — نواسہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ ایک مثالی، روحانی اور عبقری شخصیت تھے، اللہ تعالی نے ان کے اندر وہ صفات پیدا فرمائی تھیں، جن کی وجہ سے وہ سب کے نزدیک مقبول اور محبوب تھے، لوگ ان کی زیارت، ان کی دعاؤں میں شرکت اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر استفادہ کی غرض سے پروانہ وار جمع ہوتے تھے، ایسی مقبول ترین شخصیت کے انتقال کے بعد ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے ذمہ داروں نے طے کیا کہ حضرت مفتی صاحب پر ''نقوش اسلام'' کا خصوصی نمبر نکالا جائے، کیونکہ حضرت مفتی صاحب مرکز احیاء الفکر الاسلامی اور ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے سرپرستوں میں تھے، اس لئے متعدد اہل علم حضرات کے مضامین جمع کر کے مارچ/اپریل ۲۰۱۸ء کا خصوصی نمبر نکالا گیا، جس کو اہل تعلق نے بہت پسند کیا، اور خوب پذیرائی ہوئی، اس کے بعد ان تمام مضامین کو اور بعض دوسرے رسائل کے مضامین کو مستقل کتابی شکل میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا۔

چنانچہ اب یہ تمام مضامین اس کتاب ''تذکرہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ'' میں جمع کر دئے گئے ہیں، جس پر مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کا مقدمہ، حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی تقریظ اور مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی کا اظہار حقیقت اور حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نور اللہ مرقدہ کے نواسے مولانا بدر عالم ندوی کے تائیدی کلمات ثبت ہیں، اللہ تعالی سب کو اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے۔

اس طرح اب یہ کتاب حضرت الحاج شاہ عتیق احمد صاحب رائے پوری کی زیر سرپرستی خانقاہ رحیمی رائے پور سے شائع کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے، اور اپنے اس مقبول بندے کی طرح اس کتاب کو بھی قبولیت تامہ عطا فرمائے، اور راقم کو حسن خاتمہ کی دولت سے نواز کر اپنے مقبول بندوں کے زمرے میں شامل فرمائے، اللہ تعالی معاونین ومحسنین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

والسلام

محمد مسعود عزیزی ندوی
رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور

۱۲/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ
مطابق ۳۱/مارچ ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف صاحب کتاب

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی بن حافظ عبدالستار بن منشی عبدالعزیزؒ بروز جمعہ ۱۲/ربیع الاول ۱۳۹۴ھ م ۵/اپریل ۱۹۷۴ء مظفری قصبہ مظفرآباد ضلع سہارنپور (یوپی) میں پیدا ہوئے، عزیزی کی نسبت اپنے دادا حضرت منشی عبدالعزیزؒ کی طرف کرتے ہیں، جوایک عبادت گذار، نیک وپرہیزگار آدمی تھے، جن کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا تھا اور علماء ربانیین اور صلحاء متقین سے گہرا تعلق تھا، مولانا کے والد صاحب حضرت حافظ عبدالستار صاحب عزیزی کی پیدائش یکم اپریل ۱۹۳۲ء کو ہوئی، انہوں نے حفظ قرآن کے بعد عصری تعلیم حاصل کی، اسکول اور دینی مدرسہ میں درس وتدریس کے بعد پوسٹ آفیس میں ایک عرصے تک ملازمت کی، ریٹائرڈ ہونے کے بعد مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد میں اپنی دینی خدمات وفات تک پیش کیں، بیعت وسلوک کا تعلق حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری سے رکھا، جوآپ کے استاذ بھی تھے، ۱۷/ جولائی ۲۰۱۶ء میں وفات پائی، حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری نے نماز جنازہ پڑھائی، جبکہ اکتالیس سال قبل آپ کے والد منشی عبدالعزیز صاحب کی نماز جنازہ بھی حضرت موصوف نے ہی اکتوبر ۱۹۷۵ء میں پڑھائی تھی، مفتی صاحب کی والدہ محترمہ کی وفات ۲۰/فروری ۲۰۱۲ء میں ہوگئی تھی، اللہ تعالی سبھوں کی مغفرت فرماکر درجات بلند فرمائے۔

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم محلّہ کی مسجد میں حافظ محمد اخلاق صاحبؒ سے حاصل کی اور یہیں قرآن مجید

کے آخری دو پارے حفظ کئے، نو سال کی عمر میں ۱۲/شوال ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۳/جولائی ۱۹۸۳ء سنیچر کے روز جامعہ بیت العلوم پپلی مزرعہ، یمنا نگر (ہریانہ) میں داخل کئے گئے اور وہاں نو سال رہ کر قرآن کریم بروایت حفص تجوید وترتیل کے ساتھ حفظ کیا، اور سند حاصل کی، وہاں اردو، ہندی، انگریزی پڑھی، فارسی اور عربی نحو وصرف کی چند کتابیں پڑھیں، نیز جامعہ اردو علی گڈھ کے امتحانات میں بھی شریک ہوئے اور ''ادیب''''ادیب ماہر'' کے امتحانات دیئے اور فرسٹ ڈویژن سے پاس ہوئے، اور کمپیوٹر سیکھا، وہیں کے دوران قیام اردو میں ''مختصر تجوید القرآن'' نامی ایک کتاب تصنیف کی، جس پر اس فن کے علماء نے تقاریظ لکھیں اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے مقدمہ اور حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ نے اپنی رائے لکھی، اس کتاب نے علمی حلقوں میں قبولیت حاصل کی، کراچی سے بھی اس کی اشاعت ہوئی، یہاں تک کہ بہت سے مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب کی گئی، اور کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

اس کے بعد ۱۴/شوال ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۵/اپریل ۱۹۹۲ء میں ''مدرسہ فیض ہدایت رحیمی'' رائے پور میں داخلہ لیا اور یہاں دو سال گزارے اور درس نظامی کے مطابق کافیہ وشرح جامی تک تعلیم حاصل کی، رائے پور کے قیام کے دوران حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ (ت:۱۹۹۶ھ) کی صحبت اختیار کی، جو عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ (ت:۱۹۶۲ء) کے خادم خاص اور خلیفہ تھے، ان کے دست مبارک پر بیعت کی، انکی مجلسوں میں شریک رہے، ان کی صحبت سے فیض اٹھایا، سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہے، ان سے دینی وروحانی تربیت حاصل کی، اور پنجوقتہ نمازوں میں ان کی امامت کرنے کا بھی شرف حاصل کیا، ان کی وفات کے بعد ان کے حالات وسوانح پر ''حیات عبدالرشید'' کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی، جس نے کافی مقبولیت حاصل کی، اور اس کے چار ایڈیشن شائع ہو گئے۔

اعلیٰ تعلیم

اس کے بعد ۱۷/شوال ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۰/مارچ ۱۹۹۴ء میں ''مدرسہ ضیاء العلوم'' میدان پور رائے بریلی میں داخل ہوئے اور وہاں عالیہ اولی تک تعلیم حاصل کی، وہاں کے ماہر اساتذۂ کرام سے استفادہ کیا اور مدرسہ کے علمی دعوتی وفکری ماحول اور آب وہوا سے متأثر ہوئے حتی کہ علم ومطالعہ اور تحریر ونگارش میں اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کیا، اور آخری سال میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سالانہ امتحان میں شریک ہوئے، امتحان میں کامیابی کے بعد ۱۳/شوال ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۵/مارچ ۱۹۹۵ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے اور وہاں تین سال میں ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۸ء کو شرعی علوم اور عربی زبان وادب میں عالمیت کی سند حاصل کی۔

فقہ وفتاوی میں اختصاص

اگلے سال ماہ شوال ۱۴۱۸ھ میں درجہ فضیلت میں داخل ہوئے اور دو سال میں فقہ وافتاء میں تخصص کیا اور سند حاصل کی، شعبان ۱۴۲۰ھ مطابق دسمبر ۱۹۹۹ء میں ندوہ سے فراغت حاصل کی، ندوۃ العلماء میں قیام کے دوران دو سالوں (۱۹۹۶ء/ ۱۹۹۷ء) میں مولانا قاری ریاض احمد مظاہری صدر شعبۂ تجوید وقراءت سبعہ وعشرہ سے قراءت سبعہ کی تکمیل کی۔

ندوہ کے خاص اساتذہ

مندرجہ ذیل اساتذۂ کرام سے بطور خاص استفادہ کیا: مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، صحافی وادیب حضرت مولانا واضح رشید حسنی ندوی، امام وخطیب حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مفتیٔ اعظم ندوہ حضرت مولانا مفتی محمد ظہور

صاحب ندویؒ، ادیب دوراں حضرت مولانا نذرالحفیظ صاحب ندوی ازہری، محدث جلیل حضرت مولانا ناصر علی صاحب ندویؒ، مفسر قرآن حضرت مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی، فقیہ زماں حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی، خطیب عصر حضرت مولانا سید سلمان حسینی صاحب ندوی، داعی الی اللہ حضرت مولانا سید عبداللہ محمد حسنی ندویؒ، حضرت مولانا یعقوب صاحب ندوی، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سنبھلی ندوی، حضرت مولانا نیاز احمد صاحب ندوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب ندوی، حضرت مولانا مفتی محمد مستقیم صاحب ندوی، حضرت مولانا برجیس صاحب ندویؒ وغیرہم۔

حضرت مفکر اسلام سے خاص تعلق

مولانا نے ندوۃ العلماء میں قیام کے دوران حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے بیعت کی اوران کی علمی مجلسوں اور صحبتوں سے فیضاب ہوئے، یہاں تک کہ حضرت کے قریب ہوگئے اور اخیر دور میں حضرت کی خدمت اور تین وقتوں کی نماز کی امامت کی بھی سعادت حاصل کی اور حضرت کی صحبت بابرکت سے خصوصی فیض اٹھایا اور مولانا کی آٹھ کتابوں پر حضرت نے مقدمے تحریر فرمائے، نیز نکاح بھی حضرت مولانا نے پڑھایا اور خود حضرت نے ہی ولیمہ بھی کیا۔

بیعت وسلوک وطریقت

آپ سب سے پہلے ۱۵؍شعبان ۱۴۱۳ھ مطابق ۸؍فروری ۱۹۹۳ء پیر کے روز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کے خلیفہ حضرت الحاج شاہ عبدالرشید صاحب رائے پوری سے بیعت ہوئے، اوران کی خدمت وصحبت سے فیض اٹھایا، ۷؍رمضان ۱۴۱۶ھ م ۲۷؍جنوری ۱۹۹۶ء میں ان کی وفات کے بعد مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

نوراللہ مرقدہ سے ۲۴؍شوال ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۵؍مارچ ۱۹۹۶ء کو رجوع کیا اور بیعت ہوئے، اوران کی مجالس اور صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوئے، ۲۲؍رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۳۱؍دسمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعہ حضرت مفکر اسلام کے وصال کے بعد انکے جانشین مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے تجدید بیعت کی، اب ان کی سرپرستی میں تعلیمی، سماجی، رفاہی، تبلیغی اور اصلاحی دعوتی سرگرمیاں جاری رکھ کر خدمت دین کا کام انجام دے رہے ہیں۔

اجازت وخلافت

مئی ۲۰۱۴ء میں آپ نے قطر کا سفر کیا، وہاں آپ کی ملاقات مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نوراللہ مرقدہ کے مجاز اور حضرت مولانا قمرالزماں صاحب الہ آبادی کے خلیفہ حضرت مولانا ظریف احمد صاحب ندوی سے ہوئی، حضرت مولانا ظریف احمد صاحب نے مفتی صاحب موصوف کو سلاسل اربعہ اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے سلسلہ میں ۱۹؍رجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۹؍مئی ۲۰۱۴ء پیر کے روز اجازت وخلافت عطا فرمائی اور جب حضرت مولانا ظریف احمد صاحب ندوی ۳؍ستمبر ۲۰۱۴ء کو مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد تشریف لائے تو مرکز کی جامع مسجد میں ایک مجمع کے سامنے موصوف کی اجازت وخلافت کا اعلان کیا، اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب قاسمی خلیفہ حضرت شاہ حافظ عبدالستار صاحب نانکویؒ وحضرت مولانا عبداللہ صاحب مغیثی سے ملاقات کے لئے چھٹمل پور جانا ہوا تو حضرت نے بھی مولانا موصوف کو ۲۹؍ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹؍فروری ۲۰۱۵ء جمعرات کے روز اجازت وخلافت سے نوازا، اور راقم کو فرمایا کہ اس کا اظہار کردو اور رسالے میں بھی شائع کردو، اس طرح موصوف کا علمی وروحانی اور اصلاحی فیض بھی جاری وساری ہے، مولانا موصوف دنیا کے مختلف ممالک میں چاردرجن سے زیادہ

علماء کرام کو یہ روحانی فیض منتقل کر چکے ہیں اور ان کو اجازت وخلافت دے چکے ہیں، اللہ تعالی سب کو دین کی خدمت کیلئے قبول فرمائے۔

تالیفات

عربی واردواور انگریزی زبانوں میں مختلف موضوعات پر چھوٹی بڑی تقریباً ۵۰ ر کتابیں چھپ چکی ہیں:

عربی

(۱) ریاض البیان فی تجوید القرآن
(۲) مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا
(۳) الإمامة فی الصلاۃ مسائلہا وأحکامہا
(۴) التدخین بین الشرع والطب
(۵) سیرۃ النبی الاکرم
(۶) القادیانیۃ ثورۃ علی النبوۃ المحمدیہ

اردو

(۷) مختصر تجوید القرآن
(۸) بچوں کی تمرین التجوید
(۹) جیب کی تجوید
(۱۰) رہنمائے سلوک وطریقت
(۱۱) فقہ حنفی کے مراجع اور ان کی خصوصیات
(۱۲) امامت کے مسائل واحکام
(۱۳) حیات عبدالرشیدؒ
(۱۴) سیرت مولانا محمد یحیٰی کاندھلویؒ

(۱۵) تذکرہ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ
(۱۶) تذکرہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ
(۱۷) تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ
(۱۸) تذکرہ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ
(۱۹) چند مایہ ناز اسلاف-قدیم وجدید (۴۲ ر بزرگوں کے حالات کا مجموعہ)
(۲۰) مقالات ومشاہدات (۲۸ ر مضامین کا مجموعہ)
(۲۱) مکتوبات اکابر (۲۰ ر بزرگوں کے خطوط)
(۲۲) چندہ دینے، دلوانے اور لینے کے آداب واصول
(۲۳) افکار دل (۳۰ ر خطبات کا مجموعہ)
(۲۴) مدارس اسلامیہ کا نظام-تحلیل وتجزیہ
(۲۵) تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ
(۲۶) سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
(۲۷) تذکرہ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ
(۲۸) قادیانیت-نبوت محمدی کے خلاف بغاوت
(۲۹) میری والدہ مرحومہ
(۳۰) لڑکیوں کی اصلاح وتربیت
(۳۱) نقوش حیات حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ
(۳۲) ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ
(۳۳) تصوف اور اکابر دیوبند
(۳۴) اللہ ورسول کی محبت
(۳۵) ماں باپ اور اولاد کے حقوق

(۳۶) عقائداورارکان اسلام

(۳۷) سازدل (۱۵رتقریوں کا مجموعہ)

(۳۸) میرے شیخ ومرشد مفکراسلام

(۳۹) دردِدل (۴۵رمضامین کا مجموعہ)

(۴۰) تذکرہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پور

(۴۱) بزرگان رائے پور (۶ربزرگوں کے حالات)

انگلش

(۴۲) Rules of Raising Funds

(۴۳) Beliefs and Pillars of Islam

(۴۴) The Laws Pertaining to Imamat

(۴۵) The Rights of Perents and children

(۴۶) Guidelines for Sulook and Tareeqat

(۴۷) Tasawwuf and tha Elders of Deoband

(۴۸) Life Sketch of Hadhrat Thanwi

(۴۹) A Biogrophy of the Noblest Nabi

(۵۰) My Sheikh and Spiritual Guide

اسفار

پہلی مرتبہ ۲۰۰۰ء میں پڑوسی ملک پاکستان کا سفر کیا اور وہاں بہت سے علماء، صلحاء اور ادباء سے ملاقات کی اور استفادہ کیا، پھر ۲۰۰۱ء میں جنوبی افریقہ کا سفر کیا اور وہاں مسلمانوں کے حالات اوران کی دینی ، اصلاحی ، دعوتی سرگرمیاں دیکھیں اوراسلامی

مکاتب ومدراس اوران کے تجارتی مراکز کا معاینہ کیا اور بہت سے اسلامی دانشوروں اور علماءکرام سے ملاقات کی۔

اس کے بعد جنوبی افریقہ کے پڑوسی ممالک جیسے ''بوٹسوانہ'' کا نومبر ۲۰۰۱ء میں سفرکیا، پھر رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۱ء میں شوازی لینڈ کا سفر کیا، اس کے بعد زمبابوے بھی جانا ہوا، اور ۲۰۰۲ء میں کویت کا سفر کیا اور وہاں شیخ نادر عبدالعزیز نوریؒ (جنرل سکریٹری جمعیۃ الشیخ عبداللہ النوری الخیریہ، ومدیر علاقات خارجیہ وزارۃ اوقاف کویت) اور شیخ عبداللہ العلی المطوعؒ (صدر جمعیۃ الاصلاح الاجتماعی، ومالک شرکۃ علی عبدالوہاب) اور فاضل استاذ شیخ یوسف جاسم الحجی (صدر انٹرنیشنل اسلامک چیرٹیبل آرگنائزیشن) سے ملاقات کی اور یہاں دس روز قیام رہا اورسرکاری مہمان رہے، اسی سال متحدہ عرب امارات دبئی کی بھی زیارت کی اور یہاں تین دن قیام کیا۔

ماہ رمضان ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء میں عمرہ کے لیے حجاز مقدس کا سفر کیا اور حرم مکی کے قریب ''مدرسہ صولتیہ'' میں قیام کیا، اس کے بعد مدینہ منورہ جاکر مسجد نبوی کی زیارت کی، اس میں نماز پڑھی اور ریاض الجنۃ میں بھی نوافل اور دعاء کا موقع ملا، اور مواجہ شریف پر حاضری ہوئی اور پڑھا۔

۲۰۰۴ء میں ایک افریقی ملک ''ملاوی'' کی راجدھانی ''للونگوے'' کا سفر کیا، پھر ''زامبیا'' گئے اور وہاں ''چیپاٹا'' اور ''زامبیا'' کی راجدھانی ''لوساکا'' گئے، اور وہاں علماء اور صلحاء، دعاۃ سے ملاقات کی، جو وہاں سیاہ فام لوگوں اورنئی نسل کی اسلامی تعلیم وتربیت کی خدمت انجام دے رہے ہیں، وہاں کے اکثر لوگ جودوسخاوت اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا اور دینی ودعوتی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں، ایک جم غفیر کی موجودگی میں راجدھانی کی مسجد ''النور'' میں بیان کیا، اوران کے سامنے کتاب وسنت کی روشنی میں دعوت الی اللہ کے اصول وضوابط اورفضائل واحکام پیش کئے اور مسلموں

اور غیر مسلموں میں ان کی دعوتی اور اصلاحی خدمات اور سرگرمیوں کو سراہا، تقریباً ایک ماہ یہاں قیام رہا، ماہ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ء میں اپنے والدین کے ساتھ مناسک حج بیت اللہ اور عمرہ کی ادائیگی کے لیے حجاز مقدس کا سفر کیا، اس کے بعد جنوبی افریقہ اور زامبیا متعدد مرتبہ جانا ہوا، کئی مرتبہ موزمبیق بھی جانا ہوا، اور ۲۰۱۱ء میں ملیشیا اور سنگاپور کا بھی سفر ہوا، مئی ۲۰۱۴ء میں آپ نے قطر کا سفر کیا، اور ایک ہفتہ وہاں قیام رہا، اس کے درمیان حج اور عمرہ کے اسفار بھی ہوئے، اور مارچ ۲۰۱۷ء میں ری یونین اور ماریشس کا بھی سفر ہوا اور دو ہفتے وہاں قیام رہا، ستمبر ۲۰۱۷ء کے آخیر میں یوکے (برطانیہ) کا سفر کیا، وہاں ایک ماہ قیام رہا، اور اکتوبر کے اخیر میں کناڈا کا سفر کیا اور وہاں بھی بیس روز قیام رہا، جنوری ۲۰۱۸ء کے دوسرے عشرے میں بنگلہ دیش کا چار دن کا دعوتی سفر ہوا۔

سابقہ مشغولیات

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فراغت کے بعد ۲۰۰۰ء میں ''جامعہ بیت العلوم'' پہلی مزرعہ، یمنا نگر (ہریانہ) میں مدرس اور مفتی کی حیثیت سے تقرر ہوا، اس کے بعد جامعہ میں ناظم تعلیمات کے منصب پر فائز ہوئے اور وہاں صرف ایک سال قیام فرما کر سبکدوشی حاصل کی۔

مرکز احیاء الفکر الاسلامی کا قیام

اس کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی سرپرستی میں ۲۰/رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۹/اکتوبر ۲۰۰۰ء کو قصبہ مظفر آباد ضلع سہارنپور (یوپی) میں ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' کے نام سے ایک دینی، دعوتی اور علمی مرکز قائم کیا، جو نسل نو کی اسلامی تعلیم وتربیت کی خدمت انجام

دے رہا ہے، اس کی بنیاد صحیح اسلامی فکر پر رکھی گئی ہے، اس کا مقصد علوم اسلامیہ کی اشاعت وحفاظت اور سیرت نبوی اور قرآن وحدیث کے مطابق نئی نسل کی تعلیم وتربیت کا انتظام کرنا ہے۔

مرکز کے شعبہ جات

مرکز کی زیر نگرانی حسب ذیل شعبے کام کر رہے ہیں:

(۱) جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ — (۲) جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات
(۳) ڈپلومہ ان انگلش لنگویج اینڈ لٹریچر — (۴) اے ایس پبلک اسکول
(۵) مکتبہ الامام ابی الحسن العامۃ — (۶) دارالبحوث والنشر
(۷) دارالافتاء — (۸) جمعیۃ اصلاح البیان
(۹) مجلس صحافت اسلامیہ — (۱۰) شعبۂ تعمیر مساجد
(۱۱) شعبۂ دعوت وارشاد — (۱۲) شعبۂ کمپیوٹر (۱۳) مطبخ۔

موجودہ عہدے اور ذمہ داریاں

ناظم:	مرکز احیاء الفکر الاسلامی
مہتمم:	جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ
شیخ الحدیث:	جامعۃ فاطمۃ الزہراء للبنات
جنرل سکریٹری:	دارالبحوث والنشر
چیف ایڈیٹر:	ماہنامہ ''نقوش اسلام''

والسلام

۲۵/اپریل ۲۰۱۸ء

حمید اللہ قاسمی کبیر نگری

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ ☆

تمہید

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ سے ملاقات وتعارف تو رائے پور کے زمانہ قیام ۱۹۹۲ء میں ہوا، جب نامہ سیاہ مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور میں زیر تعلیم تھا، اور حضرت شیخ ومرشد الحاج شاہ حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری نوراللہ مرقدہ کی خدمت اقدس میں رہتا تھا، تب معلوم ہوا کہ حضرت مفتی صاحب ایک بزرگ ہیں، اوران کے والد حضرت حافظ محمد ایوب صاحب شیخ ومرشد حضرت حافظ عبدالرشید صاحب کے برادر اکبر تھے، جو ستودہ صفات، سلیم الفطرت، نیک خصال اور خاموش طبیعت کے حامل انسان تھے، اللہ تعالی نے ان کو بہت سی صفات سے نوازا تھا، قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرتے تھے، حضرت مفتی صاحب کو ان کا نور نظر، فرزند ارجمند ہونے کا اور حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری کا بھتیجا اور خلیفہ مجاز ہونے کا شرف حاصل ہے، اس طرح حضرت مفتی صاحب خاندانی طور پر بھی نیک طبیعت اور بزرگانہ مزاج کے حامل انسان تھے، آپ ایک عرصے تک جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں استاذ ومفتی کی حیثیت سے دینی وعلمی خدمات انجام دیتے رہے، مظاہر علوم کے اختلافات کے زمانہ میں غیر جانبدار ہوکر یکسو ہوگئے تھے اور پھر اپنی تمام تر توجہات روحانی ترقی اور مدارج سلوک کے طے کرنے میں صرف کیں، آپ کے مزاج میں صفائی، ستھرائی، نظم وضبط، حلم وتواضع اور یکسوئی جیسی صفات سمائی ہوئی تھیں، روحانیت اور اپنے اعلی اخلاق وکردار اور ربانی صفت کی بنا پر خانقاہ رائے پور میں مرجع خلائق بنے ہوئے تھے، آپ کو

☆ محمد مسعود عزیزی ندوی چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' ورئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کی خدمت بابرکت میں رہنے اور ان کی مجلسوں اور صحبتوں سے کسب فیض کا بھی موقع ملا ہے، نیز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کے خانقاہی ماحول میں آپ کو اور حضرت مفتی عبدالعزیز صاحبؒ سابق ناظم اعلی جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کو جوڑی کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

مفتی صاحب سے راقم کا تعلق اور محبت

راقم سطور کو حضرت مفتی صاحب سے مناسبت ومحبت اپنے شیخ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری کے زمانہ میں ہوئی، بلکہ بعض مرتبہ راقم بھی حضرت حافظ صاحب کے ساتھ سفر میں ہوتا اور حضرت مفتی صاحب بھی، حضرت مفتی صاحب کی یہ کیفیت دیکھی کہ حضرت حافظ صاحب تو لوگوں میں مشغول، کسی کو تعویذ دے رہے ہیں، کسی کو پانی پر دم کرکے دے رہے ہیں، اور کسی کا دکھڑا سن رہے ہیں، اس کے لیے دعائیں کرر ہے ہیں، اس کو تسلی دے رہے ہیں اور حضرت مفتی صاحب خاموشی اور یکسوئی کے ساتھ کسی کونہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

ایک لطیفہ

ایک مرتبہ یہ لطیفہ پیش آیا، راقم نے کہیں پڑھا یا سنا تھا کہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو جب بعض مرتبہ لوگ تعویذ کے سلسلہ میں پریشان کرتے تو صرف بسم اللہ لکھ کر کے دیدیتے اور شاید کبھی خالی کاغذ بھی موڑ کر دیدیتے (واللہ اعلم) اور لوگوں کو فائدہ ہوتا، تو چونکہ حضرت حافظ صاحب کے ساتھ راقم سطور تھا اور حضرت مفتی صاحب بھی، حضرت حافظ صاحب سے تعویذ لینے والوں کا ہجوم تھا، اور تعویذ لکھنے کا کام میرے سپرد تھا، تو بعض جگہ اس نامہ سیاہ نے بھی لوگوں کے ہجوم میں پہلے تو صرف بسم اللہ

لکھ کراور پھر زیادہ بھیڑ میں خالی کاغذ موڑ کرلوگوں کو دئے، جس کا اظہار میں نے حضرت مفتی صاحب کے سامنے کردیا، حضرت مفتی صاحب نے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ تو دھوکہ ہوا ،مگر میں نے اپنی نادانی اور قیاس سے یہ کام کیا، اللہ معاف کرے، پھر کبھی اس طرح نہیں کیا، اس واقعہ کو کبھی کبھی حضرت مفتی صاحب مجلس میں بیان فرمادیتے۔

مفتی صاحب کے خطوط راقم کے نام

جب نامہ سیاہ ۱۹۹۵ء میں لکھنؤ تعلیم حاصل کرنے گیا، ندوۃ العلماء لکھنؤ کا پہلا سال تھا، تو تمام بزرگوں کو خطوط لکھے، حضرت مفتی صاحب کو بھی ایک عریضہ تحریر کیا، جس میں اپنے لیے دعا کی درخواست کی اور اسی وقت اپنی مطبوعہ کتاب ''مختصر تجوید القرآن'' بھی حضرت مفتی صاحب کو بھیجی اور اس کی اطلاع بھی دی، جس پر حضرت مفتی صاحب کی طرف سے یہ محبت نامہ موصول ہوا:

۱- ۶؍جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ

باسمہ تعالیٰ

مکرمی سلام مسنون!

والا نامہ موصول ہوا، آپ کی خیر بت معلوم ہوکر بہت مسرت ہوئی، آپ کی مؤلفہ کتاب ''مختصر تجوید القرآن'' موصول ہوگئی، حق تعالیٰ شانہ آپ کو ہر طرح کی عافیت اور ترقیات سے خوب نوازے، آمین، یہاں پر سب خیرت ہے، چچا (حضرت حافظ عبدالرشید صاحب) بھی بخیر ہیں، کمزور ہیں۔ والسلام

۱۹۹۵/۳۱   عبدالقیوم، خانقاہ رحیمی رائے پور

آئندہ سال اکتوبر ۱۹۹۶ء میں حضرت مفتی صاحب کو خط لکھا اور اس کا اظہار کیا کہ راقم چھٹی میں رائپور حاضر ہوا، مگر ملاقات نہ ہوسکی، نیز اپنے لئے دعاؤں کی درخواست کی،

جس کا جواب غالباً حضرت مفتی صاحب نے ۲۰؍اکتوبر کی شب میں مندرجہ ذیل تحریر فرمایا:

۲- باسمہ تعالیٰ

مکرمی سلام مسنون!

گرامی نامہ موصول ہوا، خیریت معلوم ہوکر مسرت ہوئی، آپ رائے پور تشریف لائے ملاقات نہ ہوسکی، بہت افسوس ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کو روحانی وجسمانی جملہ امراض سے شفائے کلی عطا فرمائے، آمین۔

۱۶؍اکتوبر کو راؤ عطاء الرحمٰن صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، حضرت مولانا (سید ابوالحسن علی ندویؒ) کو خط لکھ دیا ہے، باقی سب خیریت ہے، حاضری کا پروگرام بنارہا ہوں، قریب میں حضرت مولانا کہیں سفر پر تو نہیں جارہے ہیں، مطلع فرمائیں۔

حضرت مولانا (سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت عالیہ میں سلام ودعاء کی درخواست فرمادیں، حضرت (مولانا سید ابوالحسن علی ندوی) سے ملنے کو بہت جی چاہ رہا ہے، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ والسلام

۲۰؍اکتوبر ۱۹۹۶ء   عبدالقیوم، خانقاہ رحیمی رائے پور

اس کے بعد بہت سے خطوط لکھے، ان کے جوابات میرے کاغذات میں کہیں ہوں گے، مجھے صرف یہ دو جواب ہی مل سکے، جو یہاں نقل کردئے گئے۔

مفکر اسلام کا ذکر جمیل اور انکی خدمت میں حاضری کا تقاضہ

اس کے بعد جب بھی راقم لکھنؤ سے گھر آتا تو حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا، حضرت مفتی صاحب بھی یکسو ہوجاتے اور دل بھر کے باتیں کرتے اور شیخ ومرشد مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وکیفیات معلوم کرتے اوران کا ذکر جمیل طویل تر ہوجاتا، جب بھی حاضری ہوتی تو حضرت مفکر اسلام کا

ذکر ضرور آتا اور حضرت مفتی صاحب ان کے واقعات ضرور سناتے بلکہ بعض مرتبہ تو ارشاد فرمایا کہ اب یہاں (رائے پور میں) کچھ نہیں، سب رائے بریلی میں منتقل ہوگیا ہے، اوراس کے بعد حضرت مفتی صاحب کی طبیعت میں تقاضہ ہوتا کہ لکھنؤ یا رائے بریلی مفکر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوں، اور راقم کے ساتھ جانے کو ترجیح دیتے، چنانچہ پھر کئی مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک دو مرتبہ خود بھی خدام کے ساتھ گئے، راقم لکھنؤ میں ہی تھا، تو وہاں ساتھ رکھا، بلکہ کئی مرتبہ یہاں سے حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسار پوری بھی ساتھ گئے، حضرت مفکر اسلام بھی بھرپور اکرام کرتے اور ان حضرات کا خصوصی خیال فرماتے، بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ بہت سے متعلقین اور مریدین کے ساتھ لکھنؤ گئے اور وہاں بعض خدام نے سیب وغیرہ کاٹ کر اور چھل کر حضرت مفتی صاحب اور حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب کیلئے رکھے، تو اس میں سے حضرت مفتی صاحب یہ کرتے کہ ایک ایک قاش اٹھا کر اس نامہ سیاہ کو دیتے، راقم ایک طرح شرمندہ بھی ہوتا اور ایک طرح فخر کے ساتھ خوش بھی ہوتا، ایک مرتبہ لکھنؤ سے دونوں بزرگوں کے ساتھ ہردوئی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں بھی حاضری ہوئی، جہاں حضرت محی السنۃ نے ان اکابر کا خصوصی اکرام کیا، جن کی معیت میں نامہ سیاہ کی بھی قسمت بر آئی اور حضرت محی السنۃ کے فیض سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

مفتی صاحب کی ایک کرامت

حضرت مفتی صاحب کی ایک کرامت بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا، وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ لکھنؤ سے ہردوئی جانے کیلئے اسٹیشن پر آئے، ٹکٹ کنفرم نہیں تھا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ جیسے ہی گاڑی آئی، تو جہاں کھڑے تھے وہاں جو ڈبہ آیا اسی میں چڑھ گئے، اور ایک سیٹ پر حضرت مفتی صاحب بیٹھ گئے، بعد میں معلوم ہوا کہ اسی کوچ میں جس سیٹ پر حضرت مفتی

صاحب بیٹھے یہی کنفرم ہوئی ہے، کیا اللہ کی شان، اس سفر میں حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسار پوری اور حضرت الحاج شاہ عتیق احمد صاحب اور دیگر خدام ساتھ تھے۔

مفتی صاحب کی طبیعت میں نظافت وصفائی

حضرت مفتی صاحب کے مزاج وطبیعت میں صفائی ونظافت کس درجہ تھی، اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے، جو راقم کے ساتھ پیش آیا، وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ راقم حضرت مفتی صاحب کیساتھ دسترخوان پر کھانے کیلئے بیٹھا، دسترخوان پر میرے سامنے جو پلیٹ آئی اس میں پانی کے چند قطرے تھے میں نے اپنی ہوشیاری سے اس پانی کے قطروں کو دسترخوان پر ڈال دیا، حضرت مفتی صاحب کی طبیعت میں نظافت اور صفائی تھی، اس لئے فوراً خادم سے کپڑا طلب کیا اور دسترخوان سے وہ پانی خشک کیا، مجھے اپنی اس نادانی پر شرمندگی ہوئی۔

بھائی ہماری دعوت ہے

حضرت مفتی صاحب کی اس ناکارہ پر بڑی نوازشیں رہیں، جس کی بنا پر کئی مرتبہ حضرت مفتی صاحب غریب خانہ پر بھی تشریف لائے، راقم کی شادی کے موقع پر ولیمہ میں شرکت فرمائی، اسکے بعد جب راقم نے ۳۱/مارچ ۲۰۰۱ء میں ایک دینی ادارہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے سنگ بنیاد کی تقریب کی، اس موقع پر بھی حضرت مفتی صاحب غریب خانہ پر تشریف لائے، اس موقعہ پر ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ ہمارے گھر کے ایک کمرے میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ٹھہرے ہوئے تھے، دوسرے کمرے میں بہت سے علماء اور حضرت مفتی صاحب تھے، مفتی صاحب کو کسی نے ادھر سے ادھر اٹھنے کے لئے کہا، تو حضرت مفتی صاحب نے برجستہ فرمایا کہ بھائی ہماری دعوت ہے، مطلب یہ تھا کہ ہمیں بلایا گیا ہے۔

مفتی صاحب کے ہاتھوں مرکز کی جامع مسجد کا سنگ بنیاد

اس کے بعد جب بھی کوئی پروگرام ہوا تو حضرت مفتی صاحب کو دعوت دیدی بلکہ

صرف فون بھی کر دیا تو حضرت مفتی صاحب تشریف لے آئے، آخری مرتبہ ۹ رفروری ۲۰۰۸ءمطابق یکم صفر ۱۴۲۹ھ سنیچر کو مرکز میں جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے تشریف لائے، رات میں حضرت کو فون کر دیا تھا، حضرت خوشی خوشی تشریف لائے ساتھ میں حضرت مفتی صاحب کے داماد اور جانشین الحاج عتیق احمد صاحب بھی تھے، اور حضرت مفتی صاحب نے اپنے دست مبارک سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور دعاء فرمائی اور کھانے سے فراغت کے بعد تشریف لے گئے۔

مرکز سے متعلق مفتی صاحب کی ایک یادگار تحریر

جب راقم نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی قائم کیا، تو مرکز کے لئے درج ذیل تحریر عنایت فرمائی: ''مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے خوشی ہورہی ہے کہ قصبہ مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں ایک دینی، دعوتی، اصلاحی ،فکری وتربیتی اور تعلیمی ادارہ ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' اکابرین کی سرپرستی میں قائم کیا گیا ہے، اس کے بانی عزیزم محترم مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی ہیں، یہ اپنی نوعیت کا ایک مثالی ادارہ ہے، جس کے مقاصد بہت ہی جلیل اور عظیم الشان ہیں، اس مرکز کے تحت ''جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ'' اور ''جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' اور دوسرے کئی دعوتی شعبے چل رہے ہیں، مرکز میں طلبہ وطالبات کی ایک کثیر تعداد زیر تعلیم ہے، اللہ تعالی مرکز کو قبول فرمائے اور اسکی تعمیر وترقی میں چار چاند لگائے، اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ مرکز کا ہر طرح کا تعاون فرمائیں اور اپنے لیے صدقہ جاریہ بنائیں''۔

مفتی صاحب ایک ولی کامل

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک تھے، وہ بے ضرر، بے لوث، نہایت ہی متواضع عالم دین تھے، اللہ تعالی نے ان میں وہ صفات

ودیعت فرمائی تھیں، جن کی وجہ سے وہ مقبول ومحبوب بزرگ سمجھے جاتے تھے، ان کے یہاں ''انا'' کی نفی تھی، ''میں'' کا وجود ہی نہیں تھا، وہ بہت بڑے عالم دین، ایک بڑے ادارے کے تجربہ کار مفتی اور عظیم استاد تھے، اور ان کی یہ عظمت، ان کا یہ وقار اور ان کی یہ عظیم اور قابل احترام شخصیت ان کے مظاہر علوم کے زمانہ میں ہی ظاہر ہوگئی تھی۔

مفتی صاحب کا انداز تدریس بہت قابل فہم تھا

راقم نے دارالعلوم لندن کے بانی ومہتمم حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ صاحب سے حضرت مفتی صاحب کے متعلق سوال کیا، جو حضرت مفتی صاحب کے مظاہر علوم کے زمانہ کے شاگرد ہیں، کہ حضرت مفتی صاحب کو اس زمانے میں طلبہ کس نظریہ سے دیکھتے تھے، انہوں نے بتلایا کہ حضرت مفتی صاحب اس زمانہ میں بھی طلبہ کے درمیان قابل احترام سمجھے جاتے تھے، پھر میں نے پوچھا کہ حضرت مفتی صاحب کا انداز تدریس کیسا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ ہم نے حضرت مفتی صاحب سے ہدایہ پڑھی اور حضرت مفتی صاحب کا انداز تدریس بہت ہی قابل فہم ہوتا تھا اور چٹکیوں میں مسئلہ کا حل فرماتے تھے۔

سادگی کی اعلی مثال

شیخ ومرشد حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری خادم خاص وخلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری جن کے حالات پر راقم نے ''حیات عبدالرشید'' کے نام سے کتاب لکھی ہے، وہ حضرت مفتی صاحب کے چچا تھے، حضرت حافظ عبدالرشید صاحب اپنے بھتیجے حضرت مفتی صاحب کی شان میں بہت اونچے کلمات ارشاد فرماتے تھے، اور اپنے پاس آنے والے زائرین اور مریدین کو تاکید کرتے تھے کہ مفتی صاحب کے پاس ضرور جانا بلکہ سب کو حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں بھیجتے تھے اور کبھی کبھی حضرت مفتی صاحب کو سفر میں بھی ساتھ لے جاتے، کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ حضرت حافظ صاحب کے

ساتھ راقم بھی ہوا اور حضرت مفتی صاحب بھی، مگر حضرت مفتی صاحب اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود کبھی بھی حضرت حافظ صاحب کے ساتھ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے تھے، حضرت حافظ صاحب کے ساتھ سفر میں ایک کونے میں خاموشی کیساتھ بیٹھ جاتے، اور حضرت حافظ صاحب لوگوں کے دکھڑے سننے میں لگ جاتے، کسی کو تعویذ دیتے، کسی کو پانی پر دم کر کے دیتے، اور یہ مرد خدا گوشہ نشین رہتا، یہ آپ کی سادگی کی اعلیٰ مثال ہے۔

فرشتہ صفت انسان

حضرت مفتی صاحب کا معمول تھا کہ جب روزانہ عصر بعد یا عصر سے پہلے گھر جاتے، تو آتے جاتے حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے، آپ کی طبیعت پوچھتے اور تھوڑی دیر صحبت میں بیٹھتے، پھر خانقاہ تشریف لے جاتے، حضرت مفتی صاحب میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی ایسی صفات جمع فرمادی تھیں کہ وہ اس سرزمین پر چلتا پھرتا ایک فرشتہ معلوم ہوتے تھے، نیچے نگاہ کر کے خراماں خراماں چلتے تھے۔

مہمانوں کا استقبال

خانقاہ کے قیام کے زمانہ میں آنے والے مہمانوں کا استقبال کرتے، چائے کا وقت ہوتا چائے پلاتے، کھانے کا وقت ہوتا کھانا کھلاتے، اہل علم حضرات میں سے کوئی تشریف لاتا، تو اس کو چھوڑنے کے لئے گاڑی تک جاتے، ایک مرتبہ حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی صدر شعبہ تفسیر واستاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ تشریف لائے، حضرت مفتی صاحب نے ان کی ضیافت کی، گرمی کا زمانہ تھا، راقم ان کے ساتھ لکھنؤ سے آیا تھا، جب مولانا برہان الدین سنبھلی جانے لگے تو حضرت مفتی صاحب ان کو رخصت کرنے کے لئے خانقاہ میں جو کنواں ہے اس کے پاس تک آئے، سخت دھوپ تھی، حضرت مولانا برہان الدین صاحب کے لئے چھتری تھی میں نے کوشش کی کہ حضرت مفتی صاحب بھی چھتری

کے سایہ میں چلیں یا وہ خانقاہ میں ہی رہیں، مگر انہوں نے بنا چھتری کے چلنا پسند کیا۔

خانقاہ رائے پور کی شان امتیازی

اگر چہ مہمان نوازی خانقاہ رائے پور کا امتیاز ہے، مگر حضرت مفتی صاحب کے زمانہ نے تو گذشتہ سارے ہی ریکارڈ توڑ ڈالے، وہ اس طرح کہ کوئی بھی مہمان کسی بھی وقت آ گیا، تو اس کو کھانا ملتا ہے، چائے ملتی ہے، اس کی ضیافت ہوتی ہے، سونے کے لئے بستر ملتا ہے، بے وقت آنے پر اس کو نصیحت نہیں کی جاتی، اس کو ڈانٹ نہیں پڑتی، بلکہ مہمانوں کی حسب مراتب ضیافت ہوتی ہے، اور وہ خوش ہو کر لوٹتے ہیں، اللہ کا یہ خاص فضل رہا کہ نہ کبھی کھانا کم پڑتا ہے، نہ کھانا ختم ہوتا ہے، نہ وہاں ذکر کی تلقین کی جاتی ہے، نہ وہاں کوئی نصیحت کی جاتی ہے، ہر آنیوالا اپنے ذوق کے مطابق کسب فیض کرتا ہے، اور اپنی مراد کو پاتا ہے، اور ذاکرین ذکر میں مشغول رہتے ہیں، خدام ہر وقت مہمانوں کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں، اور یہ ایک دن کا معمول نہیں بلکہ سالہا سال کا ہے، ہم نے حضرت مفتی صاحب کا دور دیکھا ہے، گزشتہ مشائخ رائے پور کا کیا رہا ہوگا، یہ تو دیکھنے والے ہی جانیں، مگر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کے بارے میں تو یہ پڑھا ہے کہ اگر کوئی مہمان تھکا ہارا آیا ہے، تو ضیافت کے بعد حضرت شاہ صاحب مہمان کی ٹانگیں بھی دباتے تھے، سبحان اللہ کیا بات تھی، کیا شان تھی، یہ ہے مہمانوں کی ضیافت کے سلسلہ میں خانقاہ رائے پور کی شان امتیازی۔

مفتی صاحب پر ذہول ونسیان کی کیفیت

آٹھ نو سال سے حضرت مفتی صاحب پر ذہول ونسیان کی کیفیت غالب ہوتی گئی اور پھر وہ مستغرق فی اللہ اور دنیا ومافیہا سے بظاہر بے خبر وبے تعلق ہوگئے، ایک زمانہ تک اللہ! اللہ! زبان پر جاری رہا، مگر ادھر چند سالوں سے بالکل خاموش رہتے تھے،

جس زمانے میں استغراق کی کیفیت میں زبان پر اللہ اللہ جاری رہتا تھا، اس زمانے میں اگر کوئی بڑی شخصیت آتی، تو اس شخصیت کے ساتھ ایسے انداز سے پیش آتے گویا کہ اس کا احترام کررہے ہیں۔

اکرامِ ضیف

ایک مرتبہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مہتمم حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی تشریف لائے تو حضرت مفتی صاحب کرسی پر تھے اور اللہ اللہ کررہے تھے، فوراً خدام کو اشارہ کرکے کرسی طلب کی، مگر حضرت مہتمم صاحب نیچے ہی بیٹھ گئے، ایک مرتبہ مارچ ۲۰۱۳ء میں میرے ساتھ ایک مہمان الحاج موسیٰ درسوت صاحب جنوبی افریقہ والے حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب خدام نے مہمان کی ضیافت کے لئے ناشتہ کا انتظام کیا، تو حضرت مفتی صاحب نے ان کی دلجوئی کے لئے ایک انگور اٹھا کر منھ میں رکھا، اور اس کو پپولتے رہے، اگر چہ نہ اس کو چبا سکے اور نہ نگل سکے، مگر اس طرح اکرامِ ضیف میں شریک رہے۔

مفتی صاحب کے مزاج کے مطابق خدام کا میسر ہونا

حضرت مفتی صاحب نے اپنی اس کیفیت کے طویل عرصے تک عام غذائیں استعمال نہیں کیں، بلکہ ان کو غذا مشروب کی شکل میں ہی پائپ کے ذریعہ سے دی جاتی تھی، مگر دیکھنے والے حضرت مفتی صاحب کے چہرے، ان کی نظافت وصفائی سے یہ اندازنہیں لگا سکتے تھے کہ یہ بیمار ہیں، نہ کپڑوں میں کسی قسم کا داغ دھبہ، نہ بدبو، اللہ نے حضرت مفتی صاحب کے مزاج وطبیعت کے مطابق خدام بھی ایسے ہی عطا کئے تھے، جو ان کی طبیعت کے مطابق ان کی صفائی وستھرائی کا اسی طرح خیال کرتے تھے، جس طرح حضرت مفتی صاحب خود کرتے تھے، اس طویل عرصے کے اندر کبھی زیادہ طبیعت خراب ہوجاتی تو حضرت مفتی صاحب کے داماد اور

خانقاہ کے ذمہ دار حضرت الحاج شاہ عتیق احمد صاحب دہرادون میں کسی اہم ہسپتال میں بھی علاج کیلئے لے جاتے اور طبیعت میں افاقہ ہونے پر واپس لے آتے۔

مفتی صاحب کی علالت اور زائرین کی کثرت

یوں تو حضرت مفتی صاحب ادھر آٹھ نو سال سے معذور اور بیمار تھے مگر وفات سے ہفتہ دس دن پہلے بھی طبیعت کی ناسازی کی بنا پر دہرہ دون لے جائے گئے، جس سے حضرت مفتی صاحب کے انتقال کی خبر بھی خوب عام ہوگئی تھی، مگر اللہ تعالیٰ کو ہفتہ دس دن اور حضرت کے فیض سے لوگوں کو مستفیض کرنا تھا، اس لئے وہ خبر جھوٹی ثابت ہوئی، اس طرح موت کی یہ جھوٹی خبر حقیقی خبر کی تمہید بن گئی، اور زائرین کی تعداد بڑھ گئی، ویسے بھی ادھر چند سالوں سے زائرین کی تعداد بڑھتے بڑھتے ہزاروں بلکہ ہزاروں سے اوپر ہوگئی تھی، کئی کئی مرتبہ زیارت کیلئے اور دعا کیلئے حضرت کو باہر لایا جاتا، اور دعا کرائی جاتی، اور لوگ حضرت کی زیارت اور ان کی موجودگی میں ہونے والی دعا سے مستفیض ہوتے، جس کا اہتمام حضرت کے جانشین الحاج عتیق احمد صاحب کرتے، اگر مجلس میں کوئی بڑا عالم ہوتا تو الحاج عتیق احمد صاحب اس سے کچھ بیان بھی کراتے، اور دعا بھی اسی سے کراتے۔

حضرت مفتی صاحب کی وفات

حضرت مفتی صاحب کے فیض کا فیضان جاری تھا، اور امت کے افراد وعاشقان اہل اللہ جوق در جوق آرہے تھے اور مستفیض ہورہے تھے، یہ سلسلہ چل ہی رہا تھا کہ عین منشاء الٰہی کے مطابق ۲۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۳؍ فروری ۲۰۱۸ء بروز منگل صبح سوا چھ بجے حضرت مفتی صاحب اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کرگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جنازہ وتدفین میں لوگوں کا سیلاب

ایک بار پھر رائے پور کی سرزمین نے وہ منظر دیکھا جو حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب

رائے پوریؒ کی وفات کے وقت ۱۹۱۹ء میں اور شاہ عبدالعزیز صاحب کی وفات کے وقت ۱۹۹۲ء میں لوگوں نے دیکھا تھا، بلکہ اس سے کہیں زیادہ ۱۳؍فروری ۲۰۱۸ء کو چشم فلک نے وہ منظر دیکھا، اور گذشتہ سارے منظروں کو فیل کردیا کہ روڈ پر کئی کلومیٹر تک لوگوں کا ہجوم ہی ہجوم تھا، خانقاہ اور باغ کا میدان بھی انسانوں سے بھرا ہوا تھا، قریب کی اسلامی تاریخ نے کسی شخصیت کے جنازے کا ایسا منظر نہیں دیکھا تھا جو اس روز رائے پور کی سرزمین پر نگاہ آسمان نے دیکھا تھا، دراصل جب کوئی بندہ اللہ سے تعلق کرلیتا ہے، اور اللہ سے محبت کرلیتا ہے، تو اللہ تعالی بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اور فرشتوں کے ذریعہ سے منادی کرادی جاتی ہے کہ فلاں بندے سے اللہ تعالی محبت کرتا ہے، اے زمین وآسمان کی مخلوق تم بھی اس سے محبت کرو، یہ اعزاز ایسے ہی لوگوں کیلئے ہے، جنھوں نے اللہ کی محبت میں زندگی گزاری، جس کا منظر لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا، اللہ تعالی حضرت مفتی صاحب کے درجات کو بلند فرمائے۔

حضرت مفتی صاحب کی تعلیم وتربیت اور زندگی

حضرت مفتی صاحب کی پیدائش یکم جنوری ۱۹۳۳ء میں ہوئی، مظاہر علوم میں تعلیم مکمل کی اور کچھ دنوں تک مدرسہ خادم العلوم باغوں والی ضلع مظفرنگر میں پڑھایا، پھر اکابر کے مشورہ سے مظاہر علوم میں تشریف لے آئے، جہاں پر ۲۲؍سال تک تدریسی خدمات انجام دی، مظاہر سے یکسو ہونے کے بعد خانقاہ رائے پور کو آباد کیا جہاں زندگی کے اخیر لمحات تک بندگان خدا اور طالبان حق کو سیراب کرتے رہے، اور ایک طویل عرصہ تک امت مسلمہ کو فیضیاب کرتے رہے، یہاں تک کہ اپنے مالک حقیقی سے جاملے، اللہ تعالی اپنے پاک لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ایمان کامل پر اپنی رضا کے ساتھ خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔

29

آہ! رخصت ہوگئے شاہ عبدالقیوم رائپوریؒ☆

لاڈلا رب کا نبی کا شیفتہ جاتا رہا
ہند سے لوگو! رئیس اولیاء جاتا رہا

وطن اور خاندان

مفتی شاہ عبدالقیوم صاحب کا وطن مالوف رائے پور ہے جو ایک مردم خیز اور شخصیت ساز بستی ہے، آپ کے پردادا اور جدامجد جناب راؤ محمد فوج دار صاحب ہیں، جن کو اللہ تعالی نے چار فرزند ارجمند عطا فرمائے تھے، ملا عبدالعزیز صاحب، عبدالرحمٰن صاحب، عبدالحبیب صاحب اور عبدالکریم صاحب، عبدالرحمٰن صاحب کے زیادہ حالات تو دستیاب نہیں ہوسکے، البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ اچھی اور رحم دل طبیعت کے انسان تھے، عبدالحبیب صاحب شادی کے بعد گھر سے کسی ناراضگی کی وجہ سے چلے گئے تھے پھر لوٹ کر نہیں آئے، ملا عبدالعزیز صاحب کو اللہ تعالی نے ایک نیک صالح فرزند عنایت فرمایا تھا، جس کا نام حافظ عبدالرشید تھا، حافظ عبدالرشید صاحب کو اللہ تعالی نے بالترتیب چار بیٹے عنایت فرمائے، حافظ احمد سعید، مسعود احمد، مقبول احمد، اور محبوب احمد، خدا کی قدرت دیکھئے کہ حافظ احمد سعید صاحب کو بھی اللہ تعالی نے چار بیٹے عنایت فرمائے:

(۱) شفیق احمد (۲) عتیق احمد (۳) لئیق احمد (۴) غیور احمد۔

اول الذکر تینوں حضرات مفتی عبدالقیوم صاحب کے داماد ہیں۔

ملا عبدالعزیز صاحب رسول نما بزرگ تھے، حضرت ملاجی فنافی اللہ اور فنافی الرسول کے اس مرتبہ پر فائز تھے کہ وہ جس کو چاہتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرادیتے تھے، یہ

☆مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری رکن مجلس ادارت ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مظفرآباد

سب اللہ تعالی کے فضل اور حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب جیسے شیخ کی صحبت اور توجہ کا اثر تھا۔

راؤ عبدالکریم صاحب کو مبدأ فیاض سے ایک بیٹا عنایت کیا گیا جس کا نام حافظ محمد ایوب ہے (والد مفتی عبدالقیوم صاحب) حافظ ہونے کے بعد تقریباً ۵/سال تک منوگنج دہرہ دون میں امام رہے، اس کے بعد ایک سال تک جامع مسجد دھامہ والا دہرہ دون میں امامت کے فرائض انجام دئے، پھر کچھ دن کے لئے پلٹن بازار کی جامع مسجد کے امام ہوئے، اس کے بعد نیا نگر دہرہ دون کی جامع مسجد میں ۴۵/سال تک امامت فرمائی، آپ انتہائی بے نفس اور ہر دل عزیز تھے، آج بھی دہرہ دون میں ان کی بزرگی وشرافت اور پاکدامنی وعفت کے چرچے گشت کرتے رہتے ہیں۔

جناب حافظ محمد ایوب صاحب کی تمنا اور آرزو تھی کہ ان کے گلشن وچمن میں کوئی ایسا پھول کھلے جس کی مہک وخوشبو سے پورا گھرانہ بلکہ پورا معاشرہ معطر ہوجائے، چنانچہ آپ نے نیک وصالح بچے کی دعا کی، اللہ رب العزت نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ۲۳/سال کی عمر میں یکم جنوری ۱۹۳۳ء کو اللہ تعالی نے آپ کو فرزند عطا فرمایا، بزرگوں کے مشورہ سے اس خوش خصال بچہ کا نام عبدالقیوم رکھا گیا، ماں اور باپ کی سخت نگرانی وتربیت میں بچپنا اور طفولیت کا زمانہ گزرا، جب شعور کی منزل میں قدم رکھا تو قطب عالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کی توجہ آپ پر منعطف رہی، اور ولی کامل جناب حافظ عبدالرشید صاحب کی خصوصی نگرانی اور مربیانہ شفقتیں سایہ فگن رہیں۔

تعلیم وتربیت

جب کچھ شعور بیدار ہوا اور آپ کی عمر ۵/سال ہوچکی تو ۱۹۳۷ء میں مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور میں نورانی قاعدہ سے آپ کی بسم اللہ کا آغاز ہوا، مدرسہ فیض ہدایت رحیمی میں قاعدہ نورانی پڑھ کر چند پارے بھی آپ نے پڑھ لئے، پھر آپ اپنے

30

والد بزرگوار کے پاس دہرہ دون چلے گئے، آپ کے والد صاحب اس وقت نیا نگر کی جامع مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے، یہاں والد صاحب کے پاس قرآن کریم ناظرہ اور چند پارے حفظ کئے، اس کے بعد آپ نے مدرسہ حفظ القرآن نوگانواں میں داخلہ لیا اور حافظ نور حسن صاحب کے پاس قرآن پاک حفظ مکمل کیا، اسکے بعد جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ میں داخلہ لیا اور تین سال تک عالمیت کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، آپکے اساتذہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اصغر صاحب، حضرت مولانا محمد حنیف صاحب ہیں (جو بعد میں مدرسہ خادم العلوم باغونوالی کے مہتمم رہے ہیں) اس کے بعد مدرسہ سبحانیہ دہلی میں آپ نے داخلہ لیا اور یہاں تین سال تک آپ نے مختلف اساتذۂ فن سے تعلیم وتربیت حاصل کی، آپکے مخصوص اساتذہ میں مولانا عبدالسبحان صاحب، والد بزرگوار مولانا عبدالمنان صاحب خادم خاص حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری بھی رہے، پھر آپ نے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا، اور یہاں اپنے دور کے ماہرین تعلیم جناب حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رام پوریؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ، حضرت مولانا سعید احمد صاحبؒ وغیرہ سے عالمیت اور افتاء کی تعلیم کی تکمیل فرمائی، مظاہر علوم سے ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں آپ نے تعلیم سے فراغت حاصل کی، اساتذہ کرام کی توجہ وعنایت اور محنت شاقہ کے سبب اعلی اور امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ مفتی عبدالقیوم صاحب کو "حضرت رائے پوری" کے لقب سے پکارتے تھے اور فرماتے تھے حضرت رائے پوری چلو عبارت پڑھو، حضرت رائے پوری تم بھی کچھ سناؤ، حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کا بیان ہے کہ بندہ جب یہ الفاظ سنتا تو شرم سے پانی پانی ہوجاتا، مگر صحیح ہے کہ ع

قلندر ہرچہ گوید درست گوید

حضرت شیخ کی یہ بات مقبول عنداللہ ہوئی، پھر زمانہ کی آنکھوں نے یہ بھی دیکھا کہ خانقاہ رحیمی کی اس عظیم مسند پر حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب متمکن وجلوہ آراء ہوئے اور حضرت کا وہ مشفقانہ اور محبانہ انداز تخاطب ومزاحیہ بات ایک حقیقت بن کر سامنے آئی۔

شادی اور اولاد

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کا خاندان علمی وروحانی اور دینی واسلامی تھا، آپ کے والد بزرگوار جناب حافظ محمد ایوب صاحب نے آپ کے نکاح کے لئے گڑھ سلیم پور ضلع ہری دوار کے ایک دیندار گھرانہ میں الحاج صدیق احمد صاحب کی بیٹی کا انتخاب کیا، آپ کے خسر صاحب اور خوشدامن صاحبہ دیندار، صوم وصلاۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے، الحاج صدیق احمد صاحب کی بیٹی سے نہایت سادگی اور اسلامی شریعت کے مطابق نکاح کردیا، آپ کے حرم میں رہ کر انہوں نے اپنے شوہر کی خدمت گزاری اور حقوق کی ادائیگی کا پورا پورا خیال رکھا، اللہ تعالی نے ان کے بطن سے آپ کو تین پاکباز وصالحات بچیاں عطا فرمائیں، ان تینوں کا نکاح آپ نے حافظ سعید احمد ولد جناب حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری (خلیفہ وخادم خاص حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری) کے بیٹوں سے کردیا، بڑی بیٹی ڈاکٹر شفیق احمد صاحب کی زوجیت میں ہیں جو اپنے دادا حضرت حافظ عبدالرشید صاحب کے جانشین ہیں، اوران سے چھوٹی بیٹی جناب عتیق احمد صاحب سے منسوب ہیں، جو مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی وخانقاہ کے ناظم ومتولی اور جانشین مفتی عبدالقیوم صاحب بھی ہیں، آپ کے تیسرے داماد جناب لئیق احمد صاحب ہیں جو علاقے کے پرکھ رہ چکے ہیں، حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے، یہی تین بیٹیاں آپ کی باقیات صالحات میں ہیں، البتہ آپ کی علمی وروحانی اولاد ایک

کثیر تعداد میں موجود ہے، جس کا سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا، انشاءاللہ۔

وفات رفیقہ حیات

آپ کی وفا شعار وحیادار بیوی ۶/اپریل ۲۰۰۵ء کو اس دار فانی سے عالم آخرت کی طرف پہنچ گئی، اللہ تعالی ان کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اعلی مقام عنایت فرمائے۔ آمین

درس وتدریس

مدرسہ مظاہر علوم سے فراغت کے بعد آپ کے شیخ ومربی حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے آپ کو بحیثیت مدرس مدرسہ خادم العلوم باغونوالی، ضلع مظفر نگر بھیج دیا، یکم نومبر ۱۹۵۸ء کو ۳۵/روپیہ ماہانہ حق الخدمت پر آپ کا تقرر ہوگیا۔

مدرسہ خادم العلوم میں آپ کا تقرر چونکہ اہم اور ممتاز وسینئر استاد کی حیثیت سے ہوا تھا اور واسطہ بھی حضرت شیخ الحدیث کی بھاری بھرکم شخصیت تھی، یہاں آپ کو امتیازی شان سے رکھنے اور ہر طرح کی سہولیات بہم پہنچانے کو ذمہ داران اپنا اخلاقی فریضہ اور عین ذمہ داری سمجھ رہے تھے، اسی جذبہ کے تحت ان حضرات نے آپ کی علیحدہ رہائش کا انتظام کیا، حضرت مفتی صاحب کو مستقل کمرہ اور علیحدہ قیام گاہ کی جب پیشکش کی گئی تو آپ نے برملا انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں خود کو فرشتہ نہیں سمجھتا، شیطان اور اس سے بڑا دشمن نفس میرے پہلو میں موجود ہے، حضرت مفتی صاحب نے ذمہ داران سے فرمایا کہ میرے لئے ایسے کمرہ کا انتخاب کیا جائے جس میں ایک دو حضرات اور بھی رہتے ہوں، چنانچہ آپ کے ساتھ منشی نعمت اللہ صاحب رہے، مدرسہ خادم العلوم باغونوالی میں آپ نے قدوری، نورالایضاح، کنزالدقائق، شرح وقایہ، علم الصیغہ اور کافیہ وغیرہ کتابیں پڑھائیں، حضرت مفتی صاحب کا سبق انتہائی درجہ مقبول تھا، مدرسہ خادم العلوم کی زندگی میں آپ نے اپنی

مفوضہ امور کی ذمہ داری کو انتہائی تیقظ وبیداری سے انجام دیا، اور کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیا، حضرت مولانا محمد حنیف صاحب نہ صرف مدرسہ کے مہتمم تھے بلکہ آپ کے جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ کے زمانہ طالب علمی کے استاد بھی تھے، البتہ ذمہ دار کی اطاعت جس کی حدیث میں ترغیب دلائی گئی ہے اور پھر استاد کا ادب واحترام ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھ کر آپ سے کبھی کوئی ایسا عمل سرزد نہیں ہوا، جس پر انگشت نمائی یا حرف گیری کی جاسکے، یا اس سے حضرت کی دل آزاری ہوئی ہو، یا کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو، چونکہ آپ کی قابلیت اپنی جگہ مسلم تھی، جس کے پیش نظر مجلس شوریٰ کے اراکین نے حضرت مہتمم صاحب سے آپ کی تنخواہ پانچ روپیہ زیادہ کردی تھی، استاد کے احترام وعظمت واکرام وتقدس کا خیال رکھتے ہوئے آپ اس فیصلہ سے پانی پانی ہوگئے، اتنی تنخواہ لینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اسے اپنے استاد کی شان میں توہین وگستاخی سمجھتا ہوں، میری تنخواہ آپ سے کم کی جائے، اراکین شوری نے آپ کی تنخواہ کم کرنے کے بجائے حضرت مہتمم صاحب کی تنخواہ میں بھی اضافہ کردیا، اس طرح آپ نے اپنے استاد اور مدرسہ کے مہتمم کی عظمت ورفعت کو آنچ نہ آنے دی۔

شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا منصوری میں رمضان گزارنا

حضرت مفتی صاحب کے والد صاحب کی خواہش وتمنا تھی کہ میرا بیٹا علماء وصلحاء وصاحب نسبت بزرگوں کی صحبت وتربیت میں رہے، چنانچہ جب بھی آپ کو موقع ملتا کبھی رائے پور، کبھی تھانہ بھون، اور کبھی سہارنپور صلحاء امت کی پرانوار مجالس میں بیٹے کو لیکر حاضر ہوجاتے، فراغت کے دوسال بعد ۱۹۵۸ء کا واقعہ ہے اس وقت آپ مدرسہ خادم العلوم باغونوالی میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے، سالانہ امتحان کی تعطیل کے بعد رائے پور گھر آئے اور حسب عادت مجلس میں شرکت کے لئے خانقاہ میں بھی حاضر

ہوگئے، اس وقت عارف ربانی حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب خانقاہ رائیور کے مسند نشین تھے، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا پروگرام رمضان منصوری (دہرہ دون) گزارنے کا تھا، جب مفتی عبدالقیوم صاحب نے حضرت سے ملاقات کی تو حضرت نے فرمایا عبدالقیوم ہمارے ساتھ منصوری چلو، وہیں تراویح میں کلام پاک سنا دینا، آپ نے خوف زدہ لہجہ میں اس طرح جواب دیا کہ اس میں انکار کا پہلو غالب تھا، گھر آکر والد صاحب سے اس کا تذکرہ کیا، اسی وقت والد صاحب بیٹے عبدالقیوم کو ساتھ لیکر خانقاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب سے بچہ کی اس اہم پیشکش پر بے توجہی کی معافی چاہتے ہوئے عرض کیا کہ یہ آپ کا ہی بچہ ہے، آپ ہی کی خدمت میں رہےگا اور رمضان المبارک کا یہ مقدس مہینہ منصوری میں آپ ہی کے زیر سایہ گزارے گا۔

منصوری کی طرف کاروان صدق وصفا

چنانچہ رمضان المبارک کے لئے شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمودالحسن صاحب گنگوہی اور حافظ تاج الدین صاحب منصوری کیلئے روانہ ہوگئے، یہ کاروان صدق وصفا، جب منصوری پہنچا تو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے اپنا یہ فیصلہ سنایا کہ قرآن پاک عبدالقیوم صاحب سنائیں گے، اور علی میاں اور مفتی محمودالحسن صاحب سامع کی حیثیت سے ان کا قرآن پاک سنیں گے، مفتی عبدالقیوم صاحب کا بیان ہے کہ حضرت کا یہ فیصلہ سنتے ہی میرا چہرہ فق ہوگیا، حضرت شاہ صاحب نے میرے چہرہ پر یہ آثار دیکھ کر فرمایا کوئی بات نہیں، اللہ تعالی مدد فرمائیں گے، حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نے بیان فرمایا کہ ہم تینوں یعنی مولانا سید ابوالحسن صاحب، مفتی محمودالحسن صاحب گنگوہی اور مجھ ناکارہ عبدالقیوم رائے پوری کو علیحدہ علیحدہ حجروں میں رکھا گیا تھا، تراویح

سے فراغت کے بعد ہم تینوں اپنے اپنے کمروں میں چلے جاتے تھے، اس رمضان میں میرا معمول پوری پوری رات نفلوں میں قرآن پاک پڑھنے کا تھا، رمضان کی تین چار راتیں گزری ہوں گی کہ مجھے کسی کے رونے اور کراہنے کی آواز آئی، میں سمجھا کہ ہوسکتا ہے کہ پڑوس میں کوئی بیمار ہو مگر کئی رات تک اس طرح کا ماجرا پیش آتا رہا، ایک رات میں کمرہ سے باہر نکلا، دیکھا تو مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی کے کمرہ سے آہ وبکا کی آواز آرہی ہے، میں نے دروازہ کے سوراخ سے دیکھا تو حضرت اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں پڑے ہوئے رو رہے ہیں، مفتی عبدالقیوم صاحب بیان کرتے ہیں پھر میں نے سوچا کہ مفتی محمود الحسن صاحب کو بھی دیکھوں، میں نے ان کے کمرے میں جاکر دیکھا تو وہ قرآن کریم کی تلاوت کررہے ہیں، اور آنسو بارش کے قطروں کی طرح رخسار اور ڈاڑھی پر گررہے ہیں۔

مفتی صاحب مظاہر علوم میں بحیثیت مدرس

رمضان المبارک کے بعد حضرت مفتی صاحب پھر مدرسہ خادم العلوم باغونوالی میں درس وتدریس میں مشغول ہوگئے، آپ کی تدریسی شہرت نے مدرسہ مظاہر علوم کے ذمہ داران کو مجبور کیا کہ مدرسہ مظاہر علوم کے اس سپوت اور گل سرسبد کو مظاہر علوم سے وابستہ کیا جائے، حضرت شیخ الحدیث کے ایماء اور مشورہ سے حضرت مولانا محمد وقار علی صاحب بجنوری جو آپ کے درسی ساتھی تھے اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری دونوں آپ کو باغونوالی سے مظاہر علوم لانے میں انتہائی درجہ کوشاں تھے، ۲۱ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو مفتی عبدالقیوم صاحب رخصت لیکر گھر آئے حضرت مولانا وقار علی صاحب نے مدرسہ خادم العلوم کے ذمہ داران کو بمشکل اس پر آمادہ کیا کہ مفتی عبدالقیوم صاحب کو مدرسہ مظاہر علوم کو دیدیا جائے، مدرسہ خادم العلوم کے ذمہ داران نے حضرت شیخ الحدیث کے

مشورہ کو قبول کرلیا، اس طرح سے ملت کا یہ قیمتی سرمایہ مدرسہ مظاہر علوم منتقل ہوگیا، یکم رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۲ء کو پچاس روپیہ ماہوار پر مدرسہ مظاہر علوم میں آپ کا تقرر کرلیا گیا، یہاں آپ کے ہمدرس ساتھی بھی تھے اور عالی مقام اساتذہ بھی، یہ تمام آپ کی صلاحیت وقابلیت اور لیاقت کے معترف تھے، مدرسہ خادم العلوم باغونوالی کی معلمانہ زندگی اور مقبول وکامیاب تدریسی خدمات اور نیک نامی کی شہرت کے پیش نظر مقامات حریری، ہدایہ اولین اور جلالین شریف جیسی اہم کتابیں آپ کے سپرد کردی گئیں، درس کے ساتھ آپ کی انتظامی صلاحیت کی بنا پر ذمہ داران مدرسہ مظاہر علوم نے احاطہ مدرسہ مظاہر علوم جدید کی نگرانی کا بارگراں بھی آپ پر ڈالدیا، جسے آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا، احاطہ مظاہر علوم جدید کی نظامت کے ساتھ دارالطلبہ جدید کی مسجد کی امامت بھی ایک زمانہ تک آپ کے سپرد رہی، آپ نے ہر ذمہ داری کو انتہائی چاق وچوبند رہ کر نہایت تندہی وچابک دستی سے انجام دیا، فتوی نویسی میں بھی آپ یدطولی رکھتے تھے، ذمہ داران مدرسہ مظاہر علوم نے فتوی نویسی بھی آپ کے سپرد کردی تھی، فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب کو آپ کی ذات اور آپ کی فتوی نویسی پر بڑا اعتماد تھا۔

بیعت وخلافت

حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی، جو آپ کے انتہائی محبوب ترین اور منظور نظر اور بچپن سے آپ کی مکمل توجہات وعنایات اور تمناؤں کا مرکز ومحور تھے، اس سے پہلے حافظ عبدالرشید صاحب سے بیعت وخلافت حاصل کرچکے تھے، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے مفتی عبدالقیوم صاحب کی باطنی ترقیات اور روحانی کمالات دیکھ کر آپ کو بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا، حضرت مولانا مفتی شاہ عبدالقیوم صاحب کو خانقاہ کا جانشین بنانے کے لئے حضرت

مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے اپنی قیام گاہ بہٹ ہاؤس سہارنپور میں صریح اور واضح الفاظ میں فرمایا تھا کہ تم خانقاہ رحیمیہ میں گڑے رہنا، پڑے رہنا، اوراس کے چکر کاٹتے رہنا،لوگ تمہارے چکر کاٹا کریں گے، بلکہ پاکستان جاتے وقت آپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ:''اللہ آپ کو ہمارا قائم مقام بنائے''۔

مظاہرعلوم کا قضیہ نامرضیہ

عارف باللہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری نے مدرسہ مظاہرعلوم کے تدریسی دور میں تقریباً ۲۲؍سال تک اپنی عظیم وجلیل اور بے پناہ نمایاں خدمات کا نذرانہ پیش کرکے خراج تحسین حاصل کیا،اسے حالات کی ستم ظریفی کہیئے یا فیصلہ خداوندی کہ اس گلشن علم وحکمت کو نہ معلوم کس کی نظر بدلگی کہ ۱۹۸۴ء میں اس مدرسہ مظاہرعلوم کو سرمایہ حیات ومقصد زندگی سمجھنے والے اوراس سے بے پناہ محبت رکھنے والے اوراسے ہر فتنہ سے محفوظ رکھنے والے دوگرہوں میں تقسیم ہوکر باہم متصادم ودست گریباں نظر آنے لگے،اس اختلاف سے مدرسہ مظاہرعلوم کی پوری فضا اور یہاں کا ماحول اس قدر مکدر وآلودہ ہو چکا تھا کہ سلیم الفطرت اور صحیح ایمانی حلاوت رکھنے والے انسان کے لئے یہاں رہنا اور زندگی گزارنا دوبھر ہوگیا تھا،ان حالات میں حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب یہاں کے علمی ماحول اور قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں کو یاد کرکے خون کے آنسو بہارہے تھے، اس ماحول سے آپ اس قدر کبیدہ خاطر ہوگئے تھے کہ ہر صبح وشام یہاں سے اپنا بوریہ بستر لپیٹنے کو تیار بیٹھے رہتے تھے،حضرت مفتی مظفرحسین صاحب سے بے پناہ عقیدت ومحبت اور آپ کے اکرام واحترام میں اس کا اظہار نہ فرماتے، اگرچہ آپ نے جب حالات کشیدہ ہوچکے تھے، اسی وقت استعفیٰ دیدیا تھا جسے منظور نہیں کیا گیا تھا، بالآخر حالات وماحول کی ستم ظریفی اور باہم مداہنت وآبروریزی کی گرم بازاری سے کبیدہ خاطر

ہوکر حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نے حضرت مفتی مظفرحسین سے اپنی علیحدگی کے بارے میں فرمایا کہ حضرت کچھ لوگ آپ کی موافقت میں اور کچھ لوگ مخالفت میں بولتے رہتے ہیں اور غیبت وچغلی کا بازار ہمہ وقت گرم رہتا ہے، گوہم زبان سے کچھ نہ کہیں لیکن کانوں سے سننے پر مجبور ہیں، اس لئے استعفیٰ قبول فرماکر مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دیجائے، حضرت مفتی مظفرحسین صاحب کو بڑا قلق ہوا، آپ نے ہر طرح سے مفتی عبدالقیوم صاحب کو روکنے کی کوشش کی، چنانچہ اس وقت کے ناظم مالیات اور مظاہر علوم کے اہم رکن حضرت مولانا عبدالمالک صاحب حضرت مفتی مظفرحسین صاحب کے مشورے سے حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسارپوری کو لیکر حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کے پاس پہنچے، حضرت سنسارپوری نے فرمایا مولانا عبدالمالک صاحب مجھے سفارشی بناکر لائے ہیں کہ آپ مدرسہ مظاہرعلوم نہ چھوڑیں، میں ان کی محبت میں سفارشی بن کر تو آگیا ہوں، مگر میری دیرینہ خواہش اور دلی تڑپ یہ ہے کہ آپ خانقاہ رائے پور کو آباد رکھیں۔

مفتی صاحب کا مظاہرعلوم کو الوداع کہنا اور رائپور تشریف لانا

چنانچہ مفتی عبدالقیوم صاحب نے خود کو مدرسہ مظاہرعلوم کے لئے آمادہ نہ پاکر ۲۸؍شعبان ۱۴۰۵ھ کو اپنے مادر علمی اور جہاں برسوں تک آپ نے علم وحکمت کے دریا بہائے تھے، اسے بادل ناخواستہ الوداع کہہ کر رائے پور تشریف لے آئے، یوں تو مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور عوام وخواص، صلحاء وعلماء کے مشورہ سے ۱۹۷۶ء میں ہی آپ کی تحویل وسرپرستی میں دیدیا گیا تھا، جیسا کہ حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا نوراللہ مرقدہ نے اس کا اظہار کیا جو رجسٹر معائنہ جات میں تحریر ہے، اوراس پر اپنی بے پناہ مسرت کا بھی اظہار فرمایا، مظاہرعلوم میں رہتے ہوئے بھی ہر پنجشنبہ کو جب گھر آتے تو خانقاہ میں ہی زیادہ وقت گزارتے تھے، چونکہ بہت سے اکابر علماء کرام اور بزرگان ملت

کی توجہ کا آپ مرکز بنے ہوئے تھے اور خانقاہ کی ویرانی کو دیکھ کر خانقاہ سے وابستہ بہت سے علماء اور اس سے محبت رکھنے والے حضرات پہلے سے ہی اس کے خواہشمند تھے کہ کسی طرح سے مفتی عبدالقیوم صاحب یہاں جلوہ افروز ہو جائیں، سرکردہ علماء اور خانقاہ سے وابستہ لوگوں میں سب سے زیادہ کوشاں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی تھے، جب حضرت یہاں قیام فرماتے اور مفتی عبدالقیوم صاحب بھی یہاں شب گزاری کرتے، تو حضرت مولانا علی میاں ندوی ان کو رات بھر سمجھاتے کہ دیکھو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بارہا تمہیں بشارت دی اور اشاروں کنایوں میں نہیں بلکہ واضح الفاظ میں بھی فرمایا کہ تم خانقاہ میں جمے رہنا، گڑے رہنا، اس کے گرد گھومتے رہنا، اور اسکے چکر کاٹتے رہنا، لوگ تمہارے چکر کاٹا کریں گے، یہ کلمات آپ کو حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری نے آخری وقت میں اپنے بہٹ ہاؤس کے قیام کے دوران فرمائے تھے، حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری، حضرت حافظ عبدالستار صاحب نانکویؒ، حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری اور ایسے ہی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رائے پوری جو مستقلاً پاکستان فروکش ہو گئے تھے، جب بھی یہاں آتے آپ کی دیرینہ خواہش رہتی کہ کسی طرح مفتی عبدالقیوم صاحب خانقاہ کا انتظام سنبھال لیں، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب شروع سے ہی یہ خواہش رکھتے تھے کہ مفتی عبدالقیوم صاحب خانقاہ رحیمیہ میں زندگی گزاریں، چنانچہ فراغت کے بعد جب آپ مدرسہ خادم العلوم باغونوالی چلے گئے تو یہ بات شاہ صاحب کو ناگوار گزری، اور آپ نے ملاقات پر فرمایا عبدالقیوم! اپنے اسلاف کی میراث چھوڑ کر چند ٹکڑوں کے خاطر باغونوالی چلے گئے، رزق تو مقسوم ہے وہ یہاں بھی ملے گا، خانقاہ کی تولیت کے لئے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کے خلفاء کے بیحد اصرار کے بعد آپ دو مہینہ تک استخارہ کرتے رہے، اور حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی سے برابر مشورہ کرتے رہے، حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب

کا بیان ہے کہ میں گنگوہ میں حضرت مفتی محمود الحسن کے مکان کے قریب کی مسجد میں استخارہ کے بعد لیٹ گیا، کچھ خوابیدگی وغنودگی کی کیفیت پیدا ہوئی ہی تھی کہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب گویا سامنے کھڑے ہوئے یہ فرما رہے ہیں کہ تم مشورے ہی کرتے پھرتے رہوگے، کیا اب بھی اس خانقاہ رحیمیہ کی ویرانی کے بعد تم ضرورت نہیں سمجھتے کہ یہاں اللہ کے ذکر کی مجلسیں سجاؤ اور اس خانقاہ کو آباد کرو، ہم نے تمہیں کہہ نہیں دیا تھا کہ تم خانقاہ میں گڑے رہنا، پڑے رہنا، اس کے چکر کاٹتے رہنا، مستقل استخارہ کے بعد گویا یہ ایک صدائے غیبی اور ارشاد خداوندی تھا، بزرگوں کی توجہات اور حکم ہے، اس خواب کے بعد مجھے شرح صدر اور انشراح قلبی ہو گیا۔

خانقاہ میں مسند نشینی کیلئے عوام وخواص کی دیرینہ خواہش

بہرحال حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کو خانقاہ رحیمیہ کا مسند نشین بنانے کی عوام وخواص سب ہی کی دیرینہ خواہش اور بے پناہ سعی وکوشش تھی مگر آپ کسر نفسی اور اپنی عاجزی وفروتنی کے باعث خاموش رہ جاتے، اور کبھی یہ عرض کر دیتے کہ میرے اندر کہاں اتنی قابلیت وصلاحیت ہے کہ اس بار گراں کو اٹھا سکوں۔

جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے علاقہ کے احباب، علماء وصلحاء طے کر کے آئے کہ آج حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب سے درخواست کی جائیگی کہ آپ خانقاہ رحیمیہ کی مسند سنبھال لیں، حضرت مفتی صاحب کو اس کا علم ہو گیا، اس لئے آپ جمعہ کی نماز ادا کر کے جلدی سے گھر آگئے، اس کے بعد باہمی مشورہ سے طے ہوا کہ گھر جا کر ہی درخواست کی جائے، چنانچہ راؤ عطاء الرحمٰن اور رائے پور کے دیگر حضرات علماء وصلحاء اور خانقاہ سے محبت رکھنے والے افراد جو خانقاہ کی ضرورت کو اپنی ضرورت اور یہاں کے درد کو اپنا درد سمجھتے تھے، جمع ہو کر حضرت مفتی صاحب کے گھر تشریف لے گئے، آپ نے ان حضرات

کے ساتھ نہایت ہی اعزاز واکرام کا معاملہ فرمایا، ان حضرات نے عقیدت مندانہ اور والہانہ انداز میں حضرت مفتی صاحب کا ہاتھ پکڑا اور حضرت کو خانقاہ میں لا بٹھایا۔

مفتی صاحب خانقاہ رائے پور میں گوشہ نشین

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نے یہاں خانقاہ میں اپنی بے پناہ خدمات جلیلہ اور عظیم قربانیوں کا ایسا نذرانہ پیش کیا اور عرفان ومعرفت کا ایسا چراغ ومنارہ روشن کیا جس کی ضیا بار کرنوں نے مسلم معاشرہ پر اپنے گہرے اور دوررس اثرات ثبت کردئے، اور نہ معلوم کتنے بے راہ رو اور گم گشتہ انسان ہدایت ومعرفت اور فضل وکرامت سے ہم آہنگ اور وابستہ وہم رنگ نظر آنے لگے، اور آپ نے اپنی راست بازی، خلوص وبے غرضی، پاک نفسی اور دنیا سے استغنائیت وبے نیازی اور خانقاہ کے لئے ہر طرح کی قربانی پیش کرکے قیامت تک اپنا نام روشن کردیا، اور پہلے کی طرح پتے پتے سے اللہ اللہ کی آواز آنے لگی، یہاں ہر آنیوالا یہ محسوس کرتا ہے کہ میری ہی طرف سب سے زیادہ توجہ والتفات ہے، خانقاہ کے موجودہ خادموں میں بالخصوص قاری محمد مستقیم صاحب اس کا خاص خیال رکھتے ہیں، اس بندہ خدا نے خانقاہ کے لئے اپنے کو کھپا دیا ہے، شب وروز مہمانوں کی بے لوث خدمت، مہمانوں کی مفتی صاحب سے ملاقات کرانا، ان کے لئے دعاء واستغفار، رات دن کے کسی حصہ میں آنیوالے مہمانوں کی خدمت، ان کے قیام وطعام کا انتظام کرتے ہیں، اسی طرح بھائی محمد جمشید صاحب جو حضرت سے بے لوث محبت رکھتے ہیں وہ بھی حضرت کی خدمت کے ساتھ مہمانوں کی خدمت میں انتہائی سرگرم رہتے ہیں، تہجد کے لئے لوگوں کو بیدار کرنا اور اذان فجر سے قبل ہی سب کو چائے پیش کردینا اور ذکر کی مجلس جو تہجد کے بعد خانقاہ کے ذکر والے کمرہ میں لگتی ہے، جہاں اللہ! اللہ! کی ضربوں سے پوری فضا معمور اور گونج اٹھتی ہے، آپ خانقاہ کیلئے سراپا جدوجہد بنے رہتے ہیں، اسی طرح نوجوان خادم بھائی فضل الرحمٰن مہمانوں کے لئے دسترخوان لگانا، انہیں کھانا کھلانے میں

پیش پیش رہنا، بستر فراہم کرنا وغیرہ امور میں انتہائی تندہی سے کام کرتے ہیں، خانقاہ کا عام معمول یہ ہے کہ آنیوالے مہمانوں کو تہجد کے وقت چائے، فجر کے بعد ناشتہ، تقریباً ۱۲ر بجے دوپہر کا کھانا، ظہر اور عصر کے بعد چائے ناشتہ، عشاء کی اذان کے بعد شام کا کھانا، اس فجرانہ، ظہرانہ، عصرانہ اور عشائیہ میں تمام خدام انتہائی تندہی اور سرگرمی سے اپنی مفوضہ ذمہ داری اور مہمانوں کی خاطر داری میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، خانقاہ کا خاص مزاج یہ ہے کہ سب کے لئے ایک ہی کھانا اور ایک ہی دسترخوان ہوتا ہے، یہاں استغنائیت اور توکل علی اللہ کی عدیم النظیر مثال کا ہمہ وقت مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

مفتی صاحب کے داماد اوران کی خدمات

الحاج شاہ عتیق احمد صاحب حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کے داماد ہیں اور بیٹوں سے زیادہ حضرت کی خدمت میں ہمہ وقت مشغول رہتے ہیں، اب ناظم ومتولی خانقاہ رحیمیہ ومدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور ہیں، اور حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کے راز دار اور مخلص خادم ہیں، حضرت کے مشورہ اور حکم سے ناظم صاحب نے عمارات بنوانے میں کمال کردیا، پہلے خانقاہ دو کمروں پر مشتمل تھی، جن میں سے ایک میں ذکر ہوتا ہے، دوسرا ٹین شیڈ والا کمرہ اور اس کے برابر خش پوش عریشہ (چھپر والا حصہ) تھا، اور بغیر برآمدہ کی مسجد اور مسجد سے متصل دو کمرے مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی باغ رائے پور کے نام سے تعمیر کئے گئے تھے، ان میں ابتدائی درجات اور حفظ کلام اللہ تک تعلیم کا نظم کیا گیا تھا، اور اس خانقاہ سے یہ کوشش کی گئی تھی کہ تعلیم وتربیت اور تزکیہ نفس دونوں کو بحسن وخوبی انجام دیا جاسکے، حضرت مفتی صاحب کے آنے سے پہلے یہ کل کائنات تھی۔

مدرسہ میں مفتی صاحب کی نظامت

سعی بسیار کے بعد جب حضرت مفتی صاحب کو یہاں کی نظامت وتولیت سونپی گئی اس

کے بعداس میں برابر ترقی ہوتی گئی، آپ نے مدرسہ کی مستحکم و پرشکوہ بلڈنگ ایسی پرکشش دیدہ زیب اورخوبصورت بنوائی کہ اب یہ عمارت قلعہ نما معلوم ہوتی ہے، جواوپر نیچے پچاس کمروں پر مشتمل ہے، اس سے متصل بائیں طرف ایک گیٹ اوراس کے اندرونی حصہ میں مزار رحیمی سے ملا ہوا ایک عالی شان مطبخ جس میں ایک بڑا گودام اورسوختہ رکھنے کیلئے مناسب وموزوں سائبان، اس گیٹ سے مزار رحیمی کے برابر والے روڈ سے ٹریکٹر ٹرالی اورسامان سے لدی بوگی وٹرک بآسانی اندر جاسکتے ہیں، اس کے ساتھ طلباء کے لئے بیت الخلائیں، غسل خانے، پانی کے ٹینک کا ایک عمدہ نظام ہے، مدرسہ کی یہ پوری بلڈنگ فن تعمیر کی عظیم شاہکار اور آپ کے حسن ذوق اوراچھی سوچ وسلیقہ شعاری کی ترجمان ہے، اس مستحکم ومضبوط قلعہ نما بلڈنگ کے درمیان ایک دلکش وعمدہ چمن اور پارک ہے۔

آپ کی نظامت میں خانقاہ کی مسجد کی توسیع

مسجد کا اندرونی حصہ مسقّف تھا، نمازیوں کی کثرت کے پیش نظر مسجد کے باہر صحن کے پورے حصے کو برآمدہ کے شکل میں مسقّف کردیا گیا ہے، جمعہ کے دن نمازیوں کی کثرت اور اژدہام کی وجہ سے اس برآمدہ کے برابر میں طنابیں کھینچ دی جاتی ہیں اوراتنا سائبان تان دیا جاتا ہے جس میں ہزاروں آدمی بسہولت نماز ادا کرسکیں، اس کے ساتھ وضوخانہ کا ایک مستحکم نظام اوراس میں ٹھنڈے وگرم پانی کا انتظام حسن ترتیب اورسلیقہ سے ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں، کچھ فاصلے پرنمازیوں کیلئے غسل خانے، بیت الخلائیں، انکے سامنے جنریٹر روم ہے۔

مدرسہ درگلزار رحیمی کا پورا نقشہ

قریب میں ایک کنواں اور اس میں سمرسیویل موٹر لگی ہوئی ہے، وہیں ایک عمدہ خوبصورت اورسلیقہ وقرینہ سے بنی ہوئی دفتر کی بلڈنگ ہے، جس میں بیت الخلاء اور دیگر تمام ضروریات کی چیزیں مہیا ہیں، ایک کمپیوٹر روم، محافظ خانہ، نگراں حضرات کے کمرے

ہیں، دفتر کی یہ پرشکوہ عمارت آپ کی ذہنی بلندی اوراعلی ذوق کی منہ بولتی تصویر ہے، اس کے بعد خانقاہ کی قدیم دیدہ زیب عمارت ہے، اس میں دو کمروں سے متصل تین بڑے اورکشادہ ہال ہیں، جن میں واردین وصادرین کا قیام رہتا ہے، ان میں سے ایک ہال میں کھانا کھلایا جاتا ہے، اور کبھی زیادہ مہمانوں کی خاطر دونوں ہالوں کو بھی کھانا کھلانے کے لئے استعمال کرلیا جاتا ہے، یہ تینوں ہال اس انداز سے بنائے گئے ہیں کہ ہرایک کے بیچ میں دروازوں وپردوں کا انتظام کردیا گیا ہے، درمیانی ہال سے ایک دروازہ اس کمرہ میں لگوایا گیا ہے، جس میں حضرت مفتی صاحب کا قیام رہتا تھا، اس کمرہ کا ایک دروازہ ذکر کرنے والے کمرہ میں کھل جاتا ہے، اس تیسرے ہال جس میں عموماً دسترخوان لگایا جاتا ہے، اس سے متصل ایک گودام ہے، جس میں بستر وغیرہ رہتے ہیں، بیچ میں ایک گیلری ہے، اس سے متصل ایک چوکور خوبصورت عمارت مہمانوں کے قیام کے لئے بنائی گئی ہے، جو دومنزلوں پر مشتمل ہے، جس میں اوپر نیچے بڑے بڑے ۱۶ر کمرے ہیں، ان میں سے ہر ایک کمرے میں اٹیچ غسل خانے، بیت الخلاء اور وضو خانے ہیں، پھران کمروں کے متصل ایک بہت بڑا ہال ہے، جس میں سینکڑوں آدمی آرام کرسکتے ہیں، اور رمضان المبارک کے مہینہ میں ہزاروں آدمیوں کے لئے سحری وافطاری کے لئے دسترخوان بچھایا جاتا ہے، اس ہال سے تھوڑے فاصلہ پر بیت الخلائیں، غسل خانے اور وضو کرنے کے لئے سرد اور گرم پانی کا انتظام رہتا ہے، اس کے ساتھ کہیں دیواروں اور کہیں تار باڑھ سے خانقاہ کی گھیرا بندی کی گئی ہے اور پرانے درخت جن میں اکثر سوکھ کر خراب ہوگئے تھے ان کو کٹوا کر از سرنو آم وغیرہ کے درختوں کا عمدہ باغ لگوایا گیا ہے، یہ سب حضرت مفتی صاحبؒ کے داماد الحاج شاہ عتیق احمد صاحب کی خدمات اورتوجہات کا نتیجہ ہے۔

خانقاہ کا معمول

خانقاہ کا معمول یہ ہے کہ تہجد کے بعد فجر کی نماز تک ذکر بالجہر ہوتا ہے اوراللہ اللہ کی پیہم

ضربوں سے روح کو پاکیزہ اور دل کو صیقل کیا جاتا ہے، فجر کے بعد اجتماعی طور پر یٰسین شریف پڑھی جاتی ہے، پھر اجتماعی دعا ہوتی ہے، پھر ذاکرین ناشتہ کے بعد ذکر میں مشغول ہوجاتے ہیں، دس بجے حضرت مفتی صاحب وجانشین مفتی صاحب کی مجلس پر انوار لگ جاتی ہے، ظہرانہ تک لوگ آپ سے فیضیاب ہوتے رہتے ہیں، قیلولہ اور ظہر کے بعد سے عصر تک پھر مجلس رہتی ہے، جس میں مخفی وسری ذکر ہوتا ہے، مغرب بعد پھر خانقاہ ہی میں ذکر بالجہر ہوتا ہے، خانقاہ کے دسترخوان پر عموماً سینکڑوں حضرات رہتے ہیں، جمعہ کے دن تو یہ تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے، استغناء کا یہ حال ہے کہ مہمانوں سے پیش کش تو کیا خود ان کی پیشکش پر انتہائی بے توجہی سے کہہ دیا جاتا ہے کہ الحمدللہ سب چیزیں موجود ہیں یہاں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نے مجاہدات وریاضات کے میدان میں وہ جوہر دکھلائے ہیں جو اس دور میں کم دیکھنے میں آئے ہیں۔

بے پناہ روحانی قوت

حضرت مفتی صاحب کا حال یہ تھا کہ نیند اور آرام وراحت کیا چیز ہے، کھانا پینا کسے کہتے ہیں، اس کا تصور وخیال ہی آپ کی ذات سے ختم ہوگیا تھا، آپ نے کئی سال سے مطعومات وماکولات، نان وروٹی اور چاول وچنا تو کجا، فروٹ اور میوہ جات بھی تناول نہ فرمائے، آپ کی زندگی کا مکمل دارومدار صرف چند گھوٹ دودھ اور جوس پر تھا، اس کے علاوہ ۲۴رگھنٹوں میں صرف ایک دومرتبہ پانی یا چائے وغیرہ کا ایک آدھ کپ نوش فرمالیتے اور وہ بھی بغیر کسی طلب وخواہش کے اگر پیش کردیا جاتا، اس کو مفتی صاحب کی روحانی قوت اور اللہ کی محبت کے علاوہ اور کس چیز سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

عشق ووارفتگی اوراستغراقیت وفنائیت

ذکر واذکار، پیہم مجاہدوں اور مسلسل عبادت وریاضت سے جب انسان کا دل صیقل

وروشن ہوجاتا ہے اور روح پاکیزہ ومنور ہوجاتی ہے، اور جب وہ فیضان الٰہی اور احسان وعرفان کے اس بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے سبب دیدار الٰہی کے مزے آنے لگتے ہیں، دیکھنے والے اسے مجذوب اور دیوانہ کہنے لگتے ہیں، حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب اللہ سے عشق ومحبت میں دیوانگی اوراستغراقیت وفنائیت کے مقام ومنتہی پر پہنچ گئے تھے، اب آپ کی ذات جلوہ گاہ پروردگار بنی ہوئی ہے، اس استغراق کے عالم میں حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب مورخہ ۱۳رفروری ۲۰۱۸ء بروز منگل کو لقائے رب کیلئے اس عالم جاودانی سے عالم بقا کی طرف روانہ ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، اس طرح فیضان روحانیت کا جو سیل رواں تھا وہ لوگوں کو دم بخود چھوڑ کر چل بسا۔

آپ کی نماز جنازہ شاہ عتیق احمد صاحب نے پڑھائی

نماز جنازہ آپ کے داماد جناب الحاج عتیق احمد صاحب نے پڑھائی، نمازیوں کی تعداد احاطہ وشمار سے باہر تھی، خانقاہ کے چاروں طرف پانچ اور سات میل تک آدمی ہی آدمی تھے، بالآخر مسجد رحیمی سے جانب شمال جناب حافظ عبدالرشید صاحب کے سرہانے باغ میں اس گنجینۂ علم وعمل کو دفن کردیا گیا، جناب الحاج عتیق احمد صاحب جنہوں نے لمبے زمانہ تک مفتی صاحب کے ہر حکم کی تعمیل کی اور رات دن خدمت میں لگے رہے اور حضرت مفتی صاحب سے سلوک ومعرفت کے منازل طے کئے، اب انہوں نے بڑی ثابت قدمی کے ساتھ اس خانقاہ رحیمی کو آباد وشاد رکھا ہے، اللہ تعالی اس خانقاہ کو ہمیشہ آباد رکھے۔

گلشن تری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا ☆

تمہید

پاؤں اٹھ سکتے نہیں منزل جاناں کے خلاف
اور اگر ہوش کی پوچھو تو مجھے ہوش نہیں

خاندان اور بستی میں بزرگوں سے تعلق کی وجہ سے جن اہل دل بزرگوں کی مناجاتیں، اوراشعار بچوں کی زبانوں پر سننے کو ملتے تھے، ان میں خواجہ عزیز الحسن مجذوب کے پراثر اشعار، مناجاتیں، دعا اور ناصحانہ کلام یاد کرنے اور گنگنانے کا بہت رواج تھا، اس میں بھی ذکر جہری کے دوران خواجہ صاحب کا یہ کلام خوب سننے اور پڑھنے کو ملتا تھا، جو بغیر نام کے بچہ بچہ گنگناتا تھا:

تیرے سوا میں سب کو بھلادوں، کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھربار لٹادوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگادوں غم سے ترے دل شاد رہے
کچھ نہ رہے میرے دل میں تیرے سوائے اے اللہ

جب یہ پڑھتے اور سنتے تو جوانی کے شعور تک ایسا لگتا تھا کہ یہ شاعر کی جرأت، اور ارمان اور شاعرانہ تخیل ہے، اللہ کی محبت اور عشق میں ایسی بے خودی بس خواب وخیال میں ہی ہوسکتی ہے، مگر جب رائے پور جاکر اپنے بزرگوں کی اس مبارک خانقاہ (جس نے دور دور تک دین اور اہل دین کے ساتھ والہانہ اور عاشقانہ تعلق کی فضا بنادی تھی) میں جاکر وہاں فیض ہدایت رحیمی، کے باغ کی خانقاہ کے مالی اور باغباں سے ملاقات کی اور ان کو

☆مولانا محمد کلیم صدیقی، پھلت

دیکھنے کا موقع ملا، تو پتہ لگا کہ یہ شاعرانہ تخیل نہیں بلکہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب، خواجہ عزیز الحسن مجذوب کے ان اشعار کا صد فیصد مصداق ہیں۔

مفتی عبدالقیوم صاحب کی رحلت

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب، جن کو کل تک ہم مدظلہ العالی اور دامت برکاتہم لکھتے تھے، ابھی چند روز پہلے (۲۵رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ/مطابق ۱۳رفروری ۲۰۱۸ء کو) اپنے محبوب کی یاد میں دنیا و مافیہا کو بھلا کر اس کی یاد میں اور سالوں استغراق میں گذار کر اس کے آغوش محبوبیت میں لاکھوں لاکھ سوگواروں کو روتا بلکتا چھوڑ کر تشریف لے گئے، اوراب ان کو نوراللہ مرقدہ اور رحمۃ اللہ علیہ لکھنا پڑ رہا ہے۔

مفتی صاحب کا شجرۂ نسب

یکم جنوری ۱۹۳۳ء کو رائے پور کے ایک دینی و روحانی خانوادہ میں حضرت مفتی صاحب کی ولادت ہوئی، شجرہ نسب یہ ہے: حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب، بن حافظ محمد ایوب، بن عبدالکریم، بن فوجدار خاں، بن محمد یار خاں، بن محمد رستم خاں، بن غلام مرتضی خاں، بن محمد مہتاب خاں، بن محمد وہاب خاں، بن راؤ بہادر خاں، بن غازی خاں، بن ہمت خاں، بن شیخ چند خاں۔

مفتی صاحب کی ابتدائی تعلیم

۱۹۳۷ء میں مدرسہ فیض ہدایت، درگلزار رحیمی رائے پور میں نورانی قاعدہ سے تعلیم کا آغاز ہوا، یہ حضرت شاہ عبدالرحیم کے نواسہ مولانا محمد اشفاق صاحب کا دور نظامت تھا، رائے پور کی ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کے والد حافظ محمد ایوب صاحب نیانگر دہرہ دون میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے، آپ کو اپنے ساتھ لے گئے اور قرآن کریم

ناظرہ اور کچھ پاروں کا حفظ مکمل کرایا، پھر مدرسہ حفظ القرآن نوگانواں میں داخل کرادیا، جہاں انھوں نے حفظ کی تکمیل کی، اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ میں تین سال تک عالمیت کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں داخلہ لیا اور ۱۳۷۶ء/ مطابق ۱۹۵۶ء میں فراغت حاصل کی۔

مفتی صاحب کے اساتذہ اور شیخ

آپ کے اساتذہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ، حضرت مولانا منظور احمد صاحبؒ، حضرت مولانا شاہ اسعد اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا امیر احمد کاندھلویؒ جیسی یگانہ عصر شخصیات شامل ہیں، حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، آپ کے چچا حضرت حافظ عبد الرشید صاحبؒ نے بھی آپ کو اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

مفتی صاحب کی تدریسی خدمات

حضرت شیخ الحدیث کے ایما پر مدرسہ خادم العلوم باغونوالی میں یکم نومبر ۱۹۵۸ء میں پینتیس روپیے ماہانہ پر آپ کا تقرر ہوا، جہاں آپ نے قدوری، نور الایضاح، کنز الدقائق، شرح وقایہ، علم الصیغہ، کافیہ وغیرہ کتابیں پڑھائیں، ۱۹۶۲ء میں مظاہر علوم سہارنپور میں ناقل فتاوی کی حیثیت سے تقرر ہوا، وہاں مسلسل ترقی کرتے ہوئے ایک مایہ ناز استاد کی حیثیت سے فقہ وفتاوی اور تفسیر وغیرہ کی اہم کتابوں کا تقریبا بائیس سال تک درس دیتے رہے، ۱۹۷۶ء سے مفتی صاحب نے مدرسہ گلزار رحیمی رائے پور کی سرپرستی قبول فرمائی تھی، بعد میں ۱۹۸۵ء میں آپ مظاہر علوم سے مستعفی ہوکر مستقل طور پر خانقاہ رائے پور میں تشریف لے آئے، اور تادم آخر وہیں قیام پذیر رہے۔

مفتی صاحب سے راقم کی شناسائی اور الفت ومحبت

اس حقیر کو ان سے ایک زمانہ تک حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے یہاں سہارنپور میں، اور اپنے حضرت والا، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں دار العلوم ندوۃ العلماء اور تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں ملاقات وزیارت کا شرف حاصل ہوتا تھا، جہاں وہ اپنے روحانی برادر مکرم اور سایہ کی طرح ساتھ رہنے والے ساتھی حضرت مفتی عبد العزیز صاحبؒ کے ساتھ دکھائی دیتے تھے، ہم لوگ اپنی نوجوانی کی عمر میں اس خیال سے ان دونوں علماء کی جو ابھی سیاہ ریش تھے، بڑی عقیدت سے زیارت کرتے، اور سعادت سمجھ کر مصافحہ کرتے تھے کہ یہ ہمارے حضرت والا کے مرشد وشیخ کے وطن سے تعلق رکھتے ہیں، اور مفتی عبد القیوم صاحب تو حضرت شاہ عبد الرحیم رائے پوریؒ سے خاندانی قرابت داری کا بھی تعلق رکھتے ہیں۔

مفتی صاحب کی خانقاہ میں گوشہ نشینی

یہ صاحبان بھی ہم خدام اور چھوٹوں سے خصوصی شفقت کا معاملہ فرماتے تھے، اس لئے کہ اپنے مرشد وشیخ اول، قطب الاقطاب حضرت مولانا عبد القادر رائے پوریؒ کے بعد ان دونوں نے ہمارے حضرت والا سے اصلاحی تعلق کی تجدید فرمائی تھی، اور ہم کو بھی بدنام کرنے کے لئے حضرت والا کی ڈیوڑھی سے خادمانہ بلکہ غلامانہ نسبت حاصل تھی، اس کے بعد اس کا بھی شرف حاصل ہوتا کہ میرے حضرت والا جب بھی سہارن پور اور رائے پور تشریف لاتے تو یہ حقیر بھی اپنے چند اعزاء ورفقاء کے ساتھ خدمت عالیہ میں حاضر ہوتا اور اس طرح خانقاہ عالیہ رائے پور کے سبھی بزرگوں سے تعارف اور شرف ملاقات بھی حاصل ہوتا رہتا، اور کبھی کبھی حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کے قیام کے ساتھ کئی روز تک قیام کی سعادت حاصل ہوتی، حضرت مفتی عبد العزیز صاحبؒ سخت ترین امراض اور بیماریوں

میں مبتلا ہوکرایک زمانہ تک صاحب فراش ہوگئےتو حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب سے ہی ملاقات ہوتی تھی، جو بعد میں مظاہرعلوم کے قضیہ کے بعد اس پورے قضیہ سے اپنے کو بچا کرخانقاہ میں گوشہ نشین ہوگئے تھے۔

مفتی صاحب اپنے آپ کوخانقاہ کاایک خادم سمجھتے تھے

یہ خانقاہ جس کا اپناایک مقام، حلقہ اثر اور وقار تھا، یہاں پران بزرگوں کی جانشینی کا بر صغیر میں خاص وقاراوراس سے تعلق ہونا فطری تھامگرمفتی عبدالقیوم صاحب کا کمال تواضع تھا کہ شایدان کے دل کے کسی کونہ میں بھی ایسی شخصیت اور ایسی خانقاہ کے گدی نشین ہونے کا دانہ بھرشائبہ بھی نہیں گذرا ہوگا، وہ صرف بزرگوں کی اس خانقاہ کاایک خادم اپنے کوسمجھتے تھے، بلکہ اپنے کواس خانقاہ کا جاروب کش کہتے تھے، یہ خانقاہ اور باغ جس کی زمین، تواضع، کثرت ذکر،اور دنیا سے بے تعلقی اور زہد کی کھیتی کے لئے مشہور اور زرخیز ہے، مفتی عبدالقیوم صاحب نے تھوک کے حساب سے اس کی فصل اکھٹی کی تھی۔

مفتی صاحب دنیاومافیہا سے بے خبر تھے

قرآن مجید میں احکم الحاکمین کاارشاد ہے:"اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرِيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً"(۱) کہ جب کوئی شہنشاہ اورفرمانرواکسی بستی میں داخل ہوتا ہےتو وہاں پرجمی اوربسی ہوئی بلندوبالاعمارتوں کوتہ وبالاکردیا کرتاہےاوروہاں جن عہدوں پرفائزلوگوں کی عزت ہوتی ہے،ان کی اینٹ سے اینٹ بھڑاکران کوذلت اورپستی کاشکار کردیتاہے،صوفیائے کرام کے یہاں اس آیت شریفہ کی تفسیر یہ کی جاتی ہے کہ جس دل کی کسی بستی میں مالک الملک احکم الحاکمین کی ذات سے تعلق،اس کی ذات سے محبت اور معرفت بس جاتی ہے،تو پھرپوری کائنات اوردنیااوردنیاومافیہااوراس میں بسنے والے لوگوں اورقیمتی اشیاء،خدم اورحشم اس بندہ کی نگاہ میں،مچھراورجوں سے بھی بے وقعت ہو

(۱) سورۂ نمل آیت ۳۴

جاتے ہیں، حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کی خدمت میں کچھ دیر بیٹھ کر یہ بات محسوس ہوتی تھی کہ احکم الحاکمین اور مالک الملک سے رشتہ جوڑنے کے بعد کائنات کی ہر دولت اور دنیا کی وقعت دفعتہً ان کی نگاہ میں بالکل حقیر ہوگئی ہے، آخری چند سالوں میں تو وہ بالکل استغراق میں چلے گئے تھے، لیکن اس سے پہلے جب وہ ظاہری طور پر صحت منداور ہوش و ہواش میں تھے، دنیاومافیہا کی وقعت ان کے یہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں تھی ،بس وہ احکام شریعت پرعمل اور بندوں کےحق کی ادائیگی کے لئےلوگوں سے ملتے،آنے والے مہمانوں کی دل جوئی اورآرام اور ضیافت کی فکرفرماتے ،مگرانہیں کسی سے کسی طرح کی امید یاان کی نگاہ میں ان سے کچھ لینے کاتصور بھی نہ تھا۔

مفتی صاحب کی تواضع اورسادگی

علمی مقام کے ساتھ،ان کوفقہ وفتاویٰ میں بھی بڑارسوخ حاصل تھا،اور جزوی مسائل پر ان کی مضبوط رائےتھی ،ایک زمانہ تک وہ مسند تدریس پربھی فائز رہے تھے،ملک کے طول وعرض میں ان کے ہزارہاہزارشاگرداورمریدین پھیلے ہوئے تھے،لوگ ان سے تاریخ لے کراپنے اداروں اورتنظیموں کے جلسے ان کی صدارت کا اشتہار دے کر کرتے ، اور وہ خادمانہ جذبہ سےتشریف لاتے ،اورآرام کااصرار کرنے کے باوجود،شروع سے آخرتک جلسہ میں دوزانو بیٹھتے ،اورانتہائی حساس مزاج کے ساتھ انتظامی بے ضابطگیوں کوانتہائی صبروتحمل کے ساتھ برداشت فرماتے ،مگرصدرجلسہ ہونے کے باوجودکبھی صدارتی خطاب نہ فرماتے ،اورصاف عذرفرمادیتے کہ میں تقریرنہیں کرتا ہوں،لوگ اختتامی دعا کا اصرار کرتے ،توفرمادیتے کہ دعاتو نماز میں ہوگئی،اس طرح وہ اپنی فقہی رائےبھی دیدیتے کہ جلسہ کے اختتام پردعاسنت سے ثابت نہیں ہے، بلکہ مجلس کے اختتام پرمسنون دعاصرف استغفار ہےاورمیزبانوں کے اصرار پرکسی بڑے عالم کودعا کرنے کیلئےفرمادیتے تھے۔

مفتی صاحب اپنے بڑوں کی جگہ کا احترام کرتے تھے

یہ معاملہ ان کا کسی کے یہاں جلسہ میں جانے کے وقت ہی نہیں تھا، بلکہ خود خانقاہ میں، خانقاہ کے اس حجرہ میں جہاں ان کے بزرگ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ اور حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ تشریف فرما ہوتے تھے، وہاں بیٹھنے سے بھی احتیاط فرماتے، یہاں تک کہ اس جگہ ذکر کے لئے بھی نہیں بیٹھتے تھے۔

مفتی صاحب کی آخری سالوں میں غذا

زندگی کے آخری سالوں میں تو انھوں نے بولنا چالنا بھی بند کر دیا تھا، اس میں سے آخری چار سال تو کھانا پینا بھی چھوڑ دیا تھا اور ناک میں ایک ٹیوب کے ذریعہ ہی غذا وغیرہ دی جاتی تھی، مگر اس سے پہلے سالوں ایسے گذرے ہیں جب وہ کبھی کبھی اہل تعلق کو دیکھ کر مسکرا دیتے تو لوگ سمجھتے کہ پہچان رہے ہیں۔

مفتی صاحب کے اوپر استغراقی کیفیت

مگر ہر وقت زبان پر محبت اور تعلق کے ساتھ، دل کو چھونے والی آواز سے بس ایک رٹ ''اللہ اللہ'' کی لگائے رہتے تھے، ان کی خدمت میں ذرا دیر اس انتہائی عاشقانہ سُر میں اللہ کی آواز سن کر، جانے والے بے حس سے بے حس انسان کو بھی ہفتوں تک ان کی اس کیفیت پر رشک اور اپنی غفلت کا احساس رہتا تھا، اسی زمانہ میں جب ان کی استغراق کی کیفیت کا ابتدائی دور تھا تو ان کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا، چاروں طرف خبر مشہور ہو گئی، بڑی تعداد میں لوگ نماز جنازہ اور تعزیت کے لئے جمع ہو گئے، اس منصورِ زمانہ نے بڑے پیار اور معصومیت سے اپنے خادم خاص اور داماد جناب الحاج عتیق احمد صاحب سے معلوم کیا کہ یہ آج بھیڑ کیوں جمع ہو گئی ہے، انھوں نے بتایا کہ حضرت پیرانی صاحبہ کا انتقال ہو

گیا ہے، تو معصومیت سے پوچھا: مرگئی وہ بے چاری؟ نیا سے بے تعلقی، خودداری، اور زہد جو خانقاہ رائے پور کے مشائخ کا خصوصی امتیاز و پہچان رہی ہے، اور جس کا دینی طبقہ خصوصا علماء میں بہت فقدان ہے، وہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کے یہاں کمال کے درجہ میں پہنچا ہوا تھا۔

مفتی صاحب کے اندر استغنائی کیفیت

یوپی حکومت کا ایک پی ڈبلیوڈی منسٹر، حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوا، اس لئے کہ ہر طرح کے وزراء، رؤساء اور افسران حضرت سے عقیدت اور نیاز مندی رکھتے تھے، اور بلا تفریق مذہب وملت ہر مذہب کے لوگ حضرت کی خدمت میں حاضری کو سعادت سمجھتے تھے، وہ وزیر جو علاقہ کے ہی رہنے والے تھے، اور غیر مسلم تھے، حاضر ہوئے، انھوں نے راستہ میں دیکھا گندیوڑ سے رائے پور تک سڑک کی حالت بہت خستہ ہے، انھوں نے راستے میں ہی افسروں اور انجینئروں سے بات کی، اور فوراً ہی اس سڑک کی تعمیر کا کام شروع کرنے کا حکم جاری کیا، حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں جا کر نہایت نیاز مندی سے دوزانو بیٹھ کر، اس خیال سے کہ حضرت خوش ہو کر دعائیں دیں گے، وہ بولے، حضرت میں نے آرڈر کر دیا ہے، گندیوڑ سے رائے پور تک سڑک کی تعمیر کا کام کل سے شروع ہو جائے گا، مفتی صاحب نے سنا تو بڑے استغناء کے ساتھ فرمایا، سڑک بنوانے کی کیا ضرورت تھی، سڑک تو بنی ہوئی ہے، وزیر نے کہا سڑک بہت ٹوٹی ہوئی ہے، مفتی صاحب نے فرمایا پہلے تو ایسی بھی نہیں تھی، کیوں بنواؤ تھے، وہ اس مرد قلندر کے استغناء کو منھ پھاڑے دیر تک آپ کے چہرہ مبارک کو تکتا رہ گیا۔

مفتی صاحب مرجع خاص و عام تھے

اپنے کو منوانے، اپنی شخصیت یا کسی کو بھی اپنے سے جوڑنے کا خواب بھی وہ نہیں دیکھتے

تھے، بلکہ کئی بار یہی دیکھا ہے کہ خاص وعام ان سے آخری درجہ میں عقیدت کا تعلق رکھتے، کبھی کبھی کسی عزیز کے انتقال پر نماز جنازہ کے لئے ان کو بلاتے، وہ جنازہ اور تدفین میں تشریف لاتے، مگر نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کسی دوسرے کو کھڑا کر دیتے، مگر اس کے باوجود "اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا" (۱) کے عام قاعدہ کے تحت، جس محبوب سے انھوں نے دل لگایا تھا اس محبوب کی محبت نے انہیں ہر خاص وعام کا مرجع اور محبوب بنا دیا تھا۔

مفتی صاحب کی وفات کی خبر پر لوگوں کا جم غفیر

اپنی عمر کے آخری سالوں میں معذوری اور مدہوشی کی زندگی گذارنے کے باوجود ان کے وصال کی خبر جس طرح جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور بہت کم وقت تدفین کے لئے دیا گیا، صبح انتقال ہوا اور ظہر بعد تدفین کا اعلان تھا، مگر دور دور تک سڑکیں گاڑیوں سے جام ہوگئیں، مغربی یوپی کا یہ علاقہ جو اکابرین علماء اور اولیائے کبار کا خطہ رہا ہے، شاید ایسا جم غفیر کسی کے جنازہ میں دیکھا گیا ہو، لاکھوں لاکھ لوگ، مجمع کی کثرت کی وجہ سے نماز جنازہ سے رہ گئے اور بیسوں کلومیٹر تک سڑکوں کے جام میں پھنسے رہ کر جنازہ میں شامل نہیں ہو سکے۔

مفتی صاحب کی دعاؤں کی تاثیر

سب کو بھلا کر اپنے محبوب حقیقی کی یاد نے انہیں محبوبیت کا اخص الخواص مقام عطا فرمایا تھا، کتنی مشکل بیماریوں اور مسائل میں پھنسے لوگ ان کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے اور وہ کبھی نقد دعا فرماتے، کبھی انشاء اللہ فرماتے تو مسائل چٹکیوں میں حل ہو جاتے، ان کی کشف وکرامات کے جو واقعات ہر خاص وعام کی زبان پر ہیں، وہ متقدمین اولیاء اللہ کی یاد تازہ کر دیتے ہیں، اس حقیر کو بھی ان کی فراست باطنی اور بصیرت کا بار بار تجربہ ہوا۔

(۱) سورۂ مریم آیت ۹۷۔

مفتی صاحب کا کشف والہام

راقم اپنے حضرت والا (حضرت مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہ) کی خدمت میں تکیہ شاہ علم اللہ میں حاضر تھا، کچھ دیر ملاقات اور معمولات کے لئے مسجد میں تھا کہ حضرت والا کے خادم خاص تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت نے بنگلہ پر یاد فرمایا ہے، جلدی جلدی حاضر خدمت ہوا، تو حضرت نے فرمایا کہ رائے پور جاتے ہو؟ اس حقیر نے عرض کیا جی حضرت حاضر ہوتا رہتا ہوں، حضرت والا نے فرمایا کہ رائے پور جاتے رہا کرو، اور وہاں کی نگرانی رکھنا، یہ حقیر گنوار اور دیہاتی حضرت کے کلمہ کا مطلب نہیں سمجھ سکا، اور اپنی کم ہمتی کی وجہ سے معلوم کرنے کی ہمت بھی نہیں ہوئی، اس کے بعد رائے پور حاضر ہوا، حضرت مفتی صاحب بہت خوش ہوئے اور بڑی عنایت کا معاملہ فرمایا، اس کے بعد کچھ اسفار کی بے نظم مصروفیت کی وجہ سے بہت زمانہ تک حاضری نہیں ہو پائی، کافی زمانہ کے بعد ہریانہ کے ایک سفر سے واپسی پر خانقاہ رائے پور حاضر ہوا، تو حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضری ہوئی؟ سلام اور خیریت معلوم کرنے کے بعد فرمایا کہ بہت دنوں میں آئے، آپ کو حضرت مولانا نے رائے پور جاتے رہنے کا حکم فرمایا تھا، اور یہاں کی نگرانی کے لئے بھی کہا تھا، یہ حقیر حیرت سے حضرت مفتی صاحب کا منھ تکتا رہا، میرے حضرت والا نے جب اس حقیر کو حکم کیا تھا تو تکیہ شریف کا بھی کوئی آدمی حضرت کے پاس نہیں تھا، یہ کیسا ٹیلی کمیونیکیشن ان اللہ والوں کے درمیان ہوتا ہے۔

مفتی صاحب کو بدعت سے سخت نفرت تھی

شریعت کے احکام میں عزیمت اور آخری درجہ میں افضل پر عمل کرنے کا معمول حضرت مفتی صاحب کا تھا، اور مختلف فیہ امور خصوصا صوفیاء کے یہاں کے وہ معمولات، جن کے بعد میں بدعت بن جانے کا امکان ہے، کیونکہ تواتر کے ساتھ قبروں پر جانا بھی

بدعت ہے، مفتی صاحب کے یہاں ان سے حد درجہ احتیاط تھی، خانقاہ کی مسجد کے برابر میں وہاں کے بزرگوں کا قبرستان ہے، خصوصا ایک طرف قطب زمانہ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب، اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے مزارات ہیں، مگر اس حقیر نے کبھی ان مزارات پر مفتی صاحب کو نہیں دیکھا، کبھی کبھی کسی بڑے عالم دین یا بزرگ کے ساتھ میزبانی کے طور پر ساتھ میں حاضری ہوگئی تو ہوگئی۔

مفتی صاحب کے خدام کسی شہنشاہ کے خدام سے کم نہ تھے

احکم الحاکمین رب اپنی ذات سے محبت کا حق ادا کرنے والوں کو ایک خاص شان بھی عطا فرماتے ہیں، ایسی خودداری اور دنیا سے بے نیازی کے باوجود اللہ تعالی نے حضرت مفتی صاحب کو بادشاہوں کو رشک دلانے والے خدام عطا کئے تھے، ان کے اہل خاندان، اور خانقاہ رائے پور کے خدام کسی شہنشاہ سے زیادہ ان کی خدمت اور ان کے لباس اور خانقاہ کی نظافت کا خیال رکھتے تھے، خصوصا ان کے جانشین اور ان کے حقیقی وارث جناب شاہ عتیق احمد صاحب نے اتنی طویل مدت تک حضرت مفتی صاحب کی جیسی مثالی خدمت کی، اور اس معذوری میں ان کے مزاج کی پاکیزگی اور نظافت کے شایان شان جس طرح پوری خانقاہ کی خدمت کی، اس کی مثال دور دور تک ملنا مشکل ہے اور نہ صرف حضرت مفتی صاحب کی خدمت کا، بلکہ خانقاہ میں حاضر ہونے والے مہمانوں کے اژدحام کی خدمت کا جو حق ادا کیا وہ خود حضرت مفتی صاحبؒ کی بڑی کرامت اور جناب الحاج عتیق صاحب کی مثالی سعادت کہی جاسکتی ہے۔

مفتی صاحب وقت کے قطب تھے

یقیناً مفتی صاحبؒ ایسے اولیاء اللہ میں تھے، جن کا وجود عالم کے لئے رحمت اور بلاؤں سے حفاظت کا ذریعہ ہوتا ہے، ہمارے علاقہ کے ایک بڑے بزرگ بلکہ شیخ المشائخ

نے اپنا خود واقعہ سنایا تھا کہ وہ حرمین شریفین حاضر ہوئے، حرم مکی میں رمضان المبارک میں دعا کررہے تھے، دل میں خیال آیا کہ یہاں تو ایک بڑی تعداد اولیاء اللہ اور قطب وابدال کی ہر وقت رہتی ہے، تو دل میں شوق پیدا ہوا اور بہت رقت سے دعا کی کہ یا اللہ پورے حرم میں جو بندہ آپ کا سب سے محبوب اور ولی ہو، مجھے اس سے ملا دیجئے، دعا مانگ کر واپس ہوا تو دیکھا مفتی عبدالقیوم صاحب سامنے ہیں، تو اندر سے دل میں آیا اور ایسا لگا کہ کوئی کہہ رہا ہے: ''لومل لو، تمہاری دعا قبول ہوگئی''۔

مفتی صاحب کا انتقال امت کا بڑا خسارہ ہے

قحط الرجال کے اس دور میں ایسے اولیاء اللہ کا اس دنیا سے رخصت ہونا ملت کے لئے بڑا خسارہ ہے، اللہ تعالی ملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اور حضرت مفتی صاحبؒ کی بال بال مغفرت فرما کر ان کے فیض کو ان کے مریدین اور مسترشدین اور جانشینوں میں جاری وساری فرمائے اور ان جیسی مثالیں امت میں کثرت سے پیدا فرمائے۔

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ جوارِ رحمت میں ☆

خانقاہ رائے پور برصغیر کی آباد وشاداب خانقاہ

خانقاہ رائے پور اپنے ابتدائی دور ہی سے پورے برصغیر کی آباد وشاداب خانقاہ ہے، جہاں کے ذرہ ذرہ اور بوٹے بوٹے سے ذکر اللہ کی صدا اور عشق ومحبت کے نغمے سنائی دیتے ہیں، جس کے درو بام پہ وادیٔ ایمن کے نور ونکہت کی کہکشائیں جھلملاتی ہیں، اور جس کے میخانے سے ہر طبقہ کے رند اور ہر مکتبِ فکر کے میخوار شراب طہور پی کر ساقی کی فیاضی اور عالی ظرفی کی داد دیتے ہیں، غیر منقسم ہندوستان سے اب تک اس خانقاہ نے نہ معلوم کتنی سرد انگیٹھیوں کو گرمایا اور کتنے قلوب میں آتش سوزاں بھڑکائی ہے، اور پوری ملت اسلامیہ کی دینی، ملی، سماجی اور سیاسی رہنمائی فرمائی ہے، اور اس وقت بھی جب ملک تقسیم ہوگیا اور یہاں کے باشندوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے، بستیاں اجڑ گئیں، لاکھوں انسانوں کے سرتن سے جدا ہوگئے، ننگ وناموس کی دھجیاں بکھر گئیں، ان لرزہ خیز حالات میں بھی اسی رائے پور کی خانقاہ نے امت مسلمہ کی ڈھارس بندھائی اور ایمان وعزیمت کے پرجوش جذبے اور خلوص وصداقت کی مجددانہ بصیرت سے اکھڑتے قدموں کو جمایا اور ڈگمگاتے دلوں کو عزم وحوصلہ عطا کیا، اور امت کی ہر موڑ پر رہبری ورہنمائی کے فرائض انجام دیئے، ملت اسلامیہ ہمیشہ اس کی منت کش احسان رہے گی۔

خانقاہ رائے پور اخلاص واحسان کی دوکان

کہنے کو تو یہ تربیت وسلوک، محبت ومعرفت اور اخلاص واحسان کی دوکان ہے، اور عوام و

☆ مولانا محمد ناظم ندوی رئیس معہد الاسلامی مانک مئو، سہارنپور

خواص اس دوکان معرفت سے شیخ سعدی شیرازی کی زبانی یہی طلب کرنے آتے ہیں:

بدہ ساقیا آب آتش در لباس
کہ مستی کند اہل دل التماس

خانقاہ نے بڑی خاموشی کیساتھ دینی واصلاحی کام کیا

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں فکر ونظر، عقیدہ وایمان اور بنیادی ذہن سازی کا بھی بڑے پیمانے پر انتظام ہوتا ہے، اعمال واخلاق، عبادات ومعاملات، معاشرت ومعیشت اور ملی وسماجی امور پر بھی بھرپور توجہ دی گئی۔ برطانوی سامراج نے غلامی کی آہنی زنجیر سے اہل ہند کو ماؤف ومفلوج کردیا تھا، ظلم وبربریت کی وحشت ناکیوں، قید وبند کی صعوبتوں اور عیسائی مشنریوں کی ہنگامہ آرائیوں نے ان کے نظام تعلیم وتربیت اور ان کی معاشرت ومعیشت کو زبردست متاثر کیا تھا، عقیدہ وفکر کے اعتبار سے بھی مسلمانوں میں تبدیلیاں رونما ہونے لگیں، ایسے نازک حالات میں خانقاہ رائے پور نے خموشی کے ساتھ جگہ جگہ قرآنی مکاتب قائم کرنے کا بیڑہ اٹھایا، اور پورے علاقہ میں بچوں کا رشتہ قرآن سے جوڑا، اور ان کے اعمال واخلاق پر بھرپور توجہ دی، علماء کو اس بات پر متوجہ کیا کہ وہ قرآنی تعلیمات کے لئے درس کے حلقے لگائیں اور امت مسلمہ کو قرآن اور اس کی تعلیمات سے وابستہ کریں۔ سماجی وسیاسی اعتبار سے ملک وقوم کے قائدین کی سیاسی رہنمائی کی، زعمائے ملت، سیاسی رہنما، قوم کے دانشور، تنظیموں وتحریکوں کے بانی رائے پور کی خانقاہ میں تشریف لاتے اور انہیں یہاں سے رہنمائی ملتی۔

مفتی صاحب گوناگوں کمالات وصفات کے مالک تھے

اسی خانقاہ کے جانشیں، فنافی اللہ حضرت مولانا شاہ مفتی عبدالقیوم صاحب بھی تھے، جو اپنی بے نفسی، تواضع وانکساری، استغراق وفنائیت، اخفائے حال اور کمال شفقت ومحبت

میں اپنی مثال آپ تھے، انہوں نے خانقاہ کی باغ و بہار اور ذکر وفضا کو نہ صرف یہ کہ برقرار رکھا، بلکہ اپنے ریاضت ومجاہدہ اور اپنے اخلاق واخلاص سے اس کی افادیت ونافعیت میں اور اضافہ فرمایا، حق تعالی شانہ نے آپ کو متنوع صفات اور گونا گوں کمالات سے نوازا تھا، انسانیت اور خلق خدا کے لئے آپ کی دل میں بے پناہ شفقت تھی، اتباع سنت کا جذبہ تھا، خلوت گزینی آپ کا مزاج تھا، طبیعت میں بڑی رقت تھی، ذکر کے بعد قرآن پاک کی تلاوت آپ کا محبوب مشغلہ تھا، اکثر اوقات بڑے شغف وانہاک سے کتاب الٰہی کی تلاوت میں مصروف رہتے، اور خانقاہ میں آنے والوں کے حالات اور ان کے مسائل کا بھی حل فرماتے اور ان کی ہر طرح سے رہنمائی فرماتے۔

مفتی صاحب مظاہر علوم میں

اس سے قبل حضرت مفتی صاحب مدرسہ مظاہر علوم میں بھی درس وافتاء کے فرائض انجام دے چکے ہیں، آپ نے ایشیاء کی اس عظیم درسگاہ میں ہدایہ، جلالین شریف، بیضاوی شریف جیسی اہم کتابوں کا درس دیا ہے، آپ کا درس بڑا مقبول تھا، اور ہزاروں افتاء آپ کے قلم سے نکلے ہیں، جنہوں نے قوم وملت کو صحیح راہ دکھائی ہے، مدرسہ مظاہر علوم کے قضیۂ نامرضیہ کے بعد آپ کی حساس وخلوت پسند طبیعت نے یکسوئی اختیار کرلی اور اس قضیہ پر آپ کو جس قدر دکھ ہوا وہ آپ کے ملت کے مسائل سے ہمدردی اور قوم وملت کے تئیں خیر خواہی وخیر سگالی کا غماز ہے، اپنی خاص مجلسوں میں بھی اس پر اپنے درد وکرب کا اظہار فرماتے تھے۔

مفتی صاحب ایک جفاکش انسان تھے

آپ کو حق تعالی شانہ نے تواضع وانکساری، خلق خدا کے ساتھ ہمدردی کا پیکر بنایا تھا، انابت وحلم، ملنساری، خلوت پسندی، متوازن فکر، اصابت رائے، خموشی، اخفاء اور ہر شخص

کے ساتھ محبت وشفقت آپ کے خصوصی امتیازات ہیں، علمی انہاک، قوت مطالعہ اور کتابوں سے آپ کو بڑا شغف تھا، بیٹھے بیٹھے مطالعہ کرتے ہوئے جب طبیعت میں کسلان پیدا ہوتا، تو آپ کھڑے ہوکر مطالعہ میں مصروف ہوجاتے، مظاہر علوم کی زمانۂ طالب علمی میں یہ منظر ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

مفتی صاحب کے والد سے ہمارے والد کے مراسم

آپ کے والد مرحوم جناب حافظ محمد ایوب صاحب بڑے زندہ دل و نیک فطرت انسان تھے، ہمارے والد مرحوم جناب حافظ محمد اللہ رکھا صاحب سے ان کے بڑے اچھے روابط تھے اور دونوں میں گہری دوستی تھی، دہرہ دون میں ان کے پاس جانے کے واقعات والد محترم بہت دلچسپ انداز میں سناتے تھے، جب میں مظاہر علوم میں پڑھتا تھا والد صاحب تشریف لاتے، تو حضرت مفتی صاحب کے پاس قیام رہتا، آپ بھی غایت تعلق کا مظاہرہ فرماتے، والد محترم کی ہمیشہ یہ نصیحت ہوتی کہ حضرت مفتی صاحب سے برابر تعلق رکھنا، اسی مناسبت سے حضرت مفتی صاحب بھی شفقتیں فرماتے۔

مفتی صاحب کی کمال انکساری

آپ کو حق تعالی شانہ نے بڑا بلند مقام عطا فرمایا تھا، معرفت وولایت کے اعلی مقام پر فائز تھے، حج کے دوران مدینہ منورہ میں حاضری کے موقعہ پر روزانہ عشاء کی نماز پڑھ کر روضۃ الجنۃ میں دوگانہ ادا کرنے کا معمول تھا، ہر روز کوئی دعا مانگتا، ایک روز یہ دعا مانگی کہ مولائے کریم آج اپنے کسی ولی اور عالم ربانی سے ملاقات کرادے، دعا مانگ کر جنت کی اس کیاری سے باہر نکلا تو گرامی قدر حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کھڑے ہوئے ہیں، آپ سے ملاقات پر بہت خوشی ہوئی، میں نے حضرت سے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے یہ دعا نقد قبول فرمالی ہے، میں نے اس وقت یہی دعا کی تھی کہ اے کریم آقا اپنے کسی خاص

بندے سے ملاقات کرادے، اللہ تعالیٰ نے میری دعا سن لی، حضرت نے بڑے نرم وگداز لہجے میں فرمایا کہ بھائی وہ کوئی اور ہوں گے، تلاش کرلو، یہ آپ کی کمال انکساری تھی۔

رائے پور کی سرزمین انوار وبرکات سے معمور رہتی ہے

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نے اس خانقاہ کی باگ ڈور سنبھال رکھی تھی جہاں ذکر اللہ کی کثرت اور قال اللہ وقال الرسول کی زمزمہ سنجی کے اثرات فضا میں آج بھی اہل نظر وصاحب بصیرت حضرات کو دکھائی دیتے ہیں، مربی ومرشد مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے ایک مرتبہ رائے پور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس سرزمین پر اب بھی ذکر اللہ کے اثرات نمایاں دکھائی دیتے ہیں، اور جہاں ذکر کی کثرت، تلاوت قرآن اور اوراد واستغفار کا اہتمام ہوتا ہے وہ سرزمین برسوں انوار وبرکات سے معمور رہتی ہے، اس پر آپ نے بہت سے بزرگوں کے واقعات سنائے، اور پھر فرمایا کہ یہاں کثرت سے آنا چاہئے، حضرت مولانا علی میاں ندوی اپنے رفقاء کے ساتھ پرانی خانقاہ تشریف لے گئے، جہاں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ قیام پذیر تھے، حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب بھی ساتھ تھے، حضرت مولانا اپنے رفقاء کو بتلا رہے تھے اور یہ قطعہ گنگنا رہے تھے: ؎

چمن کے تخت پر جس دم شہِ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلیں تھیں باغ میں ایک شور تھا، غل تھا
کھلی جب آنکھ نرگس کی نہ تھا جز خار کچھ باقی
بتاتا باغباں رورو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

مفتی صاحب کے جنازہ میں ایک خلق کثیر

برسوں سے حضرت مفتی صاحب صاحبِ فراش تھے، اعذار وامراض کا مجموعہ بن گئے

47

تھے، دل کے آپریشن کے بعد آپ کا کھانا بولنا سب بند ہوگیا تھا، کچھ دنوں تک زبان پر صرف اللہ اللہ باقی رہ گیا تھا، بعد میں پھر مکمل خموشی تھی، کچھ حضرات اسے استغراق وفنا فی اللہ سے تعبیر کرتے، لیکن آپ کی خموشی میں ایک بحر بیکراں اور آپ کے سکوت میں سمندر کا ٹھہراؤ تھا، اور آپ کی زیارت قلب وروح کی افسردگی کو نشاط تازہ عطا کردیتی، دنیا بھر کے پریشان حال یہاں حاضر ہوکر اپنے درد کا مداوا لے جاتے، محبوبیت ومقبولیت کا اندازہ تو پہلے بھی تھا، لیکن آپ کی آسودہ روح کو سلامی دینے کیلئے انسانوں کا سیلاب اُمڈ آیا، ایک خلق کثیر اور انبوہِ عظیم نے آپ کو اپنا آخری خراج پیش کیا ہے، اس سے برادرانِ وطن اور انتظامیہ کے دل بھی دہل گئے۔

شاہ عتیق احمد صاحب مبارکبادی کے مستحق ہیں

قابل مبارکباد ہیں خانقاہ کے جانشین حضرت الحاج شاہ عتیق احمد صاحب اور ان کے خاص رفقاء جنہوں نے برسوں آپ کی مخلصانہ خدمت کی ہے، یہ حضرات پوری امت کی طرف سے خراج تحسین کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمت سے بہترین بدلہ عطا فرمائے، اور حضرت مفتی صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے، آمین ثم آمین۔

تاریخ انسانیت کی بلا اختلاف شخصیت ☆

رائے پوری کی ایک قد آور شخصیت

سرزمین رائے پور مدت ہائے دراز سے علمی و روحانی شخصیت کا مرکز، اہل اللہ کا مسکن اور اہل دل کا مدفن رہا ہے، جن کی حرارت ایمانی اور تصوف وطریقت کی ضوء فشانیوں سے شرک وبدعات کی تاریکیاں چھٹتی رہی ہیں، اس مردم خیز اور پرضیا خطہ نے اپنی کوکھ سے نابغۂ روزگار شخصیات کو جنم دیا اور اپنی کوکھ میں بیشمار اہل دل کو پالا اور اپنے شکم میں نادر المثال شخصیات کو سمویا، جن پر دنیا ہمیشہ رشک کرتی رہی، جن کو دنیا روح وجسم کو مجلّٰی کرنے والی شخصیت قطب عالم حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ، بزرگ ساز شخصیت شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ انکے جانشین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اور مدارس ومکاتب کے بانی حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ کے ناموں سے واقف ہے، اس سرزمین نے ایک قد آور شخصیت استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ کو بھی ہزاروں صفات سے مالا مال فرمایا اور جن کی زندگی کے سارے احوال وصفات دنیا کیلئے نمونہ بنے رہے۔

مفتی صاحب ایک کامیاب انسان گر تھے

حضرت مفتی صاحبؒ ایثار وقناعت، محبت وانسیت غیر معمولی نظم وضبط اور شور واویلا کے ماحول میں ایک ساکت وصامت سمندر کی سی تھی، وہ لاجواب گفتار اور بے نظیر کردار کے مالک تھے اور اس خاموش شخصیت میں بلا کی جادوئی تاثیر اور علم وحکمت کے موتی بکھیر

☆ مولانا کبیرالدین فاران مظاہری ناظم مدرسہ قادریہ مسروالا، ہماچل پردیش۔

نے کا اثر تھا، جن کی صحبت میں جہالت کی تاریکی دور ہوتی اور غیر اسلامی ماحول کا تعفن ان کی روحانی عطر بیزیوں سے معطر ہوتا تھا، وہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی مسند تدریس کے پر وقار اور کامیاب مدرس تھے، جن کی درسگاہ بڑی کامیاب تھی، وہ غبی ذہن اور معمولی صلاحیت کے طلبہ کو اپنے سادے اور پرمغز طرز تکلم سے علم آشنا کر دیتے تھے اور ہر ذوق ومزاج کے طلبہ کو اپنے دلنشیں پیرائے انداز سے سیراب کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتے تھے، وہ ہر ذہن ومزاج کے طلبہ کی رعایت میں تکرار درس فرماتے تھے جس کی برکت سے طلبہ کو ان کے انداز بیان سے سیرابی حاصل ہوتی۔

مفتی صاحب سادگی پسند انسان تھے

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ کی زندگی میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پاسداری تھی اور ہر ادا میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء واتباع کی کوشش فرماتے، اس لئے ان کی ذات میں عفو ودرگزر، تحمل وبردباری، خوش اخلاقی اور اپنی جادوئی مسکراہٹ سے آنے والوں کا تعب، بے چین روح کو تسلی اور سیرابی عطا فرمادیتے تھے، ان کی چلت پھرت، پروقار شخصیت اور زندگی کی سادگی سے محسوس ہوتا تھا کہ یہ فرشتہ ہیں جو زمین پر اپنے نورانی پروں سے ڈھانکے ہوئے ہیں۔

مفتی صاحب میرے شفیق ومحسن تھے

حضرت مفتی صاحبؒ کی زندگی کا ہر شعبہ رسم ورواج سے دور تھا، وہ واقعہ کی اصل روح اور بنیادی مقصد پر اپنی توجہ مرکوز کرتے، اللہ نے انہیں خوف وخشیت، انابت وتواضع اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا، وہ شفقت ومروت کے بے تاج بادشاہ تھے، میرے محسن استاذ تھے، مظاہر علوم سہارنپور میں دوران طالب علمی میں ان کی خدمت میں حضوری اور خدمت کا بارہا شرف حاصل ہوتا، آنے والا ہر طالب علم سمجھتا کہ حضرت استاذ ہمارے

سب سے بڑے محسن اور مجھ سے سب سے زیادہ محبت فرماتے ہیں، حضرت مفتی صاحب کی ذات میں حد درجہ یکسانیت ویکسوئی تھی، وہ اختلاط، اختلاف اور انتشار کے ماحول سے بہت دور رہتے تھے، چنانچہ ایک زمانہ مظاہر علوم سہارنپور کے قیام کے بعد یکسوئی اور گوشہ نشینی اختیار کرنے کیلئے اپنے مادر وطن رائے پور اور اس کے بعد زمانہ کی مشہور روحانی خانقاہ ''رائے پور'' سے وابستہ ہوگئے اور رائے پور کی خانقاہ کے روحانی وارث بن کر تشنگان علوم ومعرفت اور خانقاہ رحیمی کے وابستگان کو فیض پہنچاتے رہے اور ان کی خوابیدہ روحوں کو بیدار کرتے رہے اور ایک باکمال شخصیت کے روپ میں خانقاہ رحیمی کے مالی اور گلشن رحیمی کے باغبانی کے فرائض نبھاتے رہے، بندہ جب کبھی حضرت استاذ گرامی کی خدمت میں علاقہ کے دینی احوال اور مدرسہ کی ترقی اور کاموں سے اطلاع کرتا تو حضرت خوش ہوتے۔

مدرسہ قادریہ مسروالا میں مفتی صاحب کی حاضری

ایک دفعہ بندہ کی درخواست پر ۲۷ر صفر ۱۴۲۱ھ بروز جمعرات اپنے رفقاء کیساتھ مدرسہ قادریہ مسروالا تشریف لائے، طلبہ اساتذہ اور علاقہ کے عوام کو اپنی تشریف آوری سے مستفیض فرمایا، نیز اپنے تأثرات کو رجسٹر معائنہ پر اس طرح ثبت فرمایا:

''مدرسہ قادریہ مسروالا (ہماچل پردیش) میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، خصوصی طور پر مدرسہ کی صفائی اور نظم ونسق کا معائنہ کر کے بہت ہی مسرت ہوئی، اللّٰہم زد فزد، یہ سب عزیز مولانا کبیر الدین فاران صاحب سلمہ ناظم مدرسہ ہٰذا کے نظم ونسق اور سلیقہ حسن کارکردگی کا مظہر ہے، حق تعالیٰ شانہ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور نظر بد سے اہل مدرسہ اور مدرسہ کی حفاظت فرمائے، آمین یارب العالمین''۔

مفتی صاحب واردین اور صادرین کو روحانی غذا پہنچاتے

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ ایک عرصہ تک صاحب فراش رہے، اس دوران وہ

واردین اور صادرین کو اپنی چشم بصارت سے سیراب فرماتے اور خود روحانی غذا سے اپنے جسم ناتواں کو قوت بہم پہنچاتے، کئی بار حاضری کی سعادت پر ان کے خادم خاص الحاج محترم عتیق احمد صاحب خصوصی رعایت فرما کر قریب تشریف لیجا کر میرا اسلام اور دعاؤں کی درخواست فرماتے، وہ گنگناتی آواز سے دعائے مستجاب سے سرفراز فرماتے، حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ کو اللہ نے محبوبیت ومقبولیت کی لازوال دولت سے مالا مال فرمایا تھا، وہ ہر طبقہ فکر کے ہر دل عزیز اور محبوب نظر تھے۔

بلاشبہ! تاریخ انسانیت کے وہ تنہا بزرگ اور بلا اختلافی شخصیت تھے، جو اپنے رب سے انعام پانے کے لئے ۲۶ر جمادی الاولی ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۳ر فروری ۲۰۱۸ء کو اپنے رب کی آغوش رحمت میں چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مفتی عبدالقیوم صاحبؒ ایک عظیم انسان تھے ☆

مفتی صاحب ولایت کے مقام پر فائز تھے

عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ان خدا رسیدہ، زاہدان باصفا، ربانی علماء میں سے تھے جن کے ایک ہاتھ میں جام شریعت رہا اور دوسرے ہاتھ میں جام طریقت رہا، انہوں نے مظاہر علوم سہارنپور میں تعلیم حاصل کی، اور اس کا حق ادا کیا، پھر اسی ادارہ سے تعلیمی وتدریسی طور پر وابستہ ہوئے اور اکابر مظاہر علوم کی صف میں کھڑے ہوگئے، تقویٰ، عقائد میں ہو یا عبادات میں، معاملات میں ہو یا اخلاقیات میں، انفرادی ہو یا اجتماعی زندگی میں آپ کا شیوہ اور وطیرہ رہا، ولایت کی شان ایمان اور تقویٰ ہے: "اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ، اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ" (۱) اور دوسری جگہ اہل تقویٰ کے لیے ولایت کی بشارت ہے، ارشاد ربانی ہے: "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوْا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَکُمْ فُرْقَانًا" کہ اے ایمان والو! تم اگر تقویٰ اختیار کروگے، اللہ تمہیں شان امتیازی عطا کرے گا۔

ولایت اتباع سنت سے حاصل ہوتی ہے

اور یہ محبوبیت وولایت اتباع سنت نبویؐ سے حاصل ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی بنا کر رہتی دنیا کے لیے بھیجا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو نمونہ کا طریقہ بتا کر اس کو اختیار کرنے کی دعوت دی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِمَنْ کَانَ یَرْجُوْ اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ

☆ مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی نائب مدیر پندرہ روزہ "تعمیر حیات" لکھنؤ۔ (۱) سورۂ یونس آیت ۶۳۔

اللّٰہَ کَثِیْرًا"۔(۱)

ترجمہ: تمہارے لیے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال، اس کیلئے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا۔

اتباع سنت اس کے لیے زیادہ آسان ہوتا ہے جو اللہ کا شوق رکھتا ہے اور آخرت پر اس کی نگاہ بھی رہتی ہے کہ وہ زندگی ہی اصل اور حقیقی زندگی ہے: "وَالآخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی" یہ چیز زندگی میں زہد، قناعت اور استغناء کی صفات پیدا کرتی ہے، اور ان سب چیزوں کے لیے کثرت ذکر معاون ہوتا ہے، اور ذکر کے ساتھ کثرت کا لفظ قرآن مجید نے استعمال کیا ہے: "وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْراً وَّالذَّاکِرَاتِ" (۲) ہمارے مشائخ طریقت نے طاعت میں لگانے اور معصیت سے دور کرنے کا طریقہ کثرت ذکر کو اسی قرآنی تعبیر کی روشنی میں اختیار کیا، اور سنت کی اتباع وہ عظیم عمل ہے جس سے زندگی کے اعمال میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور روحانیت کو طاقت ملتی ہے اور اعمال میں صالحیت پیدا ہوتی ہے، اور ایسا شخص مخلوق خدا میں بھی محبوبیت کی جگہ پالیتا ہے، ارشاد ربانی ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا"۔

اتباع سنت سے ہی اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے

اللہ رحمٰن ورحیم یہ محبت ومقبولیت جن لوگوں میں رکھ دیتا ہے، وہ اس محبت کا اثر ہوتا ہے جو اللہ کو اپنے اس بندے سے ہوتی، جس کے لیے قرآن کریم کے الفاظ ہیں: "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَحِیْمٌ" (۳) اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کامیابی کی ضمانت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا" (۴) اور وہ اہل ایمان جنہیں فلاح کی بشارت دی گئی ہے، اور ان اہل ایمان کی ان مخصوص صفات کو بھی ذکر کیا

(۱) سورۂ ممتحنہ آیت ۶۔ (۲) سورۂ احزاب آیت ۳۵۔ (۳) سورۂ آل عمران آیت ۳۱ (۴) سورۂ احزاب ۷۱۔

گیا ہے، جن کے اختیار کرنے سے یہ کامیابی حاصل ہوتی ہے، ارشاد ربانی ہے: ”قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ، الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ، وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ، وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُوْنَ، وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ، اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ“۔(۱)

اور وہ لوگ جو اللہ رب العالمین کے فیصلوں اور مشیت کو پیش نظر رکھتے ہیں اور سچے دل سے اسے پروردگار مان کر زندگی گزارتے ہیں، اور پائے ثبات میں لغزش نہیں آنے دیتے، ان کے لیے الگ بشارت ہے: ”اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ، نَحْنُ اَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ“۔(۲)

ترجمہ: تحقیق جنھوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے، ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو، اور نہ غم کرو، اور خوش خبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا، ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں، اور تمہارے لیے وہاں ہے جو چاہے دل تمہارا اور تمہارے لیے وہاں ہے جو کچھ مانگو۔

مفتی صاحب کی زندگی اخفائے حال سے عبارت تھی

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری نوراللہ مرقدہ کی زندگی میں اخفائے حال، انکار ذات اور استغناء کی خصوصیت شروع سے تادم حال قائم ودائم رہی، اور وہ ان رجال اللہ میں سے تھے جو ہر حال میں اپنے رب سے لَو لگائے رہتے ہیں، گوکہ ایسے لوگ کم ہوتے ہیں لیکن ایسے چند ہی لوگ وہ وزن رکھتے ہیں جو دوسرے نہیں رکھتے، ان کا مزاج شروع سے اختلافات اور نزاعات سے دور رہنے کا رہا ہے، اور جب مظاہر علوم

(۱) سورۂ مؤمنون آیت ۱-۶)   (۲) سورہ حم سجدہ آیت ۳۰-۳۱)

سہارنپور میں کچھ اختلافات کی بات پیدا ہوئی تو خاموشی سے انہوں نے اپنی وہاں کی مشغولیت سے علیحدگی اختیار کرلی، اور اپنے کو خانقاہ رائے پور میں مشغول کرلیا، خانقاہ رائے پور سے ان کا نام ایسا جڑا اور نسبت رائے پور سے ایسی جڑی کہ ایک کا تصور دوسرے کے لئے لازم ملزوم سا ہوگیا۔

خانقاہ کا نظم ونسق مفتی صاحب کے سپرد ہوا

شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے جانشین ان کے شیخ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ ہوئے؛ لیکن وہ اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے پاکستان میں وفات پاجانے اور وہیں مدفون ہوجانے کے بعد خود بھی وہیں کے ہوکر رہ گئے، البتہ رائے پور آنے اور ٹھہرنے کا سلسلہ قائم رکھا، اور طالبین سلوک ومعرفت کو دونوں جگہوں سے فیضیاب کرتے رہے؛ لیکن رائے پور میں ان کی مدت اقامت تھوڑی ہی رہ سکتی تھی، خانقاہ رائے پور میں مستقل نظم ونسق کی ذمہ داری اور ارشاد وتربیت کا کام حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری نوراللہ مرقدہ کے سپرد ہوا اور انہوں نے پوری طرح یہاں طرحِ اقامت ڈال کر خانقاہ کو آباد کیا، اور حضرت مفتی صاحب کی محبوبیت ومقبولیت میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا، اور اللہ کا نام سیکھنے کے لئے اور دین کو سمجھنے کے لئے اور اپنی زندگیوں میں اتارنے کے لیے لوگ ان کی خدمت میں آتے رہے، اور ان کی صحبت بابرکت سے فیض پاتے رہے۔

مفتی صاحب سب کا خیال رکھتے تھے

بڑے مشائخ اور علمائے وقت بھی شہری تمدن اور مغربی اثرات سے خالی اس مقام پر آکر کچھ وقت گزارنا چاہتے، جیسے کہ پہلے بزرگوں میں حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی

بانی جماعت تبلیغ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کا معمول تھا، بعد میں دوسرے اکابر مشائخ وعلماء نے بھی یہ تعلق قائم رکھا اور سلسلہ رائے پور سے وابستہ لوگ بھی اس کے لیے سفر کرتے رہے اور بعض مشائخ اپنے مریدوں کو بھی رائے پور بھیجنے کا انتظام کرتے اور حضرت مفتی صاحبؒ سب کا ان کے مقام ومرتبہ کا خیال کرتے ہوئے خیال فرماتے۔

مفتی صاحبؒ کو حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ سے خاص مناسبت تھی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ جو کہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے ان بڑے خلفاء میں تھے، جن کی حیثیت ان کے حلقۂ ارادت میں سرپرست کی سی تھی، چنانچہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نوراللہ مرقدہ کو ہمیشہ ان سے خاص مناسبت رہی، اور اس مناسبت وتعلق کے نتیجہ میں وہ رائے بریلی اور لکھنؤ کا بھی سفر کرتے اور حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ کے پاس کچھ وقت گزارتے اور رائے پور کی دعوت بھی دیتے۔

راقم الحروف کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نوراللہ مرقدہ کی موجودگی میں رائے پور حاضری کی توفیق ہوئی تو وہ منظر دیکھا کہ حضرت مفتی صاحبؒ اور حضرات رائے پور کے لیے وہ خوشی اور مسرت کا مقام تھا جیسے عید کا سماں ہو۔

اللہ جزائے خیر عطا فرمائے

اللہ تعالیٰ مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی اور مولوی حمیداللہ قاسمی کبیر نگری کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نوراللہ مرقدہ کے متعلق ''نقوش اسلام'' کا خصوصی شمارہ نکال کر خراج عقیدت پیش کیا ہے، خاص طور سے ان حالات میں جب کی مادیت کا دور دورہ ہے اور اسلامیت ومغربیت کی سخت کشمکش ہے، اس معرکۂ مادیت وروحانیت میں انہیں اصحاب اخلاص واستقامت کی فتح ہوتی ہے، جو پائے

ثبات میں لغزش نہیں آنے دیتے، امید ہے کہ اُس بابرکت اور بافیض شخصیت کے تمام گوشوں کو اجاگر کیا جائے گا اور ان کی خدمات جلیلہ سے رسالہ کو زینت بخشی جائے گی، مزید برآں مرکزی تربیت وارشاد خانقاہ رائے پور کا تعارف بھی ہوگا، جہاں سے حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ نے خلق خدا کو وسیع پیمانہ پر قلب کی صفائی، نفس کے تزکیہ اور تعلق مع اللہ کا راستہ بتایا تھا۔

مفتی صاحب بھرکم شخصیت کے مالک تھے

بہرحال مفتی عبدالقیوم صاحب ایک بھاری بھرکم شخصیت کے مالک تھے، ان کے در پر ہر شخص آنے کی سعادت سمجھتا تھا، مسلمان ہی نہیں بلکہ برادران وطن کا ایک اچھا خاصہ طبقہ حضرت سے جڑا ہوا تھا، جو وقتاً فوقتاً خانقاہ رائے پور میں حاضر ہوتا اور دعاؤں کی درخواست کرتا۔

خانقاہ رائے پور اور اس کی مسند نشینی ☆

خانقاہ رائپور نے امت مسلمہ کی بےلوث خدمات انجام دی

ہندوستان کی تاریخ میں ہمارے بزرگوں کے بڑے اہم اور نہایت ہی مبارک کارنامے رہے ہیں، ملک کو سنوار نے اور قوم کی اصلاح وتربیت ان بزرگوں کی زندگیوں کا لازمی حصہ رہا ہے، اور انہی بزرگوں کی روشن وتابناک خدمات کی وجہ سے ہندوستان ہندوستان کہلاتا ہے، اور اسی سے متاثر ہوکر علامہ اقبالؒ نے اس ملک کو گلستاں کہا تھا، ہمارے بزرگوں کی خدمات قابل قدر، قابل رشک اور درس عبرت کے لائق بھی ہیں، ملت کی خدمات ہندوستان میں ہمارے اکابرین نے مختلف طریقوں سے انجام دیں، مدارس ومکاتب کا قیام عصری علوم میں یونیورسٹیوں اور کالجوں کا نظام ہے، جبکہ تزکیۂ نفس اصلاح وتربیت کیلئے خانقاہوں کا قیام ہے، ہندوستان میں خصوصاً اس دوآبہ کے علاقہ سہارنپور میں خانقاہوں نے جو عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں، وہ کسی دوسرے ملک کی خانقاہوں سے نہیں ملتے اور خصوصاً خانقاہ رائے پور جو محتاج تعارف نہیں، جس نے روز اول سے امت مسلمہ کی بےلوث خدمات انجام دی، اصلاح وتربیت اور دعوت حق کا جو عظیم کارنامہ اس خانقاہ رائے پور نے انجام دیا، اس کی مثال ہندوستان کی دوسری خانقاہوں سے نہیں ملتی۔

اب خانقاہ رائے پور سونی سی ہوگئی

قطب عالم حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالرحیمؒ اوران کے خادم خاص اورتربیت یافتہ

☆مولانا ڈاکٹر عبدالمالک مغیثی مہتمم جامعہ رحمت گھگرولی، سہارنپور

عظیم بزرگ حضرت الحاج شاہ مولانا عبدالقادر رائے پوری سے لیکر حضرت مفتی عبدالقیوم رائے پوریؒ تک جو حال ہی میں آنکھوں کو اشکبار کر کے اور لاکھوں فرزندان توحید کو مئے وحدت پلاکر اور سنت وشریعت کا متبع بنا کر، نور کا پیکر، امت کو داغ مفارقت دیکر اپنی زندگی کا صلہ پانے کیلئے اپنے رب حقیقی کے پاس جاپہنچے، اب لاکھوں عقیدت منداور خانقاہ رائے پور کے چاہنے والوں کے دل غم زدہ اور آنکھیں نم ہوگئیں کہ اب خانقاہ رحیمی سونی ہو گئی، اب خانقاہ رائے پور کا کیا ہوگا۔

الحاج عتیق احمد صاحب کی جانشینی کا اعلان

اسی کے تناظر میں حضرت والد ماجد نمونۂ اسلاف عاشق ملت شاہ مولانا حکیم محمد عبداللہ مغیثی قومی صدر آل انڈیا ملی کونسل خلیفہ اجل حضرت مولانا سید علی میاں ندویؒ ۲۹؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶؍فروری ۲۰۱۸ء بروز جمعہ خانقاہ رائے پور تشریف لے گئے اور خانقاہ رائے پور کے حوالہ سے طویل خطاب فرمایا اور خانقاہ رحیمی کے متولی حضرت الحاج عتیق احمد صاحب کی جانشینی کا اعلان فرمایا، ناچیز نے اس کو مرتب کر کے جمع فرمایا ہے تاکہ اس کا افادہ عام ہوجائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کی کیفیت

محترم بزرگوں اور دوستو! دنیا میں سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۶۳؍سال کی عمر پاکر وفات پا گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تمام صحابہ میں کہرام مچ گیا، پورے عالم میں کہرام مچ گیا، پوری دنیا میں ایک ہنگامہ اور شور برپا ہوگیا، صحابہ میں ۸۰؍فیصد ایسے صحابہ تھے، جن کو یقین بھی نہیں ہورہا تھا کہ اللہ کے نبی بھی دنیا کو چھوڑ کر چلے جائیں گے، کسی کو یقین نہیں ہورہا تھا، اس پورے منظر کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ پر تلوار سونت کر کھڑے ہوگئے اور للکارا، ان کی آواز

بھاری تھی، حضرت عباس اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی آواز دو ڈھائی میل دور تک جاتی تھی، اللہ نے ان کو آواز کے ساتھ ساتھ صحت بھی دی تھی، حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا! اے لوگوں سن لو، اگر کسی کی زبان سے یہ نکل گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو میری تلوار ہوگی اور اس کی گردن، میں کسی کو بخشوں گا نہیں، اور چھوڑونگا نہیں، نہ مجھے اس پر یقین آرہا ہے اور نہ مجھے اس پر بھروسہ ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت

یہ پورا منظر دیکھنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ آگے بڑھے، حضرت عمر فاروقؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اے عمر! سن لو، یہ سنبھلنے کا وقت ہے، میں سنبھلا ہوا ہوں، میرے ساتھ تم بھی جڑ جاؤ، دونوں ملکر اس امت کو سنبھالیں گے، جس امت کو ابھی صبر نہیں آرہا ہے، جن کے دلوں پر قیامت کا پہاڑ ٹوٹ گیا، اور آخری نبی اللہ کو پیارے ہو گئے، اور سنبھلو، اگر نہیں سنبھلو گے تو ہم دونوں ملکر اس امت کو نہیں سنبھال سکیں گے، حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا، کیا آپ سنبھلے ہوئے ہیں؟ فرمایا ہاں میں سنبھلا ہوا ہوں، اور سن لو میری بات "أَيُنقَصُ الدِّينُ وَأَنَا حَيٌّ" اللہ کے نبی دنیا سے رخصت ہو گئے، تشریف لے گئے، لیکن "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" دنیا میں جو بھی نبی آیا، اللہ کو پیارا ہو گیا، جیسے پہلے رسول گئے ہیں، ایسے ہی اللہ کے رسول بھی دنیا سے تشریف لے گئے" أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ" (۱) لیکن اللہ کا دین زندہ ہے، اللہ کے نبی جو دین لیکر آئے تھے وہ قیامت تک زندہ رہے گا، اور اس پر عمل کرنا ہی سچی محبت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قابو میں آنا

جب یہ جملے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ادا کئے تو حضرت عمر فاروق کو کچھ ہوش آیا، فرمایا، لوگوں دل تو نہیں مانتا؛ لیکن اسلام کا اور اللہ کا بنایا ہوا عقیدہ ہے، جس کو آنا ہے اس کو جانا

(۱) سورۂ آل عمران آیت ۱۴۴

بھی ہے اور لو مجھے یقین آگیا، اور جب مجھے یقین آگیا تو سب کو یقین آجانا چاہئے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کا جانشین بنا دیا گیا

بھائیو! یہ وہ بنیاد تھی، عزم کی، ارادہ کی، پختگی کی، اسلام کے عقیدہ کی، اللہ پر بھروسہ کی، جس بنیاد کے اوپر تمام صحابہؓ نے، پورے مجمع نے، پوری امت جو اس وقت موجود تھی انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور پاک کا جانشین بنایا کہ جس میں اتنا حوصلہ ہوگا، جس میں اتنی ہمت ہوگی، وہی یقیناً اللہ کے نبی کا سچا جانشین بن سکتا ہے، وہی امت کو سنبھال سکتا ہے، وہی امت کی خدمت کر سکتا ہے، جس میں یہ صفات ہونگی، یقیناً وہی سچا جانشین ہوگا، سب نے لبیک کہا اور ابوبکر صدیقؓ جانشین بن گئے۔

مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کے انتقال کا منظر

یہ منظر میں نے ایک مرتبہ اور دیکھا، مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کا وصال ہوا، دیوبند میں بے تحاشہ مجمع تھا، اور اس مجمع کے اندر حضرت قاری محمد طیب صاحب کہ جب دارالعلوم دیوبند میں جلسہ ہوا، کئی ہزار کا مجمع تھا، مولانا حفظ الرحمان صاحب کا نمبر آیا تو رو پڑے، ایک لفظ نہیں بول سکے، تو بیٹھ گئے، مفتی حبیب الرحمان صاحب کا نمبر آیا، رو پڑے کچھ بھی نہ کہہ سکے، بیٹھ گئے، کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ دو لفظ ہی بولے، آخر میں قاری محمد طیب صاحبؒ کا نمبر آیا تو قاری طیبؒ نے یہی واقعہ بیان کیا اور اس کے بعد مولانا اسعد مدنیؒ کو ایک سو بارہ خلفاء حضرات نے حضرت مدنی کا جانشین بنا دیا، مولانا اسعد مدنی صاحب کے یہی الفاظ تھے کہ حضرت مدنیؒ آئے تھے اور اللہ کے دین کی خدمت کر کے چلے گئے، اے لوگوں اگر حضرت مدنی سے سچی محبت ہے، تو ان کے مشن کو زندہ رکھنے کی کوشش کرو، یہی سچی محبت ہے، ہمت ہارنے کی ضرورت نہیں ہے، انہوں نے بھی اس وقت یہی بات کہی تھی۔

الحاج عتیق احمد صاحب ہمت اور حوصلہ سے کام لیں

میرے دوستو! آج میں الحاج عتیق احمد صاحب سے بھی کہہ رہا ہوں، حوصلہ سے ہمت سے کام لو، یہ آنے والا پورا ہندوستان، پورا ملک پورا علاقہ آرہا ہے، آپ بھی اپنی ہمت اور جرأت کے ساتھ قائم رہیں، پورے مجمع کے اندر آج میں الحاج عتیق احمد صاحب کے لئے اعلان کرتا ہوں کہ یہ میرے خلیفہ بھی ہیں، میں نے بھی ان کو اجازت دی ہے، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ رائے پوری نے اجازت دی تھی اور یہ دیکھو نظام قدرت کہ اتنی لمبی عمر میں اور اتنی لمبی بیماری میں ایک دن بھی ذکر وفکر نہیں آیا کہ مفتی عبدالقیوم صاحبؒ کا سچا جانشین کون ہوگا، لیکن یہ جمعہ چھوڑ کر پچھلے جمعہ کو پندرہ دن ہو گئے، وہی محبین مخلصین اور علاقہ کے لوگوں نے اور سب نے حضرتؒ کی حیات کے اندر ہی منشی عتیق احمد صاحب کو ان کا جانشین بنا دیا تھا، سارے مجمع کی آواز تھی، سارے علاقہ کی آواز تھی اور آج میں سارے مجمع کے سامنے حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ جو ایک فرشتہ صفت انسان تھے، مادر زاد ولی تھے، میرا ان کا ساتھ تقریباً ۶۰ رسال رہا، کبھی ان کو مظاہر علوم کی شوریٰ میں بولتے ہوئے نہیں سنا گیا کہ جو بزرگوں نے فیصلہ کر دیا، شاہ عبدالعزیز صاحبؒ یہاں تشریف لائے، جو شاہ صاحب فیصلہ کریں ''آمنا وصدقنا'' ہمیشہ ان کی زندگی یہی رہی، لیکن مرنا سب کو ہے۔

آج سے شاہ عتیق احمد خطاب رہے گا

میرے عزیزو! ہم سب کو مرنا ہے، حضرت مفتی صاحبؒ کو بھی جانا تھا، اللہ نے وقت مقررہ پر ان کو بلالیا، اور وہ چلے گئے، آج سے منشی عتیق احمد صاحب کا خطاب ''شاہ عتیق'' رہے گا، کوئی منشی نہ کہے گا، آج سے شاہ عتیق صاحب کہے گا انشاء اللہ العظیم، اس جگہ پر جو جلوہ نشین ہوتا ہے وہ ''حضرت'' ہوتا ہے، بزرگ ہوتا ہے، اس لئے بھائیو! یاد رکھو! باپ

کا جانشین وہ بنتا ہے، جو باپ کی خدمت کرے، جانشین وہ بنتا ہے جو صحیح طور پر امت کی خدمت کرے، جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ ''سید القوم خادمہم'' قوم کا، امت کا سردار ان کا خادم ہوا کرتا ہے۔

مسند پر بیٹھنے سے نام تبدیل ہو جاتا ہے

دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص کسی مسند پر بیٹھتا ہے تو مسند کے اعتبار سے اس کو پکارا جاتا ہے، جس طرح ہمارے یہاں دارالعلوم اور مظاہر علوم کے اندر ''شیخ الحدیث'' کا لقب ہوتا ہے، جب تک استاد رہتا ہے، تو نام کے ساتھ پکارا جاتا ہے اور جب بخاری شریف پڑھانے لگتے ہیں تو ''شیخ الحدیث'' کا نام خود بخود اس کی ذات سے جڑ جاتا ہے، آپ کو معلوم ہوگا کہ دارالعلوم دیوبند میں تقریباً ۱۲ رشیخ الحدیث گزر چکے؛ لیکن جو بھی اس جگہ پر آتا ہے، یہی خطاب ہوتا ہے، مظاہر علوم میں بخاری پڑھانے کیلئے جو بھی آئے گا، اس کا نام خواہ کچھ بھی ہو؛ لیکن شیخ الحدیث کا خطاب ہوگا، اور ایسے ہی چھوٹے سے لیکر بڑے مدرسہ تک، چاہے مدرسہ چار بچوں کا ہو، یا چار ہزار کا ہو، سب کا ایک ہی خطاب مہتمم ہوگا۔

مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب کے جنازہ کا منظر

یہ خانقاہ جو ہے، یہاں شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کو تو میں نے دیکھا نہیں، اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب بیل تانگے میں رکھ کر جنازہ چلا ہے اور دفنانے کے لئے تشریف لا رہے تھے، شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ پیچھے پیچھے اور سارا مجمع پورا علاقہ، وہاں سے رونا شروع ہوا، خاص طور سے شاہ عبدالقادر صاحبؒ، اور یہاں تک رونا بند نہیں ہوا۔

اکابرین نے مجھے اجراڑہ بھیجا تھا

شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کو تو میں نے دیکھا نہیں لیکن شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی خدمت

کی ہے، میرے گھر میں تقریباً ۱۷ رمرتبہ تشریف لائے، اس خانقاہ میں ان کے ہاتھ پیر بھی دبائے، اور آج ۵۶ رسال ہو گئے، جب دارالعلوم کے سارے اساتذہ نے فیصلہ کیا کہ آپ کو اجراڑہ جانا ہے، حضرت حافظ حسین صاحب جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ۱۷ رسال تک سامع قرآن تھے، انہوں نے کہا کہ آپ کو اجراڑہ جانا ہے، تو میں نے کہا کہ میں جاؤنگا؛ لیکن میں اپنے پیر حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ سے پوچھے بغیر نہیں جاؤنگا، خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے اجازت چاہی، حضرت نے فرمایا ’’کارِ خیر حاضر است استخارہ نیست‘‘ وہ ہمارے بزرگوں کی جگہ ہے، آج سے نہیں سوا سو سال سے، بلا استخارہ میری طرف سے حکم ہے وہیں چلے جاؤ، وہ دن ہے اور آج کا دن ہے، میں نے حضرت کی نافرمانی نہیں کی۔

جانشین وہ بنتا ہے جو خدمت کرتا ہے

یہ شاہ عتیق احمد صاحب بھی یہی کہتے ہیں کہ میں نہیں یہاں بیٹھوں گا، انہیں حق نہیں، اتنی خدمت کرنے کے بعد میرے بھائیو! جانشین وہ بنتا ہے جو خدمت کرتا ہے، ساری زندگی اپنے ہاتھ سے جو خدمت انجام دی ہے، اللہ رب العزت نے اپنی طرف سے شاہ عتیق احمد صاحب کو آج وہ درجہ دیا ہے، شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کا زمانہ میں نے دیکھا ہے، میں نے وہ بھی دیکھا کہ جب صوفی برکت حضرت مدنی کے پیر دبایا کرتے تھے، تو حضرت مدنی نے فرمایا کہ کہاں سے ایسا خادم چھانٹ کر لائے ہو کہ جس کے پیر دبانے سے بڑا آرام پہنچتا ہے، فرمایا حضرت! یہ لودی پور کا ہے، یہ آپ کا ہی خادم ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب کا آخری سفر

تو بھائیو! شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو جس دن یہاں سے گاڑی میں بٹھایا گیا میں اس دن بھی موجود تھا، سہارنپور سے جب ٹرین سے شاہ نواز لیکر روانہ ہوئے، میں جب بھی

موجود تھا، اور حضرت مولانا علی میاں اور شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہم، یہ حضرات جب تدفین کرنے کے بعد لوٹے ہیں، تب بھی میری ان سے ملاقات ہوئی، شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی آخری نماز بھی دیکھی، جب حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے مزار پر ڈھائی گھنٹے تک کرسی بچھی رہی، داہنی طرف مولانا زکریا صاحب بیٹھے تھے اور بائیں طرف مولانا علی میاں ندویؒ تھے اور ہندوستان کے سارے علماء یہیں موجود تھے، مفتی محمود گنگوہیؒ، مفتی مظفر حسین صاحبؒ اور جتنے بھی بزرگ دارالعلوم اور مظاہر علوم کے تھے، سب یہاں موجود تھے، جب بھی چارپائی اٹھاتے تھے، کرسی اٹھانے کا ارادہ کرتے تھے، بس یوں دیکھتے تھے، شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ ابھی اجازت نہیں، ڈھائی گھنٹے کے بعد شیخ نے فرمایا اب اجازت ہے، اٹھالو کرسی، لے کر آم کے پیڑ کے نیچے پہنچے، جس میں شاہجہاں پوریؒ بھی تھے، تو حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو بلایا، کان میں کچھ کہا، شیخ نے اعلان کیا کہ حضرت یہ فرما رہے ہیں میرے کان میں کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نواسے ہیں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے، جو ان کے نانا کی امانت تھی وہ امانت آج میں ان کے حوالے کر رہا ہوں، وہ منظر بھی میں نے دیکھا، اس خانقاہ کے مناظر دیکھنے والے سارے کے سارے میرے خیال میں شاید مشکل سے اب کوئی رہا ہو، اللہ نے مجھے یہ توفیق دی، اس کا یہ فضل کرم ہوا ہے۔

ہماری مسجد کی بنیاد شاہ عبدالعزیز صاحب نے رکھی

میرے بھائیو! میں نے شاہ عبدالعزیز صاحب کا زمانہ بھی دیکھا، خدمت بھی کی اور میں نے حضرت سے بھی درخواست کی کہ حضرت ہمارے گاؤں میں ایک ہی مسجد ہے، جو ہمارا احاطہ ہے، اس میں مسجد نہیں ہے، ہمیں دور پڑتی ہے، فرمایا عبداللہ! جب تک خود نہ دیکھوں گا اس وقت تک مسجد کی بنیاد نہیں رکھونگا، حضرت اس وقت چلتے پھرتے تھے،

تندرست تھے، چنانچہ مسجد کا چکر کاٹا، گاؤں کا، گلی کا اور دیکھنے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اس احاطہ میں مسجد بنانا جائز ہے، مسجد کا فاصلہ دور ہے، اینٹ رکھی آج اس مسجد کا نام عزیز المساجد ہے۔

جس کا مقدر ہوتا ہے وہی جانشین بنتا ہے

میرے بھائیو! شاہ عبدالعزیز صاحب کا زمانہ آیا اور ان کے بعد ان کے بیٹے شاہ سعید احمد صاحب نے خدمت انجام دی، اور بہت کچھ فیض ان کی ذات سے پہنچا، اور اسکے بعد اللہ تعالی نے قدرتی طور پر حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ کو جو مظاہر علوم میں پڑھاتے تھے، ان کو وہاں سے بلا کر کہا کہ اب یہاں بیٹھو، یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے، اس خانقاہ کا انتخاب یاد رکھئے منجانب اللہ ہوتا ہے، اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے، اس لئے ایک بات تو میری یہ ہے کہ پورا علاقہ، پورا ہندوستان جو اس خانقاہ کے ماننے والے ہیں، صحیح طور پر دین کے ماننے والے، اللہ کی ماننے والے ہیں، اللہ کے نبی کو ماننے والے ہیں، قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے ہیں، میرے بھائیو! دارالعلوم دیوبند کہا جاتا ہے کہ ہمارا سب کا مرکز وہی ہے، ہماری بنیاد دارالعلوم اور مظاہر علوم ہیں، لیکن عجیب بات آج آپ سے بتاتا ہوں جو میرے تجربہ کی ہے، پورے عالم کے اندر رائے پور کو دارالعلوم نہیں کہا جاتا، اس کو ہمیشہ خانقاہ رائے پور کہا جاتا ہے، مجدد الف ثانی موجود ہیں، لیکن خانقاہ مجدد الف ثانی نہیں کہا جاتا، بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ سرہند شریف چلو؛ لیکن یہاں کہا جاتا ہے کہ خانقاہ رائے پور چلو، تو اس کا انتخاب منجانب اللہ، اللہ ہی کی جانب سے ہے، آپ حضرات صبر سے کام لیں، ہمت سے کام لیں، اللہ کے دستور کے مطابق حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب انتقال فرما چکے ہیں، اللہ کی ذات سے امید ہے کہ مفتی صاحب اپنی قبر کے اندر آرام سے ہوں گے، فیصلہ تو اللہ ہی جانتا ہے، آج اللہ کا شکر ہے کہ حضرت

گنگوہیؒ کے حکم سے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کا لگایا ہوا پودا ہرا بھرا ہے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے چار خادم منتخب کئے تھے، جمعہ کے روز چاروں سے فرمایا آجاؤ میرے قریب، شیخ الہندؒ سے فرمایا دارالعلوم میں چلے جاؤ، مولانا خلیل احمد صاحب سے فرمایا مظاہر علوم چلے جاؤ، اور حضرت مدنیؒ سے فرمایا مدینہ چلے جاؤ، اور شاہ عبدالرحیم صاحب سے فرمایا رائے پور چلے جاؤ، جب میں بلاؤنگا تو آجانا۔

جانشینی اور خلافت کے صحیح معنی

بھائیو! شاہ عبدالرحیم صاحب پھر ان کے بعد شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ دوسرے خلیفہ اور جانشین ہوئے، جانشین اور خلیفہ کیا ہوتا ہے؟ کیا کوئی بڑی بات ہے، نہیں! اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا، ان کے دلوں کو جیتنا اور آنیوالوں کی خدمت کرنا یہ ہے صحیح معنی میں جانشینی اور خلافت، جو بھی خدمت انجام دے گا وہی خلیفہ اور جانشین بنے گا، جیسے حضرت ابوبکر صدیق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غار ثور میں خدمت کی، اس خدمت کا ان کو صلہ ملا اور وہ اسلام کے خلیفۂ اول ہوئے۔

خانقاہ رائے پور کی خصوصیت

اب ماشاللہ اس خانقاہ کے بارے میں یہ بات ہے (جناب شاہ عتیق احمد صاحب، ان کی خوبیاں کیا ہیں یہ تو اللہ ہی جانے) لیکن سارے علاقہ کی یہ آواز ہے کہ خانقاہ رائے پور میں کسی وقت بھی کوئی بھی مہمان آجائے تو وہ ایک ٹانگ پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور پوری خدمت انجام دیتے ہیں، اسی طرح کی خدمت خلق اور خدمت پیر کرنے کا نام جانشینی ہے، اور شاہ عتیق احمد نے پورے طریقہ سے اس خانقاہ کی خدمت انجام دی ہے اللہ تعالی اس خانقاہ کو قیامت تک اسی طرح جاری رکھے، اس کے چاہنے والے چپہ چپہ پر پڑے ہیں، پورے عالم میں پڑے ہیں، بھائی عطاؤالرحمن صاحب سے میری دوستی تھی، بے تکلفی تھی تو

ایک دن مغرب کے وقت افطاری کیلئے مولانا سبحان صاحب کی جگہ عطاؤالرحمٰن صاحب کھڑے ہوئے تھے، جو مولانا کے دیوانے تھے، عاشق تھے، اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب، راؤ عبدالحمید صاحب یہ سب حضرت کے دیوانے تھے، میں نے ان کو اپنی آنکھوں سے ٹفن دان لاتے دیکھا، یہ رائے پور قربان ہے اس خانقاہ پر، سارے عالم میں اس خانقاہ کی نسبت سے گایا گیا، جانا گیا اور یہاں خانقاہ کی خدمت کرنے میں رائے پور والوں نے کبھی بھی زندگی میں کمی نہیں چھوڑی، تو اللہ کے فضل سے ہمت اور حوصلہ سے کام لو، اور شاہ عتیق احمد سے بھی میری یہی بات ہے کہ وہ جو خدمت انجام دے رہے ہیں، اللہ ان سے اور خدمت انجام لے، ان کو قبول فرمائے، اللہ تعالی ان بزرگوں کو جو اس خانقاہ میں رہ کر چلے گئے، اللہ ان کو اعلی مراتب نصیب فرمائے، اور جو موجود ہیں اللہ ان سے مخلوق کی خدمت انجام لے اور آنے والے لوگوں کی خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرمائے، اللہ اپنے فضل سے اس کو قبول فرمائے۔

مفتی صاحب کی نماز جنازہ شاہ عتیق صاحبؒ نے ہی پڑھائی

بھائیو اور دوستو! رہی نمازِ جنازہ کی بات، تو میں دروازہ پر پہنچ چکا تھا اور شاہ عتیق احمد صاحب نے بھی انتظار کی حد کر دی، لیکن بھیڑ اتنی تھی کہ مسجد میں اندر نہ آ سکا، اور اللہ کو بھی قدرتاً یہ منظور تھا کہ عبداللہ تجھے محبت تو بہت ہے خانقاہ رائے پور سے لیکن نمازِ جنازہ تو سچا جانشین جناب شاہ عتیق احمد ہی پڑھائیگا، اللہ کے فیصلہ کو کوئی ٹال نہیں سکتا، یہی چند کلمات ہیں، ہماری اور آپ کی پیاری محبت جو خانقاہ سے ہے، وہ اسی طرح قائم رہنی چاہئے اور شاہ عتیق احمد صاحب کی جانب سے وہی خدمت جوں کی توں باقی رہے گی، انشاء اللہ۔

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری☆

موت ایک حقیقت ہے

آسمان علم وفن سے ستاروں کے ٹوٹنے کا سلسلہ جاری ہے، یعنی محرومیوں کے گھنگھور بادل شباب پر ہیں، سسکتی، کراہتی اور آنسو بہاتی انسانیت کو ابھی کچھ اور آنسو بہانے مقدر ہیں: "كل نفس ذائقة الموت" جو ایک اٹل صداقت اور سچائی ہے، مگر نیک لوگ اس سچائی کے اثبات میں خود ہی دلیل بن کر گمراہوں کو راہ راست پر آنے کا ایک موقع اور دے گئے۔

غموں اور ویرانیوں کی حکمرانی

کیا بتایا جائے کہ اس وقت ملت ظلم وتعدی کی کس چکی میں پس رہی ہے، امت اخلاقی پستی کے کس غار میں لڑھک چکی ہے اور ہمارا سواد اعظم ہے کہ ہم سے رخ موڑ کر اور ہم سے اپنا رشتہ توڑ کر جان جہاں سے گزرنے میں عافیت محسوس کرتا ہے، عجیب بات ہے بستیاں اجڑتی جا رہی ہیں، قبرستان آباد ہوتے جا رہے ہیں، بستیوں میں ویرانیوں کی حکمرانی نظر آتی ہے، جب کہ قبرستانوں میں طمانینت قلبی کا احساس ہوتا ہے، فلک بوس عمارتوں کے سایہ میں نحوست ٹپکتی ہے اور قبرستان کے درختوں کی چھاؤں راحت بخشتی ہے، شہروں کی مٹی آلودہ ہے تو وہاں کی مٹی صاف وشفاف فالودہ، انسانوں کی بستیوں سے انسانیت عنقا ہوتی جا رہی ہے، حیوانوں نے انسانوں کی جگہ لے لی ہے، حیوانوں کی درندگی کو انسانوں نے اپنا لیا ہے، جبھی تو پے در پے ایسے صدمات وحادثات کے باوجود

☆ مولانا ناصرالدین مظاہری مدیر ماہنامہ ''آئینہ مظاہر علوم'' سہارنپور۔

جس کوہوش کے ناخن لینے چاہئیں وہ اپنی حماقتوں کے مظاہرے کرتا اوران ہی کواپنی دانائی تصور کرتا ہے، زخم پر چوٹ لگ جائے تو مریض چیخ پڑتا ہے؛ لیکن یہ کیا بے حسی ہے کہ ہمارے درمیان سے ہمارے بڑے یکے بعد دیگرے رخصت پذیر ہو رہے ہیں، اور ہم ہیں کہ ان کی پاک وپاکیزہ زندگیوں سے سبق حاصل کرنے کے بجائے اپنی پرانی چال کو کافی اوروافی سمجھے ہوئے ہیں۔

سال رواں وفات العلماء ہے

یہ سال مظاہر علوم اور تمام ابنائے قدیم کے لئے محرومیوں کا سال سمجھا جائے گا؛ کیونکہ اس سال مظاہر علوم کی عبقری شخصیات، قابل فخر سپوت اور ہونہار فرزندان نے ہمیشہ کے لئے آنکھیں موند لی ہیں، چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا نسیم احمد غازی مظاہریؒ شیخ الحدیث دارالعلوم جامع الہدی مرادآباد، شیخ العرب والعجم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ، حضرت مولانا قاری محمد ادریس صدر القراء مظاہر علوم وقف سہارنپور اور ماضی قریب میں حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ پھولپوریؒ یہ وہ شخصیات ہیں، جنہوں نے مظاہر علوم سے فیضیابی اور خوشہ چینی کی، پھر چاردانگ عالم میں اپنی مختلف الجہات خدمات کا علم لہرایا۔

مفتی عبدالقیوم صاحب کی وفات

صوفی وقت، بزرگ عالم دین، خانقاہ رائے پور کے سجادہ نشین اور مظاہر علوم وقف کے رکن رکین حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم رائے پوریؒ طویل عرصہ بیمار رہ کر ۲۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ منگل کے دن صبح تقریباً ۶؍ بجے مولائے حقیقی سے جاملے: ''اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَ کُلُّ شَیْئٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ''۔

ضرورت جتنی جتنی بڑھ رہی ہے صبح روشن کی
اندھیرا اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے

مفتی صاحب سے راقم کی انسیت

مفتی صاحبؒ سے واقفیت تو پتہ نہیں کب سے ہے؛ کیونکہ ۱۹۹۳ء میں جب راقم الحروف نے سہارنپور کا رخ کیا، مظاہر علوم میں داخلہ لیا، تو داخلہ کے بعد سے ہی وقتاً فوقتاً آپ کا نام نامی اسم گرامی سماعت سے ٹکرانے لگا، کبھی مدرسہ کے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں، تو کبھی سہارنپور آتے جاتے فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ کی خدمت میں، مفتی صاحب کی زیارت ہو ہی جاتی تھی۔

فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ کی خدمت میں ویسے بھی اکابر اہل اللہ کی آمدورفت ہوتی رہتی تھی اور اسی بہانے ان کی زیارتوں کا موقع ملتا رہتا تھا لیکن ہمارا حال تو وہ تھا جو میر تقی میر نے کہا:

اب کرکے فراموش تو ناشاد کروگے
پر ہم جو نہ ہوں گے تو بہت یاد کروگے

مفتی صاحب سے پہلی ملاقات

ان ہی شخصیات میں مفتی عبدالقیوم علیہ الرحمہ بھی تھے، غالباً ۱۹۹۴ء کی بات ہے جمعہ کا دن تھا، میں دفتر مظاہر علوم سے مطبخ کی طرف جارہا تھا، اچانک روڈ پر مدرسہ کی گاڑی جومہندرا کمپنی کی تھی، رینگتی نظر آئی، سامنے کی سیٹ پر حضرت الاستاذ مولانا سید وقار علیؒ کو دیکھا، حضرت نے مجھے ہاتھ کے اشارہ سے قریب بلایا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ گاڑی میں بیٹھ، پوچھنے اور بہانہ بنانے کی ہمت نہیں تھی فوراً بیٹھ گیا، گاڑی چل پڑی دوایک طلبہ اور بھی بیٹھے تھے، کچھ پتہ نہیں تھا کہ ہم کدھر جارہے ہیں کیونکہ اس وقت تک طالب علمی کی وجہ سے کہیں بھی آنا جانا کم ہی ہوتا تھا، ہماری گاڑی ایک چھوٹے سے مدرسہ اور اس کے قریب ہی بنی مسجد کے متصل ٹھہر گئی، حضرت الاستاذ اترے اور ہم لوگوں کو بھی اترنے کا حکم ہوا،

اندر مسجد میں ایک سادی سی چٹائی پر ایک بلند پیشانی، چمکدار ستواں ناک، پر رعب آنکھیں اور بلند قد وقامت بزرگ تشریف فرما تھے، حضرت الاستاذ ان ہی کے پاس پہنچے اور بے تکلفی کے ساتھ ملاقات کر کے ہم لوگوں کے بارے میں بتایا کہ یہ مدرسہ کے طلبہ ہیں چنانچہ ہماری طرف بھی دست مبارک دراز فرمایا اور ہمیں نہ صرف مصافحہ کی سعادت ملی، بلکہ ہمارے سروں پر دست شفقت بھی پھیرا، حضرت الاستاذ نے بہت سے حالات مدرسہ کے انھیں بتائے اور وہ سنتے رہے کچھ نہ کچھ باتیں بھی کرتے رہے لیکن مجھے اب تک پتہ نہ چل سکا تھا کہ یہ کون شخصیت ہیں، بلکہ کون سا گاؤں ہے، مجھے اس کی بھی خبر نہ تھی، خیر وہاں سے نکلنے کے بعد میں نے حضرت الاستاذ سے پوچھ ہی لیا کہ یہ کون بزرگ تھے؟ فرمایا کہ یہ عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری ہیں۔

مفتی صاحب حقیقت میں مظاہری تھے

میں نے مدرسہ کے مختلف مطبوعہ کاغذات میں مفتی صاحب کا نام نامی پہلے ہی دیکھ رکھا تھا؛ لیکن زیارت پہلی بار ہوئی، بہت ہی سادہ طرز زندگی تھا، گمنامی پسند، گوشہ نشین، کم گو، کم سخن، صاف دل، شیریں زبان، مرنجا مرنج، بہت ہی ہلکی آواز میں بولنے کی عادت گویا وہ حقیقت میں ''مظاہری'' تھے۔

مفتی صاحب کی تعلیم وتربیت

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب کے والد ماجد کا نام محمد ایوب تھا، ان کا خانوادہ پہلے سے ہی رائے پور کا عزت دار اور بااثر تھا، اسی خانوادہ میں مفتی صاحب نے آنکھیں کھولیں، جب آپ تقریباً پانچ سال کے تھے، مدرسہ فیض ہدایت رائے پور میں پڑھنے کیلئے بٹھائے گئے، کچھ تعلیم اپنے والد ماجد سے بھی حاصل کی پھر جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، مدرسہ سبحانیہ دہلی اور اخیر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخل ہو کر کئی سال

تک یہاں کے کبار اساتذہ و معلمین سے اکتساب فیض کرتے رہے، تا آنکہ ۱۹۵۶ء میں دورۂ حدیث شریف پڑھ کر پوری جماعت میں امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے۔

مفتی صاحب کے مخصوص اساتذہ کرام

آپ نے بخاری شریف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے، مسلم شریف حضرت مولانا منظور احمد خان سہارنپوریؒ سے، ابوداؤد شریف اور طحاوی شریف حضرت مولانا محمد اسعد اللہ رام پوریؒ سے، ترمذی اور شمائل ترمذی حضرت مولانا امیر احمد کاندھلویؒ سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا، آپ اپنی جماعت کے کل ۴۵ رطلبہ میں سب سے امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے، چنانچہ بخاری ومسلم اور ترمذی میں آپ نے اعلیٰ نمبرات سے بھی زیادہ نمبر حاصل کئے اور اس طرح نقد انعام کے علاوہ درر فرائد تفسیر مدارک، الکوکب الدری وغیرہ کئی کتابیں منجانب مدرسہ بطور انعام دی گئیں۔

مفتی صاحب کے مخصوص رفقاء

آپ کے خصوصی رفقاء میں حضرت مولانا احمد اللہ خان حمیدی بجنوری، حضرت مولانا انوار احمد اعظمی، حضرت مولانا منیر احمد بجنوری، حضرت مولانا محمد رفیق بارہ بنکوی اور حضرت مولانا محمد موسیٰ گجراتی (لندن) لائق ذکر ہیں۔

مفتی صاحب کی خدمات عالیہ

فراغت کے بعد مدرسہ خادم العلوم باغونوالی مظفرنگر میں محض ۳۵ روپے ماہانہ مشاہرہ پر درس نظامی کی تعلیم دینی شروع کی، آپ کا درس بہت مشہور اور طلبہ میں نہایت مقبول تھا، چنانچہ باغونوالی میں کنزالدقائق اور شرح وقایہ جیسی متداول کتب کا درس دیا۔

یکم رمضان ۱۳۸۵ھ م۱۹۶۲ء میں پچاس روپے مشاہرہ پر آپ نے مدرسہ مظاہر علوم

میں ناقل فتاویٰ کی حیثیت سے کام شروع کیا، یکم ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ کو مدرسہ کے سب سے بڑے احاطہ دارالطلبہ جدید کا نگرانِ دارالاقامہ بنادیا گیا، یکم شوال ۱۳۸۶ھ سے آپ کو خصوصی ترقی دی گئی۔

۱۳۹۲ھ کو آپ نائب مفتی بنائے گئے، مشاہرہ میں اضافہ ہوا، نگرانی الاؤنس دیا گیا، فراہمی سرمایہ کا الاؤنس بھی ملا اور درس نظامی کی اہم فقہی کتب بھی زیر درس رہیں۔

مفتی صاحب کا درس بہت مقبول تھا

مظاہر علوم کا ایک امتیاز یہ بھی رہا کہ یہاں بعض اساتذہ سے متعلق بعض دروس بہت مشہور ہوئے، چنانچہ حضرت مولانا ثابت علی پورقاضویؒ امام النحو حضرت علامہ صدیق احمد کشمیریؒ اور حضرت علامہ محمد یامینؒ کا درس شرح جامی نہایت مشہور رہا، اسی طرح حضرت مولانا منظور احمد خانؒ کا درس مسلم، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، حضرت مفتی سعید احمد اجراڑویؒ اور فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ کا درس ترمذی نہایت مقبول ومشہور رہا، شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ کا درس بخاری آسمانِ تدریس کا نیرتاباں بنا رہا تو امام الفرائض حضرت مولانا سید وقار علی بجنوریؒ کا درس سراجی اہل علم طبقہ میں نہایت پسند کیا گیا، حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم رائے پوریؒ کا درس ہدایہ بھی اسی سلسلۃ الذہب کی شاندار کڑی اور لڑی بنا رہا، طلبہ ذوق وشوق سے ان کے سبق میں آتے اور دامن مراد بھر کر واپس جاتے تھے، شعبان ۱۳۹۳ھ کے وسط میں سفر حج کیلئے طویل رخصت لی، غالباً یہ ان کا پہلا سفر حج بیت اللہ تھا۔

مفتی صاحب کی مظاہر علوم سے وابستگی

مدرسہ مظاہر علوم میں عالمانہ شان کے ساتھ نیابت افتاء کے منصب پر رہتے ہوئے

جب بعض افراد نے وقف علی اللہ سے کھلم کھلا بغاوت کی تو مفتی صاحب ہی تھے جنہوں نے مظاہر علوم کی مسند افتاء سے سب سے پہلے سوسائٹی رجسٹریشن کے خلاف عدم جواز کا فتویٰ دیا اور بعد میں یہی فتویٰ بہت سے اربابِ افتاء کے لئے ماخذ ومصدر کی حیثیت بنا، مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ سے آپ کو بہت عقیدت تھی، چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، جب رائے پور کی خانقاہ کو جہاں دیدہ، خدارسیدہ برگزیدہ وستودہ بزرگ کی ضرورت پیش آئی تو اکابر مظاہر کے مشورہ سے مفتی صاحبؒ ۱۴۰۵ھ میں مظاہر علوم سے رائے پور بھیجے گئے لیکن مادر علمی سے تعلق ہمیشہ بنائے رکھا، چنانچہ فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسینؒ نے مظاہر علوم کی عظیم الشان مجلس شوریٰ کا رکن منتخب فرمالیا، مفتی صاحب مسلسل علالت سے پہلے تک برابر تشریف لاتے رہے اور مدرسہ کے اہم امور پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔

مفتی صاحب شرافت ونظافت کا مجسمہ تھے

مفتی صاحب زاہد وپارسا، متقی وپرہیزگار، کم گو وملنسار، قناعت پسند وبردبار، حلیم المزاج، مروت ومؤدت کے بحر ناپیدا کنار، سلوک واحسان کے سمندر، تزکیہ وتجلیہ کے شناور، لیت ولعل سے دور، چون وچرا سے نفور، ہٹو بچو سے یکسو، گمنامی ونیک نامی سے مرصع، فروتنی وتواضع کا مرقع، شرافت وتقدس کے ہمالہ، عشق الٰہی اور سوز وسازِ دَروں کا شعلۂ جوالہ، باغبان وپاسبان، ذاکر وشاغل، عالم درویش، فقیرانہ شان، درویشانہ زندگی، خوش ادا، خوش نوا، خوش گو، خوش گفتار اور نیک کردار بزرگ تھے۔

مفتی صاحب کے یہاں دنیا کی ساری چیزیں عارضی تھی

کرب وقلق کی ٹیسیں ان تک پہنچتے پہنچتے ختم ہوجاتیں، مصیبت ومعصیت کے سیلاب اپنا راستہ بدل لیتے، ملعون شیطان اپنے سر پر خاک لعنت وذلت ڈالتا، نفس ونفسانیت ان

کے یہاں گویا مردہ ہوجاتے، وہ "دَارُنَا فَانِیَةٌ، اَحوَالُنَا عَارِیَةٌ، اَنفَاسُنَا مَعدُودَةٌ، وَکَسلُنَا مَوجُودَةٌ" کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھا، وہ "اِرضَ بِالیَسِیرِ مِنَ الدُّنیَا مَعَ سَلَامَةِ دِینِكَ" کو رواج دیتے رہے، گمنامی وخمول پر کار بند رہتے ہوئے اپنے سالکین وطالبین کو بھی زاہدانہ زندگی کا خوگر بناتے رہے، وہ شہروں کو اپنا مسکن ومستقر بنا سکتے تھے، وہ ہوائی جہازوں میں اڑ سکتے تھے، وہ سمندروں کا سینہ چیر سکتے تھے، وہ چمکدار گاڑیوں سے لطف اندوز ہو سکتے تھے، وہ اپنے جھونپڑے کو جنت نشان بنا سکتے تھے، لیکن ان کو معلوم تھا کہ یہ سب عارضی اور خارجی چیزیں ہیں: ؎

چوں گیاہِ زہر رنگش دلکش است
لیک طعمش تلخ وبویش ناخوش است

مفتی صاحب عزم وعزائم کے کوہ گراں تھے

وہ اپنے قرب وجوار میں طوطا چشموں، طالع آزما لوگوں اور شپرہ چشموں کا ہجوم نہیں چاہتے تھے، وہ اکیلے رہ کر عبادت کرنا چاہتے تھے، وہ فکر امروز سے زیادہ فکر فردا پر متوجہ رہتے تھے، ان کا حال ان کے مستقبل کی تابناکی کی گواہی دیتا تھا، وہ صبر وثبات اور عزم وعزائم کا کوہِ گراں تھے، جس سے حسد وحقد کی لہریں ٹکرا کر پاش پاش ہوجاتیں، جہاں ہوا ونفسانیت کے بادل چھٹ جاتے، جہاں خواہشات انسانی دم توڑ جاتی، جہاں شیطانی تحریکات کی ہوا نکل جاتی، جہاں ذکر وفکر کی بہاریں اپنی بہار دکھاتیں، جہاں اللہ اللہ کی صدائیں قلب وروح کو تسکین بہم پہنچاتیں، جہاں کا چپہ چپہ یاد الٰہی میں مست رہتا، جہاں کا پتہ پتہ خوف خدا میں لرزاں وترساں رہتا۔

شاہ غلام علی دہلویؒ کی خانقاہ کی یادتازہ ہوگئی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے اسی درودیوار کے لئے تو تحریر

فرمایا تھا کہ "رفتہ رفتہ آس پاس کئی چھپر اور سائبان پڑ گئے اور ایک خس پوش خانقاہ تیار ہوگئی جو کچھ ہی عرصہ کے بعد طالبینِ خدا کا ایسا مرکز بن گئی جس نے مادیت اور غفلت کے اس دور میں اور چودھویں صدی کے وسط میں شاہ غلام علی دہلویؒ کی خانقاہ کی یادتازہ کردی اور بہت سی حیثیتوں سے اپنے وقت میں برعظیم ہند کی سب سے بڑی زندہ اور آباد خانقاہ تھی، جہاں ہندوستان کے ہر ذوق اور ہر طبقہ کے ممتاز افراد عشق کا سودا اور دل کی دوا لینے کیلئے ملک کے گوشہ گوشہ سے جمع ہونے لگے اور جہاں مشکل سے کوئی وقت ذکر اللہ کی صداؤں اور عشق ومحبت کے نغموں سے خالی ہوتا ہوگا جہاں کی سرشاری وبے خودی ما سوی اللہ سے انقطاع اور ساقی کی عالی ظرفی اور فیاضی کو دیکھ کر بہت سے آلودہ دامن پکار اٹھتے تھے: ؎

حشر تک یا رب طفیلِ خادمانِ مے فروش
اک درتوبہ کھلا رکھ، اک دوکانِ مے فروش

مفتی صاحب کی وفات حسرت آیات

اخیر عمر میں مفتی صاحب مسلسل بیمار رہنے لگے، پہلے نسیان کا مرض لاحق ہوا پھر خاموشی طاری ہوگئی اور بعد میں تو بالکل ہی صامت وساکت، کیا ہوگئے بلکہ فنافی اللہ ہوگئے، گفتگو بند ہوگئی اور اسی کیفیت میں کئی سال رہے، دہلی، میرٹھ اور دہرہ دون وغیرہ بھی رہے، بالآخر ۲۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ کو صبح ۶ بج کر ۱۵؍ منٹ پر داعی اجل کو لبیک کہا: ؎

جان ہی دیدی جگر نے آج کوئے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آہی گیا

مفتی صاحب کی نماز جنازہ میں ایک جم غفیر

نماز جنازہ میں شرکت کیلئے دور ونزدیک سے لوگوں کا جم غفیر اتنی بڑی تعداد میں پہنچا کہ رائے پور کی طرف جانے والی سڑکیں، پگڈنڈیاں، چھتیں، گلیاں اور خانقاہ سے

متصل نہر کے اندر جہاں تک خشکی موجود تھی، انسانی سروں کے علاوہ کچھ نظر نہ آتا تھا، بہٹ، مرزاپور، ہتھنی کنڈ اور عالم پور کے راستے دور دور تک گاڑیوں سے بھرے ہوئے تھے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ اور فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ کے جنازہ میں جو ہجوم امڈا تھا، اس کا عکس یہاں نظر آیا:

جوں غم کے ہجوم سے نکلے اور جنازہ بھی دھوم سے نکلے
اور جنازے میں ہو یہ شورِ حزیں، آج وہ مر گیا جو تھا ہی نہیں

شاہ عتیق احمد صاحب کی جانشینی کا اعلان

۱۳؍فروری ۲۰۱۸ء بروز منگل بعد نماز ظہر ساڑھے تین بجکر چالیس منٹ پر جناب الحاج شاہ عتیق احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی، اس موقع پر عتیق احمد صاحب کی جانشینی کا اعلان بھی ہوا، عتیق احمد صاحب نیک صالح، عصری تعلیم یافتہ، حضرت مفتی صاحبؒ کے تربیت یافتہ اور جانشین فقیہ الاسلام حضرت مولانا محمد سعیدی مدظلہٗ کے خلیفہ ومجاز بیعت ہیں۔

مختصر حالات مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوری☆

حضرت شاہ ملا عبدالعزیز صاحب رائپوریؒ

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نور اللہ مرقدہ کے دادا کے برادر محترم حضرت شاہ ملا عبدالعزیز صاحب رائے پوری حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ کے خلیفہ اجل اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوریؒ کے پیر بھائی تھے، جب شاہ عبدالرحیم رائپوری کو آپ کے پیرو مرشد حضرت میاں جی شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ نے رائپور بھیجا، اسی وقت سے ملاجی حضرت رائپوری کی خدمت اور صحبت میں رہے، اور تقریباً چالیس سال تک سفر وحضر میں ساتھ رہے، سفر حج میں بھی حضرت کی معیت ورفاقت نصیب ہوئی، ملاجی حضرت کے عاشق زار خادم اور حضرت ان پر بے انتہا شفقت ومحبت کا برتاؤ کرتے تھے، حضرت ملاجی کی طبیعت نرم، چہرہ نورانی، بے انتہاء صبر وتحمل اور نماز میں حد درجہ خشوع وخضوع تھا، بہت سی خوبیوں اور کمالات کے حامل تھے، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کے حکم سے رام پور، ڈھکرانی، سہس پور، میہو والا، دہرہ دون وغیرہ میں بہت سے مکاتب ومدارس قائم کئے، حضرت کی ڈاک بھی اکثر ملاجی ہی لکھتے تھے، تحریک ریشمی رومال کے سلسلہ میں مالی اعانت کا نظام بھی آپ سے متعلق تھا، چندہ اکٹھا کرنا اور مجاہدین کو ارسال کرنا آپ کی ذمہ داری تھی، اس سلسلہ کی خط وکتابت اور دیگر ذمہ داری بھی آپ ہی کے سپرد ہوئی تھی، آپ حضرت رائپوریؒ کے انتہائی معتمد لوگوں میں سے تھے۔

☆مولانا محمد شعبان بستوی استاد مدرسہ اسلامیہ سلیمانیہ کاندھلہ، شاملی۔

حضرت شاہ حافظ عبدالرشید صاحب رائپوریؒ

حضرت حافظ عبدالرشید صاحب حضرت ملاجی عبدالعزیز صاحب کے صاحبزادے اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوریؒ کے خلیفہ اور خادم خاص تھے، آپ نے دینی، دعوتی اور اصلاحی بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، تقسیم ہند کے بعد مرتد ہونے والے لوگوں پر شب وروز محنت کر کے ان کو کلمہ پڑھوا کر دوبارہ اسلام میں داخل کیا اور جن علاقوں میں مساجد ومکاتب کی ضرورت سمجھی وہاں مساجد ومکاتب قائم کئے، تقریباً چوالیس مساجد اور بہت سے مکاتب ومدارس آپ نے قائم کئے، ہریانہ، پنجاب، ہماچل اور دہرہ دون میں آپ اکثر دعوتی وتبلیغی اسفار کیا کرتے تھے، پہاڑوں اور جنگلات میں رہنے والے پسماندہ مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے ایمان واسلام کے تحفظ کی فکر اور مسلسل کوشش کرتے تھے، آپ کی اصلاحی کوششوں سے بہت سے لوگ ہدایت اور ایمان واسلام سے بہرہ یاب ہوئے۔

ولادت

حضرت مفتی صاحب کے دادا عبدالکریم صاحب حضرت قطب عالم شاہ عبدالرحیم صاحبؒ سے بیعت وعقیدت کا تعلق رکھتے تھے، حضرت کی صحبت وتربیت کا رنگ آپ پر غالب تھا، تواضع وانکساری، ایثار وقربانی، خدمت خلق کے جذبہ سے متصف تھے، دینی حمیت وغیرت میں ممتاز تھے، اسی جذبے کے سبب اپنے صاحبزادے حضرت حافظ محمد ایوب صاحب (والد گرامی حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ) کو قرآن کریم حفظ کرایا، اور خالص دینی تربیت کی، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے تقویٰ وطہارت، سنجیدگی ومتانت، تواضع وخاکساری، استغناء وتوکل کا چرچا آج بھی دہرہ دون کے لوگوں میں ہے، جہاں آپ نے طویل مدت تک امامت اور تدریسی

خدمات انجام دی ہیں، والدین کی تربیت اور دعاؤں کے ساتھ ان خدارسیدہ بزرگوں کی طویل صحبت وتربیت سے گھر کا ماحول ایک دینی واسلامی ماحول تھا، رفتار وگفتار، نشست وبرخاست، خورد ونوش، معاملات ومعاشرت میں شریعت وسنت اور حسن معاشرت پر نظر تھی، ایسے دینی وعرفانی ماحول میں یکم جنوری ۱۹۳۳ء میں حضرت مفتی صاحب کی ولادت ہوئی، اور اس اسلامی وروحانی ماحول میں آپ کی نشو ونما ہوئی۔

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے

حضرت مفتی عبدالقیوم بن حضرت حافظ محمد ایوب صاحب ابن عبدالکریم صاحب بن فوجدار خاں بن محمد یار خاں بن محمد رستم خاں بن غلام مرتضی خاں بن محمد مہتاب خاں بن محمد وہاب خاں بن بھیکن خاں بن راؤ بہادر خاں بن غازی خاں بن ہمت خاں بن شیخ چند خاں وغیرہ۔

تعلیم وتربیت

۱۹۳۷ء میں مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی رائپور میں نورانی قاعدہ سے آپ کی تعلیمی بسم اللہ کا آغاز ہوا، یہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ کے نواسے حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب کا دور نظامت تھا، رائپور کی ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کے والد گرامی جناب حافظ محمد ایوب صاحب نیانگر دہرہ دون کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے، حضرت مفتی صاحب کو اپنے ساتھ دہرہ دون لے گئے، یہاں حضرت مفتی صاحب نے والد محترم سے قرآن کریم ناظرہ اور کچھ پارے حفظ کئے، اس کے بعد آپ کو مدرسہ حفظ القرآن نوگانواں میں داخل کر دیا، یہاں آپ نے حافظ نورالحسن صاحب سے قرآن پاک حفظ مکمل کیا۔

حفظ کی تکمیل کے بعد جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ میں تین سال تک عالمیت کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا محمد اصغر صاحب اور حضرت مولانا محمد حنیف صاحب وغیرہ اساتذۂ کرام سے پڑھ کر مدرسہ سبحانیہ دہلی میں داخلہ لیا، اور تین سال تک مختلف اساتذۂ کرام سے مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں، یہاں آپ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری کے خادم خاص حضرت مولانا عبدالمنان صاحب کے والد گرامی حضرت مولانا عبدالسبحان صاحب کی نگرانی اور تربیت میں رہے، خانقاہ رائپور سے تعلق کی بنیاد ہی مدرسہ سبحانیہ میں داخلہ کا سبب بنی، آپ کے والد گرامی جناب حافظ محمد ایوب صاحب کو حضرت مولانا عبدالسبحان صاحب کی تعلیم وتربیت پر کافی اعتماد تھا، اسی لئے حضرت مفتی صاحب کو ان کی نگرانی وتربیت میں دیا تھا۔

مفتی صاحب اپنی جماعت میں اوّل نمبر پر تھے

پھر عالم اسلام کی مشہورترین درسگاہ مظاہرعلوم سہارنپور میں داخلہ لیا، جہاں علوم وفنون کے ماہرین، رشد وہدایت کے کاملین، شریعت وسنت کے حاملین اساتذۂ کرام سے تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم وفنون کی کتابیں پڑھ کر ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں دورہ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی، آپ نے بخاری شریف حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے اور مسلم شریف حضرت مولانا منظور احمد صاحبؒ سے، ابوداؤد اور طحاوی شریف حضرت مولانا شاہ اسعد اللہ صاحبؒ سے، ترمذی مع شمائل حضرت مولانا امیر احمد صاحب کاندھلویؒ سے پڑھی، آپ کے رفقاء درس میں حضرت مولانا احمد اللہ خاں صاحب بجنوری نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، اور حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب گجراتی مدیر ماہنامہ ''فاران'' لندن، اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب بستوی وغیرہ تھے، آپ کی جماعت میں دورہ حدیث میں کل سینتالیس طلبہ تھے، جن میں آپ نے اول

نمبرات سے کامیابی حاصل کی، آپ کی اس کامیابی پر بطور انعام درر فرائد، تفسیر مدارک، الکوکب الدری مکمل، مقدمہ اوجز، اور دس روپئے نقد مدرسہ کی طرف سے دئے گئے۔

مفتی صاحب نے شعبہ افتاء میں مہارت حاصل کی

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد آپ نے شعبہ افتاء میں داخلہ لیا، اور حضرت مولانا مفتی سعید احمد اجراڑویؒ کی صحبت ونگرانی میں افتاء کی تعلیم مکمل کی، اور مظاہرعلوم کی علمی روحانی فضا سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اکابر علماء سے خوب اکتساب فیض کیا، آپ کو تواضع وانکساری، سنجیدگی ومتانت آباء واجداد سے ورثہ میں ملی تھی، اس پر مزید اکابر اہل اللہ کی صحبت وتربیت نے دن بدن نکھار ہی پیدا کیا، آپ اساتذہ کی نگاہوں میں محبوب ومقبول تھے، آپ کی ظاہری وباطنی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ دوران درس آپ کو حضرت رائپوری کہہ کر پکارتے تھے، اس وقت کسے خبر تھی کہ یہ نوخیز آگے چل کر حضرت رائپوری کی مسند کو رونق بخشے گا، اور ان کے لگائے ہوئے گلشن رشد وہدایت کی آبیاری کرے گا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کی قدر کرتے ہیں، آخر دنیا نے کھلی آنکھوں دیکھا کہ حضرت رائپوری کی نسبت حضرت مفتی صاحب کی طرف منتقل ہوگئی اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔

درس وتدریس

مظاہرعلوم سہارنپور سے فراغت کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء وحکم پر مدرسہ خادم العلوم باغوں والی میں یکم نومبر ۱۹۵۸ء میں ۳۵/روپیہ ماہانہ حق الخدمت پر آپ کا تقرر رہوا، اس زمانہ شباب میں آپ نے کامل احتیاط، پاکدامنی، اور مکمل خلوص وللّٰہیت کے ساتھ دینی تدریسی اور تربیتی کام کا آغاز کیا، اور تھوڑے ہی دنوں میں طلبہ واساتذہ اور ذمہ داران مدرسہ کو حسن کارکردگی کی بنا پر اپنا گرویدہ بنالیا، ذمہ داران مدرسہ کو آپ پر

بھر پور اعتماد ہو گیا یہاں آپ نے قدوری، نور الایضاح، کنز الدقائق، شرح وقایہ، علم الصیغہ اور کافیہ وغیرہ کتابیں پڑھائیں، آپ چونکہ مظاہر علوم کے لائق وفائق اور ممتاز وصالح فضلاء میں سے تھے، مظاہر علوم کے اکابر اساتذہ اور ذمہ داران خصوصاً حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا میں آپ کی بڑی قدر و قیمت واہمیت تھی، اور ہر ادارہ کے ذمہ داران اپنے ممتاز فضلاء کی صلاحیتوں کو استعمال کر کے ان میں نکھار پیدا کرنے اور کام میں لانے کی سعی کرتے ہیں۔

مظاہر علوم میں بحیثیت مفتی

یکم رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۲ء میں پچاس روپیہ ماہانہ مشاہرہ پر ناقل فتاویٰ کی حیثیت سے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں آپ کا تقرر ہوا، پھر ترقی کر کے مفتی اور مظاہر علوم کے مایہ ناز استاد کی حیثیت سے فقہ وفتاویٰ اور تفسیر وغیرہ کی اہم کتابوں کا درس دیا، اور تقریباً ۲۲؍سال تک مظاہر علوم میں دینی، علمی، دعوتی خدمات انجام دیتے رہے، اور طالبان علوم نبوت کو سیراب کرتے رہے، ۲۸؍شعبان ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹؍مئی ۱۹۸۵ء کو آپ مظاہر علوم سے مستعفی ہو کر خانقاہ رائے پور تشریف لے آئے، ۱۹۷۶ء ہی سے مدرسہ مظاہر علوم میں استاد ہونے کے ساتھ آپ مدرسہ درگلزار رحیمی رائپور کی بھی سرپرستی فرماتے رہے، مظاہر علوم سے مستعفی ہونے کے بعد آپ نے خانقاہ اور مدرسہ کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا، آپ کی نگرانی اور تولیت میں بہت کام ہوا، اطراف اور ملک و بیرون ملک پھیلے ہوئے تلامذہ اور اہل تعلق اپنے اپنے مدارس و مکاتب اور دینی مراکز سے متعلق حضرت سے مشورے کرتے رہتے تھے، اور مفتی صاحبؒ پوری بیدار مغزی وتیقظ کے ساتھ نہایت صائب اور مناسب مشوروں سے نوازتے تھے، اس طرح نہ جانے کتنے مدارس اور دینی مراکز کی رہنمائی اور سرپرستی کرتے رہے۔

بیعت وسلوک

جہاں آپ کے دادا عبدالکریم اور ان کے بھائی ملا عبدالعزیز صاحبان کا بیعت وعقیدت کا تعلق حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھا، وہیں آپ کے والد گرامی حافظ محمد ایوب صاحب اور آپ کے چچا حافظ عبدالرشید صاحب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے دست حق پرست پر بیعت تھے، آپ کے چچا حضرت حافظ عبدالرشید صاحب حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کے خادم خاص اور مجاز بیعت تھے، آپ کا خاندان خانقاہ رائے پور سے ابتدا سے اب تک وابستہ ہے، اور اس سے بھر پور استفادہ کر کے سنت وشریعت کی راہ پر گامزن ہے۔

مفتی صاحب کی تعلیم وتربیت اساطین امت نے کی

آپ کی نشو ونما، تعلیم وتربیت اپنے زمانہ کے اساطین امت کی نگرانی اور سرپرستی میں ہوئی، جو سلوک ومعرفت کے آفتاب وماہتاب تھے، جن میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، اور حضرت مولانا شاہ اسعد اللہ صاحب رامپوریؒ وغیرہ اکابرین امت خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، آپ عنفوان شباب ہی میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے تھے، مدرسہ خادم العلوم باغوں والی کے زمانہ تدریس میں آپ نے حضرت پیر ومرشد کے ساتھ منصوری میں رمضان المبارک گزارا، اور تراویح میں قرآن کریم سنایا، سامعین میں شیخ ومرشد کے ساتھ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابرین امت کی صحبت ومعیت کا شرف حاصل رہا۔

مفتی صاحب کو شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے بھی خلافت دی تھی

آپ پر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کی مکمل توجہات وعنایات رہی ہیں، آپ پر کامل اعتماد کرکے اجازت وخلافت سے بھی نوازا، حضرت مولانا افتخارالحسن صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے ارشادفرمایا کہ ''ہمارے حضرت کے یہاں اجازت کا تحریری اہتمام نہیں تھا، بلکہ جس پر اعتماد ہوتا، اس سے کہہ دیتے کہ بھائی توبہ کرادیا کرو، یہی ہمارے حضرت کی طرف سے اجازت ہوتی تھی'' آپ کے چچا جناب حافظ عبدالرشید صاحب نے بھی آپ کو اجازت مرحمت فرمائی، آپ کے ہاتھ پر خلق کثیر نے توبہ کی، آپ کے مریدین ومتوسلین کی ایک بڑی تعداد ہے۔

نکاح واولاد

حضرت مفتی صاحب کا نکاح گڑھ سلیم پور کے حاجی صدیق احمد کی صاحبزادی سے ہوا، آپ کی اہلیہ محترمہ نہایت شریف الطبع سنت وشریعت کی پابند تھیں، حضرت کی زوجیت میں رہ کر اطاعت شعاری، خدمت گزاری اور حقوق کی ادائیگی میں شریعت مطہرہ کی مکمل پاسداری کی، آپ کے بطن سے اللہ نے تین پاکباز بچیاں عطا فرمائیں، ان تینوں کی شادی حضرت حافظ عبدالرشید صاحب کے بڑے صاحبزادے، جناب حافظ محمد سعید صاحب کے تین لڑکوں سے ہوئی، الحاج عتیق احمد صاحب، ڈاکٹر شفیق احمد صاحب اور لئیق احمد صاحب سے، تینوں حضرت کے نیک وصالح داماد ہیں، دینی، دعوتی، قومی وملی خدمت کا بھرپور جذبہ رکھتے ہیں، الحاج عتیق احمد صاحب اس وقت خانقاہ اور مدرسہ کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہیں، اور ظاہری وباطنی ترقی کے لئے کوشاں ہیں، مولائے کریم نظر بد

سے محفوظ رکھے اور دینی، دعوتی، قومی وملی خدمت کے لئے انہیں اور ان کی نسلوں کو قبول فرمائے، مظاہر علوم سے رخصت ہونے کے بعد سے آخری لمحات تک خانقاہ درگلزار رحیمی رائپور میں قیام پذیر رہے۔

مفتی صاحب کی وفات

طویل علالت کی حالت میں ۲۶؍جمادی الاولی ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۳؍فروری ۲۰۱۸ء بروز منگل تقریباً سواچھ بجے صبح داعی اجل کو لبیک کہا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

میرے نانا حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ☆

مفتی صاحب سے ایک جہاں نے استفادہ کیا

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ کی شخصیت بے شمار صفات، خصوصیات اور امتیازات کا مجموعہ تھی، آپ ایک مثالی شخصیت کے مالک تھے، آپ کی یہ ذاتی خوبیاں بڑی تعداد میں مخلوقِ خدا کو چاروں اطراف سے آپ کی طرف کھینچ کر لے آتی تھی، چنانچہ آپ کی قیام گاہ 'خانقاہِ رائے پور' ایک وسیع دنیا کے لوگوں کی توجہ اور آمد و رفت کا مرکز بنی رہی، ان ایمانی صفات کی وجہ سے آپ کو دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں ایک کامیاب زندگی حاصل ہوئی اور آپ کے وجود سے ایک عالم نے استفادہ کیا، آپ کی شخصیت کے بے شمار پہلو ایسے ہیں جو ہمارے لئے ایک ایمانی، عرفانی، دینی اور روحانی زندگی گزارنے کے لئے مشعل راہ ہیں، وہ ساری انسانیت کا ایک نہایت قیمتی سرمایہ ہے، اس میں تمام انسانوں کے لیے ایک بامقصد اور کامیاب زندگی کا پیغام موجود ہے۔

شریعت وطریقت کی جامعیت

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری رحمہ اللہ اسلام کا ایک مجسم نمونہ تھے، آپ کی زندگی ایک مکمل اسلامی زندگی تھی، آپ کا ظاہر اور باطن کامل طور پر سنت و شریعت کے مطابق تھا، آپ شریعت وطریقت دونوں کی جامع شخصیت تھے، آپ کو علم فقہ میں مکمل مہارت حاصل تھی اور آپ عرصۂ دراز تک برصغیر کی عظیم اور مشہور دینی درسگاہ مظاہر علوم، سہارنپور میں علم فقہ کے مطالعہ اور تدریس اور فتویٰ نویسی میں مشغول رہے، اس

☆ مولانا بدر عالم ندوی رائے پور

کے ساتھ آپ کو سلوک وتصوف میں بھی کامل بصیرت حاصل تھی اور آپ نے اپنی زندگی کے آخری تینتیس ۳۳ سالوں میں خانقاہ رائے پور میں مستقل قیام کر کے لوگوں کی دینی و روحانی تربیت اور اصلاح وہدایت کا عظیم کام سرانجام دیا، شریعت وطریقت کی اس جامعیت نے آپ کی شخصیت کو ایک مثالی اسلامی شخصیت بنا دیا تھا اور اس کی وجہ سے آپ نے بڑے پیمانے پر عوام کی ہدایت، تربیت، اصلاح اور دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔

معرفتِ الٰہی

آپ موجودہ دور میں اس زمین پر اللہ کے ایک بڑے عارف اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے، آپ کو بجا طور پر علماء اور اہل اللہ نے ''عارف باللہ'' کا لقب دیا تھا، آپ کی ہستی سے حقیقی طور پر بے شمار لوگوں کو اللہ کی معرفت اور پہچان نصیب ہوئی، انہیں اللہ کی رضا اور محبت وتعلق کی طرف لے جانے والے راستوں کی نشان دہی حاصل ہوئی، کتنے لوگ جو اللہ سے دور اور بھٹکے ہوئے تھے، وہ آپ کے ذریعے سے اللہ کے قریب آئے، کتنے بے دین آپ کی زندگی دیکھ کر دین دار بن گئے، کتنے بے ایمان لوگوں کو آپ کی ذات کے ذریعے سے ایمان نصیب ہوا، کتنے گناہ گار افراد نے آپ کی زندگی سے متاثر ہو کر گناہوں سے توبہ کی اور اپنی زندگی کا رخ تبدیل کیا، کتنے غافل لوگ آپ کی مجالس اور صحبت میں بیٹھ کر ذاکر وشاکر بن گئے، غرض کہ آپ اللہ کے ایک بڑے عارف تھے اور بے شمار لوگوں کو آپ کی ذات سے اللہ کی معرفت حاصل ہوئی۔

تعلق مع اللہ

آپ کامل طور پر اللہ کے ولی اور اللہ کے دوست تھے، آپ کی پوری زندگی مکمل طور پر خدا کے حکم اور مرضی کے تابع تھی، آپ نے پوری زندگی صرف اپنے اللہ سے تعلق اور

واسطہ رکھا اور اسی کی یاد میں اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ گزارا، آپ نے اپنے دل میں صرف اپنے رب کو جگہ دی اور اس کے علاوہ کسی چیز سے دل نہیں لگایا، اپنی زندگی کے آخری سالوں میں جب آپ کوئی بات چیت اور گفتگو نہیں کرتے تھے، اس وقت بھی آپ کی زبان پر صرف اللہ کا نام اور اس کا ذکر جاری رہتا تھا اور آپ انتہائی محبت بھرے انداز میں اپنے اللہ کا نام لے کر اس کا ذکر کرتے رہتے تھے، آپ کو اپنے رب کے کلام قرآن کریم سے بے انتہا رغبت تھی اور خانقاہ میں اپنے حجرے میں بیٹھے ہوئے اکثر اوقات انتہائی سکون اور محبت بھرے انداز میں قرآن کی تلاوت کرتے رہتے تھے، آپ کا اپنے خالق و مالک سے تعلق اتنا مضبوط اور قلبی لگاؤ اتنا زیادہ تھا کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے کو بھی اللہ کی یاد آجایا کرتی تھی، اس کی زبان پر اللہ کا ذکر جاری ہو جاتا تھا، اسے اپنے پچھلے گناہ یاد آجاتے تھے، اسے اپنی گزری ہوئی زندگی اور گناہوں پر افسوس و ندامت کا احساس ہو جاتا تھا، اس کے اندر اپنی زندگی کو تبدیل کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا تھا، اسے تعلق مع اللہ کی فکر لاحق ہو جاتی تھی۔

طہارت و نظافت

اللہ نے آپ کے مزاج میں بے انتہا صفائی اور پاکیزگی رکھی تھی، آپ کو طہارت اور پاکی کا بہت خیال رہتا تھا، ہر قسم کی ناپاکی اور گندگی سے آپ کو سخت نفرت تھی اور اس سے آپ کی طبیعت بری طرح متأثر ہو جاتی تھی، میں نے بارہا دیکھا ہے کہ آپ کامل سکون و اطمینان کے ساتھ استنجاء، وضو اور غسل کرتے تھے اور طہارت و پاکی کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے، اس معاملہ میں آپ کی طبیعت بہت حساس واقع ہوئی تھی۔

آپ نظافت اور صفائی کا بھی خاص خیال اور اہتمام فرماتے تھے، یہ آپ کی شخصیت کا سب سے امتیازی اور نمایاں وصف تھا، اس کا مشاہدہ ان افراد نے اپنی آنکھوں سے کیا

ہے جنہوں نے آپ کی زندگی کو قریب سے دیکھا ہے، آپ کی قیام گاہ بالکل صاف ستھری ہوتی تھی، آپ کا لباس انتہائی نظیف اور شاندار ہوتا تھا، آپ کی تمام استعمال کی چیزیں انتہائی صاف ستھری اور شاندار قسم کی ہوتی تھی، غرض کہ طہارت و نظافت اور پاکی وصفائی آپ کی طبیعت اور آپ کے مزاج کا ایک اہم وصف تھا۔

اتباعِ سنت

آپ کی زندگی کی ایک نمایاں صفت اتباعِ سنت تھی، آپ کے دن اور رات، صبح اور شام سنت کے مطابق گزرتے تھے، آپ کے ہر عمل، ہر کام، ہر معمول، ہر معاملے میں سنت کی پیروی اور اتباع واضح طور پر نظر آتی تھی، میں نے نواسہ ہونے کی حیثیت سے آپ کی رات اور دن، گھر اور باہر کی زندگی قریب سے دیکھی ہے، میں نے ہر چیز میں آپ کو سنت رسول کا اتباع کرتے ہوئے دیکھا، ہماری رائج مذہبی روایات میں جو عمل سنت سے ثابت نہیں ہوتا تھا، آپ اس کو کرنے سے بھی اپنے آپ کو دور رکھتے تھے، کئی بار ایسا ہوا کہ کسی دینی اجلاس کے بعد آپ کو دعا کرانے کے لیے کہا گیا مگر آپ نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ دعا مسجد میں نماز کے بعد ہو چکی ہے، ایک مرتبہ معمول کے مطابق رمضان کی ستائیسویں رات میں خانقاہ کی مسجد میں نمازِ تراویح میں میرا قرآن مکمل ہوا، حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نے نمازِ تراویح میں مکمل قرآن میرے پیچھے سنا تھا، اس دوران اطراف سے بڑی تعداد میں لوگ خانقاہ رائے پور میں جمع ہو گئے تھے، آپ سے جب دعا کرانے کے لیے کہا گیا تو آپ نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ دعا فرض نماز کے بعد ہو چکی ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے نزدیک تکمیل اجلاس اور ختمِ قرآن کی دعا سنتِ نبی میں موجود نہیں ہے، الغرض سفرِ زندگی کے ہر موڑ پر آپ سنتِ رسول کو انتہائی حد تک ملحوظ رکھتے تھے، یہ گویا آپ کی طبیعت اور مزاج کا ایک حصہ بن گیا تھا۔

عاجزی اور تواضع

تواضع اور عاجزی گویا کہ آپ کی شخصیت کی اصل پہچان اور آپ کی ذات کا سب سے غالب عنصر تھا، آپ بے انتہاء متواضع اور منکسر طبیعت کے حامل تھے، آپ کے پورے وجود اور آپ کی ہر ادا سے انکساری ظاہر ہوتی تھی، آپ نے اپنی ہستی اور شخصیت کو گویا بالکل فنا کر دیا تھا، آپ کو ایک لمبی مدت سے دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ آپ کی زبان سے کبھی اپنے لئے کسی قسم کے تعریفی کلمات نہیں سنے گئے، آپ کو کبھی کسی کی برائی اور شکایت کرتے ہوئے یا کسی کی برائی اور شکایت کو سنتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، آپ کو کبھی کسی شخصیت پر کوئی تنقید کرتے ہوئے نہیں پایا گیا، مظاہر علوم سہارن پور کا تمام اختلاف آپ کے سامنے واقع ہوا، مگر آپ نے آخر وقت تک دونوں فریق کے کسی بزرگ پر کوئی تنقید یا کوئی بیان بازی نہیں کی اور پوری زندگی مظاہر علوم کے دونوں فریق کے تمام اکابرین کا انتہائی درجہ احترام کرتے رہے اور انہیں ''ہمارے بڑے'' کے نام سے پکارتے رہے، آپ کا مزاج تھا کہ آپ کبھی کسی شخص کو کسی کام کا کوئی حکم نہیں کرتے تھے اور اپنا ہر کام خود کرتے تھے، آپ نے اپنی ہستی کو ہمیشہ چھپا کر رکھا اور اپنے بارے میں کبھی کچھ نہیں بتایا، آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو شہرت، خودنمائی اور دنیا کے اسٹیج سے دور رکھا، آپ لوگوں کے درمیان ہمیشہ چھوٹا بن کر رہے اور اپنے ہر بڑے کا ساری زندگی بے حد اکرام کرتے رہے۔

پیدائشی ولی

آپ بچپن ہی سے بڑے نیک، شریف، سمجھدار، عبادت گزار، نماز کے پابند، پرہیز گار اور بڑوں کے فرماں بردار رہے۔ آپ نے بچپن ہی سے اپنی ساری زندگی اللہ کی یاد، اس کی فرماں برداری اور بزرگانِ دین کی صحبت اور رہنمائی میں گزاری۔ آپ کی زندگی

ابتدا ہی سے اتنی پاک اور صاف رہی کہ آپ نے پوری زندگی اپنی ذات سے کبھی کسی کو کوئی تکلیف اور نقصان نہیں پہنچایا۔ آپ کے قریبی اور دور کے لوگوں میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جس کو آپ کی ذات سے کبھی کوئی شکایت رہی ہو۔ آپ کی ہستی بچپن سے آخر وقت تک لوگوں کے درمیان واقعی طور پر بالکل بے داغ رہی۔ آپ کی زندگی کے پھول سے سب کو خوشبو ملی۔ اس سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے ہم عمر یا قریبی عمر کے جن لوگوں نے آپ کو بچپن سے دیکھا ہے، ان کا کہنا واقعی بالکل درست ہے کہ آپ ''پیدائشی ولی'' تھے۔

مشائخِ رائے پور کے نہج پر کام

آپ نے خانقاہ رائے پور میں آ کر اپنی زندگی بالکل اسی طرز پر گزاری جو اکابرین اور مشائخ رائے پور کا طریقۂ زندگی تھا اور اُن ہی کے نہج و طریقے کے مطابق اصلاح و تربیت کا کام انجام دیا۔ آپ کا طرزِ زندگی اور اندازِ تربیت پچھلے اکابرین رائے پور کی طرح بالکل سادہ اور انسان دوستی پر مشتمل تھا، آپ نے خانقاہِ رائے پور کے اصل پیغام کے مطابق خاموش طریقے سے عوام الناس کے ایمان اور دین کو بنانے کا کام کیا۔

آپ کی آمد اور وجود سے خانقاہ رائے پور کے ویران چمن کو مدتِ دراز کے بعد ایک بار پھر وہی زندگی، پہچان اور مقبولیت حاصل ہوئی جو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے زمانے میں حاصل تھی، آپ نے خانقاہ کو وہی رنگ عطا کیا جو اس کی اصل پہچان رہی تھی، وہ حضرات جنہوں نے مولانا عبدالقادر رائے پوری کا زمانہ اور ان کی مجالس کو دیکھا تھا، وہ آپ کی مجالس اور آپ کے وقت کی خانقاہ کو دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ ''خانقاہ میں آپ کی آمد اور وجود سے بالکل وہی صورت حال لوٹ کر آ گئی ہے جو مولانا عبدالقادر رائے پوری کے زمانے میں اس خانقاہ میں قائم تھی۔ اب خانقاہ بالکل اسی نہج و طریقے اور

خصوصیات وامتیازات کے ساتھ اپنے سفر کو جاری رکھے ہوئے ہے جو مولانا عبدالقادر کے دور میں اس خانقاہ کو حاصل تھی‘‘۔ پرانے لوگوں کو آپ کی خانقاہ دیکھ کر مولانا عبدالقادر کے دور کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اور وہ بجا طور پر کہا کرتے تھے کہ اس خانقاہ نے ایک بار پھر اپنی پرانی شناخت اور رونق قائم کر لی ہے، اسی وجہ سے پرانے لوگ بھی نئے سرے سے آپ کی شخصیت اور خانقاہ سے اسی طرح وابستہ ہو گئے تھے جس طرح وہ مولانا عبدالقادر رائے پوری کے دورِ حیات میں اس جگہ سے وابستہ تھے۔

نورانیت وروحانیت

آپ کا پورا وجود نورِ ایمان ومعرفت سے معمور تھا، اس کا اثر آپ کے پاس بیٹھنے والوں پر بھی پڑتا تھا، آپ کی صحبت اور مجلس میں بیٹھ کر دلوں پر ایک تاثیر پیدا ہوتی تھی اور عجیب قسم کی نورانیت وروحانیت محسوس ہوتی تھی، آپ کے پاس بیٹھ کر بے چین روحوں کو بھی سکون اور دلی اطمینان حاصل ہو جاتا تھا، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر سخت ترین دل والے بھی پسیج جاتے تھے اور ان کی آنکھوں میں آنسو اتر آتے تھے، آپ کی صحبت میں بیٹھ کر انسان کا دل اور روح تبدیل ہونی شروع ہو جاتی تھی، میں نے بارہا دیکھا ہے کہ لوگ آپ کی صحبت میں خاموش بیٹھے ہوتے تھے مگر بہت سو کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے، میں نے کتنے سارے غیر مسلموں کو آپ کی مجلس سے اٹھ کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمیں آپ کے پاس بیٹھ کر بہت سکون ملا ہے، اس کا تجربہ صرف مجھے ہی نہیں بلکہ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے مسلم وغیر مسلم اکثر لوگوں کو ہوتا رہتا تھا اور بہت سارے لوگ اس کیفیت کو بیان کرتے رہتے تھے، یہ اس نور وایمان اور روحانیت کے اثر کی وجہ سے ہوتا تھا جو اللہ نے آپ کی ذات کے اندر رکھا تھا۔ آپ کی مجالس میں شریک ہونے والے ان مجالس کو کبھی فراموش نہیں کریں گے۔

جاذبیت وکشش

آپ کی شخصیت میں اتنی زیادہ جاذبیت، کشش اور دلکشی تھی کہ ملنے والوں کا دل نہیں بھرتا تھا، جو شخص ایک مرتبہ آپ سے مل لیا کرتا تھا، وہ آپ سے دوبارہ ملاقات کرنے کی تمنا ہمیشہ اپنے دل میں رکھتا تھا، آپ کا اندازِ زندگی اور آپ کی ہر ادا لوگوں کو انتہائی حد تک بھلی معلوم ہوتی تھی، آپ کا مزاج بہت نرم اور مشفقانہ اور آپ کا اندازِ گفتگو بہت میٹھا تھا، آپ کا اندازِ تربیت بھی بہت سادہ، دلکش اور نرالا تھا، آپ لوگوں کی دل شکنی اور دل آزاری سے بہت احتیاط کرتے تھے، آپ اپنے سے ملنے والے ہر چھوٹے اور بڑے کا اور خانقاہ رائے پور میں آنے والے ہر مہمان کا بہت اکرام واحترام کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے کھانا نکال کر ان کو کھلاتے تھے، آپ سے ملنے والے ہر شخص کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ گویا آپ سب سے زیادہ اسی سے محبت کرتے ہیں، یہی وجہ تھی کہ آپ کی شخصیت میں بے پناہ کشش تھی، لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے، وہ آپ سے مل کو بہت خوش ہوتے تھے اور آپ سے اپنی ملاقات کے واقعات بیان کرتے اور سناتے رہتے تھے۔

مقبولیت ومحبوبیت

آپ کو اللہ نے لوگوں کے درمیان جو مقبولیت اور محبوبیت عطا فرمائی تھی، اس کی کوئی دوسری مثال موجودہ دور میں بہت کم نظر آتی ہے، آپ سے ملاقات اور فیض یابی کے لئے ہر دن بہت بڑی تعداد میں لوگ پورے ہندوستان سے سفر کر کے خانقاہ رائے پور میں آتے تھے، آپ کی شخصیت کی طرف لوگوں کا جو رجوع ہوا اور آپ کی ذات سے جتنی بڑی تعداد میں لوگوں نے دینی، روحانی اور عرفانی فیض حاصل کیا، اس کی مثال بہت کم ملتی ہے، کم سے کم موجودہ وقت میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں، اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ ۱۳؍فروری ۲۰۱۸ء کو آپ کو الوداع کہنے اور آپ کے آخری سفر میں شامل ہونے اور آپ کی نماز جنازہ

میں شرکت کرنے کے لئے اتنی بڑی تعداد میں لوگ خانقاہ رائے پور پہنچے تھے کہ ماضی قریب میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی، ہر طرف لوگوں کا سیلاب نظر آتا تھا، لوگ آپ کو کاندھا دینے اور آپ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے بالکل دیوانے بنے ہوئے تھے، ہر طرف نفسانفسی کا عالم تھا۔ اس دن آپ کے آخری سفر میں آنے کے لئے پورے ضلع سہارن پور میں ایک بھگدڑ سی مچی ہوئی تھی، آپ کے جنازے میں غیر مسلم برادرانِ وطن بھی بہت بڑی تعداد میں شامل ہوئے، سرزمینِ رائے پور نے ایسا منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، ۱۳؍فروری کو آپ کے جنازہ کا مجمع غالب گمان اور اندازہ کے مطابق اسلام کی ساڑھے چودہ سو سال کی تاریخ کے چند بڑے جنازوں میں سے ایک تھا۔ یہ اس محبت وعقیدت کا ایک مظہر تھا جو اللہ نے اپنے تعلق کی نسبت سے لوگوں کے دلوں میں آپ کے لئے بھر دی تھی۔

مفتی عبدالقیوم صاحب اور خانقاہ رائے پور☆

خانقاہ رائے پور اصلاح وتربیت کا مرکز

خانقاہ رحیمیہ رائے پور جو شروع ہی سے اصلاح وتربیت اور رشد وہدایت کا عظیم مرکز رہی ہے، ہزاروں بندگان خدا کو یہاں سے کمال ایمان اور یقین واذعان کی کیفیات حاصل ہوئی ہیں، اور سنت وشریعت سے وابستگی کی دولت بیداد کا حظ وافر عطا ہوا ہے، جس پر زمانہ اور تاریخ شاہد عدل ہے۔

خانقاہ کا نظم وانصرام شروع سے آج تک جاری ہے

یہاں چونکہ ہمہ وقت اور ہر دن ہزاروں لوگوں کی آمد ورفت رہتی ہے اور اپنی اصلاح وتربیت کے لیے اور اپنی پریشانیوں سے خلاصی کے لیے یہاں کی مجالس میں حاضری اور دعاء کے لیے یہاں خلق کثیر اور بندگان خاص کا جو بے پناہ رجوع ورجحان پایا جاتا ہے، وہ کسی سے پوشیدہ ومخفی نہیں، اس طرح کی گرویدگی اور رجوع کی مثالیں کہیں خال خال ہی نظر آتی ہوں گی، ان آنے والوں اور حاضرین وصادرین کو یہاں روحانی وعرفانی غذا بھی فراہم کی جاتی ہے، ان کے سامنے اصلاح وتربیت کی باتیں بھی بیان کی جاتی ہیں، عارفانہ مضامین بھی پڑھے جاتے ہیں، اور انہیں ذکر کی مجالس میں بھی بٹھایا جاتا ہے اور ان سے ذکر بھی کرایا جاتا ہے، جو تقرب الٰہی کا اہم ذریعہ ہے، یہ سلسلہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ بانی خانقاہ کے دور سے آج تک الحمدللہ بڑے اہتمام اور نظم وانصرام سے جاری ہے، اس وقت عوام الناس کے ساتھ اخص الخواص حضرات، اساطین امت، علمائے ملت

☆مولانا سلیم احمد قاسمی رئیس فیض الرشید اوماہی کوٹہ، سہارنپور

بالخصوص دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کے بڑے اساتذہ واکابر بھی یہاں تشریف فرما ہوتے اور اصلاح نفس، معرفت وعرفان، تزکیہ واحسان کی باتیں کرتے، اس کی تفصیل ''تذکرہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ'' اور راقم سطور کی کتاب ''دبستان معرفت کے ایک گوہر شب چراغ'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

خانقاہ رائپور میں وقت کی بڑی بڑی شخصیتوں نے کسب فیض کیا

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے بعد آپ ہی کے تربیت یافتہ خادم خاص حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی مسند نشینی کے دور میں ذکر وفکر کی مجلسوں کے رنگ میں اور نکھار پیدا ہوا، اور اسے بڑا ہی عروج وشیوع حاصل ہوا، اور اس وقت ملت کا عظیم سرمایہ اور اہم شخصیات کا یہاں اجتماع ہونے لگا، وہ منظر کیسا پُر کیف ہوگا جب یہاں عالم اسلام کی عظیم ہستی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ جیسی عبقری ویگانۂ روزگار ہستیاں اکتساب فیض کرتیں، اس خانقاہ میں پہلو بہ پہلو جلوہ افروز نظر آتیں، پھر یہ سلسلہ اسی عروج وتابانی کے ساتھ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے دور میں بھی جاری رہا اور اس وقت بھی دیکھا گیا کہ لوگ جوق در جوق یہاں حاضر ہوکر اپنے نفس کا تزکیہ، قلب کا تصفیہ اور باطن کی اصلاح کرتے رہے، پھر آپ کے پاکستان ہجرت کر جانے کے بعد تکوینی نظام کے تحت قدرت نے اپنی حکمت بالغہ سے اس خانقاہ کی مسند نشینی کے لیے عارف باللہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ کا انتخاب فرمایا، جو حقیقت میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب ہی کے تربیت یافتہ تھے، آپ کے دور میں تو جیسی مرکزیت ومرجعیت اس خانقاہ کو حاصل ہوئی، مشکل ہی سے اس کی کوئی مثال مل سکتی ہے؛ بلکہ راقم کی نظر میں تو یہ عدیم النظیر مثال ہے، جن

لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا ہے، یقیناً وہ اس کے اقرار واعتراف پر خود کو مجبور پائیں گے۔

شاہ عتیق احمد صاحب کی مسند نشینی

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحبؒ چونکہ کئی برسوں سے کافی علیل تھے، یا یوں کہہ لیجئے فنافی اللہ اور استغراقی کیفیت کا آپ پر غلبہ تھا اور انتہائی ضعف ونقاہت اور عمر کی طوالت کی وجہ سے آپ کو کافی دنوں سے چراغ سحری سمجھا جارہا تھا، اس لیے علمائے امت اور دردمندانِ ملت کی ایک کثیر تعداد اور قابل قدر واصحاب نسبت اور ارباب بصیرت وفراست حضرات نے حضرت الحاج عتیق احمد ناظم ومتولی خانقاہ رحیمیہ رائے پور سے درخواست کی کہ آپ آنے والوں کو اصلاح وتربیت کی کچھ باتیں بتادیا کریں، یوں بھی ایک زمانہ سے جب سے حضرت پر استغراقی کیفیت کا غلبہ ہوا، اس وقت سے یہاں آنے والوں اور واردین وصادرین کی نگرانی اور روحانی ومادی میزبانی کے فرائض آپ ہی انجام دیتے آرہے ہیں، اور انتہائی نظم وضبط اور قرینہ وسلیقہ سے تمام اعمال واشغال جو اس خانقاہ کا امتیاز تھا وہ بحسن وخوبی انجام دیئے جاتے رہے اور حضرت ناظم صاحب کو اس پورے ماحول اور آنے والوں سے مناسبت ہوگئی تھی اور کام کے انداز کا تجربہ ہوگیا تھا، اب جبکہ حضرت مفتی صاحب نحیف ونزار اور لاغر وکمزور بھی اتنے ہوگئے تھے کہ بیٹھنے کی سکت بھی باقی نہیں رہی تھی، بمشکل تمام چند لمحات کے لیے آپ کو بٹھا کر آپ کی زیارت کرائی جاتی، اس صورت حال کے پیش نظر یہ جانتے ہوئے کہ یہاں سے کامل مناسبت حضرت الحاج عتیق احمد صاحب ہی رکھتے ہیں، آپ ایک زمانہ سے یہاں ہمہ جہتی خدمات انجام دے رہے ہیں، حضرت مفتی صاحب کے تربیت یافتہ بھی ہیں اور حقیقی وارث وامین بھی، پھر کئی کئی نسبتیں بھی رکھتے ہیں، اپنے دادا حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ کے علاوہ امام

التصوف حضرت مولانا شاہ قمر الزماں صاحب الہ آبادی سے اور اسی طرح حضرت مولانا عبد اللہ صاحب مغیثی سے بھی آپ کو اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہے، ان عالی نسبتوں کا حامل ہونے اور یہاں سے گہری مناسبت رکھنے کی وجہ سے بہت سے علماء و اتقیاء اور دردمندان ملت نے آپ کو اس منصب کے قبول کرنے پر مجبور کیا، آپ کے انکار پر بزرگوں کا اصرار غالب رہا، بالآخر بغیر کسی خواہش وکوشش اور بلا کسی طلب ومنصوبہ سازی کے قدرت کے تکوینی نظام کے تحت ہی آپ کو یہ منصب تفویض ہوا ہے، اور یہ حقیقت بھی ہے کہ فیصلے آسمانوں میں ہوتے ہیں اور انہی آسمانی فیصلوں کے مطابق زمین پر ان کا ظہور ہوتا ہے، چنانچہ علمائے امت کا یہ فیصلہ اور اس پر ہزاروں لوگوں کی تائید وحمایت کو فیصلۂ خداوندی کے علاوہ کس چیز سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، اس کے علاوہ اگر ظاہری اعتبار سے بھی غور کیا جائے تو یقیناً جانشینی کا استحقاق آپ ہی کو تھا کیونکہ حضرت مفتی صاحب سے آپ کی بے پناہ قربت وتعلق اور خدمت کا دائرہ بہت عمیق ووسیع اور مدت مدید پر محیط ہے۔

شاہ عتیق احمد صاحب خانقاہ رحیمی اور مدرسہ کے محسن عظیم

اسی طرح اگر خانقاہ اور اس کے تحت مدرسہ کے نظم ونسق اور تعمیر وترقی پر بھی نظر ڈالی جائے تو وہ حیرت انگیز بھی ہے اور قابل رشک بھی، اسے آپ کی مجاہدانہ کوششوں، فکری بلندیوں اور خلوص وللّٰہیت کا ثمرہ ونتیجہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ واردین وصادرین اور ذاکرین و شاغلین کے لیے دینی واصلاحی ماحول اور ذکر وفکر کی گرم جوشی کے ساتھ مادی سہولیات بہم پہنچانے میں آپ اور آپ کا عملہ ہمہ وقت سرگرم وتازہ دم نظر آتا ہے، اور خانقاہوں کا جو مقصد ہے اس سے یہاں سرمو انحراف نہیں پایا جاتا، یہاں کے حسن انتظام اور خوش سلیقگی پر آنے والے تہنیت وتبریک کے کلمات پیش کرتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ جب سے آپ کے کندھوں پر نظامت وتولیت کا بار آیا ہے آپ نے خانقاہ کے انتظام وانصرام اور

نظم وضبط اور تعمیر وترقی میں جو چار چاند لگائے، وہ کسی سے پوشیدہ ومخفی نہیں اور جو تعصب و تعنت سے پاک سنجیدہ رائے اور پیشانی کی آنکھ رکھتا ہے وہ یقیناً اس کا اقرار واعتراف کرے گا کہ نظام اصلاح وتربیت اور آنے والوں کی ہر ضرورت وخدمت کو احسن طریقہ پر یہاں انجام دیا جاتا ہے، کبھی کوئی خامی یا اتفاقی طور پر کوئی تقصیر ہوجاتی ہے تو انسانی اور بشری اعتبار سے اس کا ہوجانا بھی ناگزیر ہے۔

جانشینی پر مبارکبادی

الحمدللہ آپ کیلئے یہ خوش آئند اور لائق اطمینان بات ہے کہ کسی سنجیدہ طبقہ، مرکزی ادارہ اور ذمہ دار وقابل ذکر شخصیت کی طرف سے اس انتخاب پر کوئی نکیر نہیں کی گئی ہے؛ بلکہ اسے حسن قبول عطا ہوا ہے اور آپ کو مبارکبادی کے پیغامات بھی ملے ہیں جو آپ کیلئے سعادت مندی ونیک فال کے ساتھ اطمینان قلبی کے ضامن بھی ہیں: ع

داتا رکھے آباد ساقی ترے مہ خانے کو

چراغ سحری بھی آخرش گل ہو ہی گیا☆

مفتی صاحب ایک گوہر شب چراغ تھے

۱۳ر فروری ۲۰۱۸ء بروز منگل کی علی الصبح آفتابِ دنیا کے نمودار ہونے سے پیشتر ہی عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ کی صورت میں وہ ٹمٹماتا چراغِ سحری بھی آخرش گل ہوگیا، جس کی لَو کسی قیامت سے کم نہ تھی، یقین ومعرفت اور اصلاح وتربیت کا یہ ایک ایسا گوہرِ شب چراغ تھا جس کی ضوفشانی سے تزکیہ وتصوف کی کتنی ہی بستیاں روشن تھیں، اخلاق وکردار اور علم وذکر کی ایسی شمع جہاں دینِ محمدی کے پروانے ہروقت جمع رہتے ، وہ ایسی دکانِ معرفت کے امین تھے جہاں روحانی مریضوں کیلئے دوائے دل کے نسخے تجویز کئے جاتے ، جہاں غیراللہ سے کچھ بھی نہ ہونے کا عقیدہ اور حقیقی ذات باری سے سب کچھ ہونے کا یقین، شرک وبدعت زدہ ذہنوں میں راسخ کیا جاتا، انہیں شرح وبسط کے ساتھ بعثتِ انبیاء کے مقاصد سے روشناس اور فی سبیل اللہ کے حقیقی وتوسیعی مفہوم سے بھی مطلع ہونے کی تلقین کی جاتی، الغرض ہر کسی کو اس کے حسبِ حال صلاح وصالحیت کی طرف سبقت کرنے کی ترغیب دی جاتی کہ یہی اہل دل بزرگوں کا طریق رہا ہے: ع

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

مفتی صاحب مشائخ رائے پور کی یادگار تھے

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ اپنی سیرت وصورت، علم ومعرفت کی

☆ مولانا محمد ساجد قاسمی استاد جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ، سہارنپور

جامعیت اور کارِ نبوت پر عامل رہنے کی حیثیت سے اُن عالی قدر قدسی صفات مشائخِ رائے پور کی یادگار تھے جنہوں نے پورے برصغیر میں خصوصاً اور جنوبی ایشیاء میں عموماً تعمیر انسانیت، تہذیب نفوس اور جادۂ مستقیم پر ثابت قدم رہنے کی طرح ڈالی ، اتباعِ سنت وشریعت کا عمومی ذوق پیدا کرنے کے ساتھ مستی توحید کے میخانے آباد کئے جہاں شام وسحر عشقِ الٰہی کے جام ومینا لنڈھائے جاتے ، سالکین وطالبین آتے اور بقدرظرف استفادہ کرکے کامیاب وکامران ہوتے ۔

عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے نکلا

ابھی تک صرف کتابوں میں پڑھا اور اپنے بزرگوں سے سنا تھا کہ اللہ کے عاشقین اس کی رضا کا پروانہ ملنے کے بعد عام انسانوں کیلئے بھی محبوب بن جاتے ہیں ”مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ“ کی تفسیر ۱۳ر فروری ۲۰۱۸ء کو اس وقت سازِ دل کو چھیڑ رہی تھی جب لاکھوں انسان جن میں بچے، جوان اور بوڑھے بھی تھے، نماز جنازہ میں شرکت کیلئے افتاں وخیزاں خانقاہ رائے پور کی طرف رواں دواں تھے تاکہ وہ یہاں کے تاج دار کو آخری سلامی دے سکیں، اللہ! اللہ عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے نکلا، ہرطرف سر ہی سر نظر آرہے تھے، تمام چھوٹے بڑے مدارس وجامعات اور دینی وتبلیغی مراکز کے ذمے داران ووابستگان رشک بھرے انداز میں یہاں جمع تھے، عالم عربی کی ممتاز دینی شخصیت شیخ محمد یوسف القرضاوی نے کہیں لکھا ہے کہ بعض جنازے استصواب رائے کی حیثیت رکھتے ہیں جو میت کے عنداللہ مقبول ہونے کی شہادت بن جاتے ہیں، حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کے جنازہ کی تو اس بابت مثال دی جاتی ہے جو تاریخ کے سینہ پر ہمیشہ محفوظ رہے گی، حضرت مفتی صاحبؒ کے جنازہ میں لکھوکھا افراد کی شرکت نے ماضی قریب کے سبھی ریکارڈ توڑ دئے، ذمے دار اور محتاط شخصیتوں کی زبانی بھی یہی سنا گیا کہ مشاہدہ کی دنیا میں اتنا بڑا مجمع کسی جنازہ میں

نہیں دیکھا گیا، بلاشبہ یہ اژدحام کبیر خانقاہِ رائے پور کی ہر دل عزیزی اور مرحوم والا صفات کی عنداللہ محبوبیت کا نتیجہ تھا، اللہ آپ کے درجات بلند تر فرمائے۔

مفتی صاحب کی پیدائش اور تعلیم وتربیت

مفتی عبدالقیوم رائے پوریؒ نے یکم جنوری ۱۹۳۳ء کو حافظ راؤ محمد ایوبؒ کے یہاں آنکھیں کھولیں، جو قطب زماں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کی مجالسِ ذکرو اصلاح کے حاضر باش اور دہرادون میں امامت کے فرائض سے وابستہ تھے، عہد طفولیت گھر پر ہی گذرا، یہیں مدرسہ فیض ہدایت رحیمی میں نورانی قاعدہ سے آپ کی بسم اللہ ہوئی، مکتبی تعلیم اور حفظ وغیرہ اپنے والد کی نگرانی میں مکمل فرمائی، بعد ازاں جامعہ اسلامیہ ریڑھی میں عربی درجات اور درس نظامی کے بعض زینے طے کر کے جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخل ہوئے، جہاں چند سال رہ کر آپ نے ۱۹۵۶ء میں سند فراغ پائی، اس زمانہ میں دورۂ حدیث کے اندر کل ۷۴ر طلبہ تھے، آپ نے امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کر کے اکابر مظاہر علوم سے خصوصی انعام بھی حاصل کیا، دریں اثنا فقہ وفتاویٰ کی نکتہ داں شخصیت حضرت مولانا مفتی سعید احمد اجراڑویؒ سے یہیں افتاء کی تکمیل وتمرین کی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی اور فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین قدس سرہ آپ کی نیک نہادی اور رائے پور سے انتساب کی وجہ سے آپ کے بڑے قدر دان تھے؛ بلکہ شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ تو آپ کو اسی وقت پیار میں ''حضرت رائے پوری'' کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔

مفتی صاحب کی دینی وعلمی خدمات

مظاہر علوم سے فراغت کے بعد برائے تدریس آپ مدرسہ خادم العلوم باغونوالی چلے گئے، جہاں آپ نے قدوری، نورالایضاح، کنزالدقائق، شرح وقایہ، علم الصیغہ اور کافیہ کی

مثالی تدریس کا وظیفہ نبھایا، اس وقت آپ کی عمر محض ۲۶ رسال تھی، لیکن تقویٰ و پاکبازی جیسے اوصاف پہلے دن سے خمیر میں شامل تھے، مزید برآں صالح والدین کی تربیت وتاثیر اور رائے پور کے اس وقت کے روحانی اثرات آپ پر سایہ فگن ہو چلے تھے جو گردش شب وروز کے ساتھ ترقی پذیر تھے، اسی لئے نگاہ شناس عارفین نے بھی آپ کے اندر آثارِ ولایت کو بخوبی تاڑ لیا تھا۔

مفتی صاحب کا اصلاحی تعلق اور اجازت وخلافت

مظاہر علوم کے زمانۂ طالب علمی میں آپ کا اصلاحی تعلق اگرچہ جنیدِ زماں حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ رام پوریؒ سے قائم ہو گیا تھا، لیکن یہ سوزش عشق مسلسل بے چین کئے رکھتی تاآں کہ قطب دوراں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاںؒ اور دوسرے بزرگوں نے رائے پور کی نسبت کو دوسروں تک منتقل کرنے کا آپ کو مجاز بنایا، حضرت شاہ صاحب کی کیمیا اثر نظر آپ پر بچپن ہی سے پڑی ہوئی تھی، چنانچہ جس سال حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے رمضان منصوری میں گذارنے کا منصوبہ بنایا تو تراویح پڑھانے اور اس میں قرآن سنانے کا شرف مفتی عبدالقیوم ہی کو بخشا، جبکہ سماعتِ قرآن کیلئے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قدس اللہ اسرارہما کو مامور فرمایا تھا، یہاں کے ریاضات ومجاہدات اور ذکر اللہ کی ضربوں نے آپ کے اندرون پر کیا نقوش ثبت کئے ہوں گے اسے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

مظاہر علوم میں آپ کا تقرر

مظاہر علوم کے اہل انتظام وکبار اساتذہ اپنے اس ہونہار فاضل کی علمی استعداد تام سے چونکہ پہلے ہی واقف تھے جبکہ مزید شہرت ان کے ابتدائی تدریسی تجربات کی نیک نامی سے

ہوگئی تھی، جیسے ہی آپ نے باغونوالی کو خیر باد کہا، مظاہر علوم کے دیوار و در آپ کے منتظر تھے، چنانچہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں ناقلِ فتاویٰ کی حیثیت سے آپ کا تقرر مظاہر علوم میں کرلیا گیا، فقہ وفتاویٰ میں آپ نہایت متبحر اور زمانہ شناس واقع ہوئے تھے، فقہ کی جزئیات وکلیات کا استحضار رکھنے کیساتھ مستفتی کے ظروف واحوال اور مقتضیات رخصت وعزیمت سے اغماض ان کا شیوہ نہ تھا، اس کے ساتھ اتباعِ نفس اور شائبہ تلفیق کا ان کے یہاں گذر نہ تھا، فتاویٰ نویسی کے ساتھ اس کی تدریس بھی حضرت مفتی صاحب کے ذمے سالہا سال رہی، وہ اعلیٰ درجہ کے کامیاب مدرس اور مقبول استاذ تھے۔

مظاہر علوم سے کنارہ کشی

آپ ہی سے مظاہر علوم میں ہدایہ پڑھنے والے جامعہ اشرف العلوم رشیدی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا وسیم احمد سنسارپوری بتاتے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب کی تدریس وتفہیم کانوں کو بھلی معلوم ہوتی تھی وہ دھیمی مگر رسیلی آواز میں گویا ہوتے؛ لیکن اس کا جادو ہر قریب وبعید کے سر چڑھ کر بولتا تھا، آپ کی ذات گرامی مجموعۂ حسنات تھی، حق کی حمایت اور ہلٹر بازیوں کی ناروا طرف داری میں وہ بے حد حساس واقع ہوئے تھے، جب مظاہر علوم میں سوسائٹی رجسٹریشن اور وقف ایکٹ کا معرکۃ الآراء بحران در آیا تو اپنی سادگی وبے نفسی اور فریق نہ بننے والی طبیعت سے پریشان ومنقبض سے رہنے لگے تھے، احقاقِ حق کی سنت پر عمل کرنے کے باوجود بالآخر انہوں نے اس سنامی طوفان کے در آنے سے پہلے ہی مظاہر علوم سے علیحدگی اختیار کرلی جس نے مظاہر علوم کو دولخت کردیا تھا۔

خانقاہ رائے پور کی مسند نشینی

مظاہر علوم کی ۲۲؍سالہ تدریسی کامیاب زندگی کے بعد بالآخر ۱۹۸۵ء میں آپ اسی خانقاہ عالیہ رائے پور میں مسند نشیں ہوگئے جس کے انتظامی امور کی دیکھ ریکھ اس سے پیشتر

ہی آپ کو حاصل تھی، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے پاکستان منتقل ہونے کے بعد روح وروحانیت کی فضا ماند پڑرہی تھی لیکن اس مرشدِ کامل نے یقین ومعرفت کے ایسے چراغ جلائے کہ ایک مرتبہ پھر خدامستوں کو یہاں قرار میسّر آنے لگا، فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفۂ باصفا اور خانقاہ رائے پور کے مرشد اول حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے شریعت وطریقت کے سنگم کا جو رول ماڈل مخلصینِ امت کو دیا تھا حضرت مفتی صاحب نے اسی کے تعارف وابلاغ پر اپنی حیات طیبہ تج وفا کردی اور اپنی دینی مخلصانہ خدمات کا صلہ پانے کیلئے اللہ کے دربار عالی میں پہنچ گئے "تغمده الله بغفرانه و ادخله فسيح جناته"۔

اللہ ان کے نسبی وروحانی وارثین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور اس چمنستانِ معرفت ویقین کو تاابد شاداب رکھے، آمین۔

آمِیْنُ آمِیْنُ لَا اَرْضٰی بِوَاحِدَةٍ – حَتّٰی اُضِیْفَ اِلَیْهَا اَلْفَ آمِیْنَا

خانقاہ رائے پور کا مورث وامین ☆

خانقاہ رائے پور کا پس منظر

"خانقاہ رائے پور" ان بزرگان دین اور اہل اللہ کی روحانی اور اصلاحی تربیت گاہ ہے، جس کے بانی ومبانی اور معمارِ اول قطب عالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ تھے، جنہوں نے "لا الہ الا اللہ" اور اللہ اللہ! کی ضربوں سے رائے پور کی خانقاہ کو تادم حیات مسحور اور اس کی فضا کو معطر رکھا، اِن کے چلے جانے کے بعد اس خانقاہ کے سچے جانشین شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ ہوئے جنہوں نے اپنے شیخ ومرشد کے بتائے ہوئے طریقے پر عوام وخواص کو باطنی فیض اور روحانی اصلاح وتربیت کے سلسلہ کو جاری رکھا، آپکے بعد اس خانقاہ کے جانشین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رائے پوریؒ ہوئے جنہوں نے اس خانقاہ کو ذکر وشغل کی مجلسوں سے آباد رکھا، جس طرح دونوں شیوخ کے زمانے میں ذکر وشغل کی مجلسیں سجتیں اور آراستہ ہوتی رہیں، اسی طرح حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے دور میں بھی یہ سلسلہ جاری وساری رہا اور لوگ جوق در جوق خانقاہ رائے پور حاضر ہوکر اپنے نفس کا تزکیہ، قلب کا تصفیہ اور باطن کی اصلاح کرتے رہے، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رائے پوریؒ کے پاکستان ہجرت کرجانے کے بعد یہ خانقاہ ویران سی ہوگئی اور عوام وخواص ذکر وفکر کی روحانی مجلسوں سے محروم ہوگئے۔

خانقاہ رائے پور کی ویرانی

دبستان معرفت کے ان شیوخ ثلاثہ کے رخصت ہوجانے کی وجہ سے اکابرین

☆ مولانا حمیداللہ قاسمی کبیرنگری معاون مدیر ماہنامہ "نقوش اسلام" مظفرآباد، سہارنپور

حضرات خانقاہ کی آبیاری وشادابی اور اس کی تعمیر وترقی کے لئے فکرمند اور کوشاں رہتے تھے اور دلِ بیقرار سے یہی کہتے کہ جس خانقاہ کی شان وشوکت کا یہ حال ہوا کرتا تھا کہ جہاں پہلے طبیعتیں بہلتی تھیں اور اللہ! اللہ کی نغمہ ریزیوں سے دلوں کو سکون ملتا تھا، جس کی روحانی فضا معمور اور جس کے رندان بادہ خوار ذکر کی حلاوت سے مخمور ہوتے اور جہاں امت کے پیچیدہ اور مشکل مسائل حل کئے جاتے، یہی نہیں؛ بلکہ عوام وخواص کی رہبری اور رہنمائی ودستگیری کے فرائض بھی انجام پاتے، جہاں تھکی ہاری انسانیت کو قرار اور سکون میسر ہوتا تھا، آج اس خانقاہ کا یہ حال ہوگیا ہے کہ وہاں سے گزرنے والا ہر شخص تڑپ اٹھتا اور خانقاہ کے ماضی کی شان وشوکت، عظمت رفتہ اور باغ وبہار کی اُس پہلی حالت وکیفیت کو یاد کرکے ماتم کناں ہوجاتا، جگرشق ہونے لگتا، کلیجہ منہ کو آنے لگتا، خانقاہ کے ماضی کی باغ وبہار اور جنت نشاں کا منظر یاد آنے لگتا۔

خانقاہ رائے پور کی نشاۃ ثانیہ

اسی کرب وبے چینی کے عالم میں تقریباً ۲۵؍سال گزر گئے، خدا کی قدرت دیکھئے کہ اس خانقاہ کو نشاۃِ ثانیہ کے طور پر دوبارہ وحدہ لاشریک نے ایک ولی کامل، عارف باللہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نوراللہ مرقدہ کی ذات گرامی سے رونق بخشی اور یہ خانقاہ پھر سے عوام وخواص کی توجہ کا مرکز بن گئی اور ایک بار پھر ذکر وفکر کی مجلسوں سے آباد ہوگئی، لوگ پروانہ وار آکر جمع ہونے لگے۔

مفتی صاحب بزرگوں کے خواب کی حسین تعبیر

خانقاہ میں حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کے جلوہ گر اور مسند نشین ہونے کی وجہ سے اکابر علماء کرام، مشائخ عظام اور صوفیائے کرام کا خواب بھی شرمندۂ تعبیر ہوگیا، بالآخر ان تینوں مذکورہ شخصیات کے حقیقی جانشین اور اس خانقاہ رحیمی کے مورث وامین ولی کامل

عارف باللہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نوراللہ مرقدہ ہوئے، یہ ان حضرات کی تمنائیں تھیں کہ جنہیں مفتی صاحبؒ کی روشن پیشانی پر سنت نبویؐ کی جلوہ گری صاف نظر آتی تھی، یہی وجہ تھی کہ شروع ہی سے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کا سینہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب کے تئیں پاکیزہ جذبات اور نیک تمناؤں سے لبریز ومعمور تھا، آپ کو بارہا فرماتے ہوئے سنا گیا کہ میں اپنی آنکھوں سے اس بچہ -عبدالقیوم- کی فطرت سلیمہ میں وہ جوہر دیکھ رہا ہوں جو کم لوگوں میں پائے جاتے ہیں، یہ مستقبل میں اپنے وقت کا امام اور قوم وملت کا رہبر ومقتدا ہوگا، مزید یہ بھی فرماتے کہ یہ قوم وملت کا جوہر آبدار اور گوہر یکتا ہوگا، غرضیکہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کی آرزو اور دلی تمنا یہی تھی کہ مفتی عبدالقیوم صاحب خانقاہ رحیمیہ اور گلستان رحیمی کو اپنی ذات سے زینت اور منور فرمائیں، یہی نہیں بلکہ جب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ پاکستان جارہے تھے تو مفتی عبدالقیوم صاحب رحمہ اللہ کو یہ الفاظ کہہ کر گئے تھے کہ ”عبدالقیوم! ہم پاکستان جارہے ہیں، ممکن ہے اب واپسی نہ ہوسکے، تم خانقاہ میں پڑے رہنا، گڑے رہنا، خانقاہ کا چکر کاٹتے رہنا، لوگ تمہارے چکر کاٹا کریں گے“۔

مؤرخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

مفتی صاحب کردار نبویؐ کے پیکر تھے

حضرت مفتی صاحبؒ کی شخصیت کو یہ امتیاز وخصوصیت حاصل رہی کہ آپ استغراقیت وفنائیت کے اعلی مقام پر فائز تھے، آپ کردار نبویؐ کے پیکر، اخلاق نبویؐ کی جیتی جاگتی تصویر، اسلاف واکابر کی زندگیوں کا نمونہ اور سنت وشریعت کا آئینہ دار تھے، صحبت وتربیت نے دن بدن نکھار ہی پیدا کیا۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی نظر کیمیا

آپ اساتذہ کی نگاہوں میں محبوب ومقبول تھے، آپ کی ظاہری وباطنی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ دوران درس آپ کو ”حضرت رائپوری“ کہہ کر پکارتے تھے، اس وقت کسے خبر تھی کہ یہ نوخیز آگے چل کر حضرت رائپوری کی مسند کو رونق بخشے گا اور ان کے لگائے ہوئے گلشن رشد وہدایت کی آبیاری کرے گا، اور ہوا یونہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی قدر کی اور آخر دنیا نے کھلی آنکھوں دیکھ لیا کہ حضرت رائپوری کی نسبت حضرت مفتی صاحب کی طرف منتقل ہوئی اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا، شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کی نظر کیمیا بھی درست ثابت ہوئی:

افلاک سے کھینچی جاتی ہے سینوں میں اتاری جاتی ہے
توحید کی مئے ساغر سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

حافظ عبدالرشید صاحبؒ کی نظر کیمیا

حضرت مفتی صاحبؒ کے اخلاق وعادات کو دیکھتے ہوئے شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے خلیفہ وخادم خاص حضرت الحاج حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ نے بھی فرمایا تھا کہ: ”جن اخلاقیات وصلاحیات کی حامل شخصیت کی خانقاہ رائے پور کو ضرورت ہے، میری نظر میں مفتی عبدالقیوم صاحب کی ذات والاصفات ہے“۔

مفتی صاحب اعلی درجہ کے روحانی پیشوا

مذکورہ بالا بزرگان دین اور علماء کرام کی خواہشیں، تمنائیں اور دعائیں یہی تھی کہ آگے چل کر مفتی عبدالقیوم صاحب ہی اس خانقاہ کے مورث بنیں گے، جس کو اللہ تعالی

نے قبول کیا، بہر حال مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ اس خانقاہ کے سچے جانشین بنے اور بادل ناخواستہ اس بارگراں کو قبول کیا، مفتی عبدالقیوم صاحب نوراللہ مرقدہ کی سیرت وسوانح پر کتابیں لکھی جاچکی ہیں، مزید تفصیل سے لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ مفتی صاحب اعلیٰ درجہ کے روحانی پیشوااور باکمال علمی، ادبی اور اصلاحی مراتب پر فائز تھے، سلیم الفطرت، نیک خصلت اور خاموش طبیعت کے حامل انسان تھے، تقوی وطہارت، نظافت ونفاست، پاک فطرت اور نیک سیرت میں اپنی مثال آپ تھے۔

مفتی صاحب فرشتہ صفت انسان تھے

آپ کی ذات گرامی تصوف اور علم معرفت کے آخری مرحلہ میں فنافی اللہ تک پہنچی ہوئی تھی، آپ ایک فرشتہ سیرت انسان تھے، جنہیں دیکھ کر سلف صالحین کی یادتازہ ہوجاتی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے خمیر میں، تواضع، عاجزی، انکساری، ملنساری، سچائی، عفت وپاکدامنی، خوش خلقی اور علم وحکمت سے وابستگی ایسی رکھی تھی جس کی بدولت انہوں نے خانقاہ رائے پور کو چار چاند لگادئے، خانقاہ کانظم وضبط بطریق احسن شفافیت کے ساتھ چلایا اور شریعت وطریقت کی شمع کو اعلیٰ پیمانہ پر روشن کیا، آپ کی حالات رفعیہ کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ کے جنازہ میں عوام وخواص کا وہ جم غفیر تھا جس کو ماضی قریب میں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہوگا، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے درجات کو بلند فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خصوصیات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

مفتی صاحب ایک گرانقدر شخصیت ☆

مفتی صاحب عام وخاص میں مقبول تھے

اللہ تعالیٰ اپنے دین متین کی صیانت وحفاظت قیامت تک فرماتے رہیں گے، جہاں صیانت وحفاظت کے اور بہت سے طریقے ہیں، وہیں ایک طریقہ حضرات علماء، صلحاء، اتقیاء، ابرار، عارفین کاملین کا وجود بھی ہے، چہار دانگ عالم میں جس جگہ بھی اللہ جل جلالہ اس کی ضرورت محسوس فرماتے ہیں وہیں ایسی برگزیدہ شخصیات کو عدم سے وجود بخش دیتے ہیں، انہی اتقیا، ابرار اور عارفین میں سے وقت کا عارف باللہ، سنت نبویہ مطہرہ کے لباس سے ہم آہنگ، ہر وقت اللہ کے ذکر سے زبان تروتازہ رکھنے والا، گویا اللہ پاک کی یاد میں ہمہ وقت غرق رہنے والا یکم جنوری ۱۹۳۳ء میں بزرگوں کی سرزمین رائے پور میں آنکھیں کھولتا ہے، کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہ بچہ جو حافظ محمد ایوبؒ کے دامن میں آیا ہے، کچھ ہی دنوں بعد عالم اسلام کے ایک بڑے طبقہ اور علاقہ کو اپنی تواضع، عاجزی اور انکساری اور منکسر المزاجی، نرم اور شیریں گفتگو اور اخلاق حمیدہ فاضلہ کے باعث اپنی توجہ کا مرکز بنانے والا ہے، اور کسی کو کیا معلوم تھا کہ اس مرد قلندر اور فانی فی اللہ وعاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں شرکت کرنیوالے ہجوم میں اس دن رائے پور بستی انسانیت سے لبالب ہوجائیگی: "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ" جو عنداللہ مقبولیت کی علامت ہے، یہ مقبولیت اور محبوبیت اللہ کی جانب سے اس کے خاص بندوں کو حاصل ہوتی ہے، یہ مقبولیت اللہ تعالیٰ کی جانب سے روئے زمین پر ڈالدی جاتی ہے، جسکی وجہ سے اللہ کے بندے اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں، جیسا کہ احادیث مبارکہ سے بالکل صاف اور واضح معلوم ہوتا ہے۔

☆ مولانا عبدالواجد ندوی استاد جامعہ اشرف العلوم رشیدی، گنگوہ

مفتی صاحب کی بعض خصوصیات

اس کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہوتا ہے کہ کون کیا کرے گا اور کون کس مرتبہ کا انسان بنے گا، حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ بچپن ہی سے ایک نیک صفت اور نیک طبیعت سادہ لوح اور ولی صفت انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے خمیر میں تواضع، عاجزی، انکساری، ملنساری، سچائی، عفت و پاکدامنی، خوش خلقی، گوشہ نشینی، علم وحکمت سے وابستگی اور دوستوں کے ساتھ انتہائی شفقت کے ساتھ ملنا، جیسی صفات حمیدہ پیدا فرمائی تھیں۔

قاری شریف احمد صاحبؒ مفتی صاحب کے یہاں قیام فرماتے

راقم الحروف سے مولانا قاری عبیدالرحمٰن صاحب قاسمی نے ایک مذاکرہ کے دوران بتایا کہ والد ماجد حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ جب سہارنپور تشریف لے جاتے تھے، تو آپؒ کے شہر سہارنپور میں تین ٹھکانے ہوا کرتے تھے:

(۱) اگر دوپہر کے وقت جاتے تو مدرسہ مظاہر علوم میں حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحبؒ کے یہاں قیام فرماتے تھے۔

(۲) اگر مدرسہ کے لئے لکڑی خریدنی مقصود ہوتی تو ریلوے لائن کی مسجد میں اپنے دوست کے پاس قیام فرماتے، چنانچہ پھر وہ ان کو لکڑی فراہم کیا کرتے تھے۔

(۳) اور اگر کسی اور وقت تشریف لے جاتے تو تھوڑی دیر مفسر قرآن حضرت مولانا بشیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے پاس قیام کا ارادہ رکھتے، اس سے حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب گنگوہیؒ اور حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ کے مابین تعلق کا اندازہ ہوتا ہے۔

اکابرین کے آپس میں تعلقات

یہ حضرات ہمہ وقت خوف خدا سے ہم آہنگ رہتے تھے، نیز اپنے احباب و اصدقاء کا بھی خوب خیال فرماتے تھے، اور آپس میں بے لوث و بے غرض اللہ کے لئے محبت رکھتے تھے، حضرت رائے پوریؒ حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ، حضرت مولانا بشیر احمد صاحبؒ، حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالمالک صاحبؒ سابق ناظم مالیات مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یہ تمام حضرات ایک دُوسرے سے بے حد محبت فرماتے تھے، نیز ایک دُوسرے کے ذاتی معاملات میں بھی خوب خیال فرماتے تھے، ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ سفر حج سے لوٹ رہے تھے تو وہاں ان کو کسی صاحب نے گیس سلنڈر ہدیہ کردیا، حضرت اس کو لیکر سہارنپور تشریف لائے اور حضرت مولانا عبدالمالک صاحبؒ سے فرمایا کہ حضرت اس کو بھروا دیجئے تو حضرت نے اپنے بڑے صاحبزادے محمد اقبال سلمہ اللہ کے حوالہ کیا، غرضیکہ اس طرح کی محبت ان حضرات اولیاء باصفا کے درمیان موجود تھی کہ ایک دُوسرے کے ساتھ بالکل بے تکلفی کے ساتھ رہتے تھے، گویا کہ تمام اُمور و معاملات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے، اور آیات و روایات کو اپنے اذہان میں ہر وقت متحضر فرماتے تھے۔

آپس میں ایک دوسرے سے قرآن کی وجہ سے محبت کرنیوالے

ان حضرات کی اس آپسی مؤدت ومحبت پر بہت سی احادیثِ مبارکہ بہت عمدہ انداز میں دلالت کررہی ہیں جن میں سے چند فائدہ کے پیش نظر تحریر کی جارہی ہیں: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں بہت سے بندے ایسے ہوں گے جو نہ نبی ہوں گے اور نہ شہید ہوں گے، لیکن قیامت کے

دن انبیاء اور شہداء بھی اُنکے مرتبہ کی وجہ سے (جو اللہ کے نزدیک ہے) ان پر رشک کریں گے، حضرات صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ! کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں ایک دُوسرے سے قرآن کریم کی وجہ سے محبت کریں گے‘‘، ان کی آپس کی یہ محبت نہ آپس کی رشتہ داریوں کی وجہ سے ہوگی اور نہ اموال کے لین دین کی وجہ سے (یہ محبت صرف اللہ تعالیٰ سے تعلق کی بنیاد پر ہوگی) اللہ کی قسم ان کے چہرے منور ہوں گے اور وہ نور پر بیٹھیں ہوں گے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت: ’’اَلَااِنَّ اَوۡلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَاھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ‘‘ تلاوت فرمائی، اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ اولیاء اللہ کے بارے میں جو یہ فرمایا ہے کہ ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے، اس سے قیامت کے دن بے خوف اور اطمینان ہونا مراد ہے، لہٰذا یہ اشکال دُور ہو جاتا ہے کہ بعض مرتبہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو خوف لاحق ہوا اور بعض احوال میں غمگین ہوئے، اسی طرح بہت سے اولیاء اللہ پر بعض حالات میں خوف اور حزن یعنی غم طاری ہوا کیونکہ یہ دُنیاوی احوال ہیں، آخرت میں یہ حضرات خوف وحزن سے محفوظ ہوں گے، یہ جو فرمایا کہ حضرات انبیاء اور شہداء بھی ان کا مرتبہ دیکھ کر ان پر رشک کریں گے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرات انبیاء اور شہداء خوف زدہ اور غمگین ہوں گے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اُمتوں کے مسائل حل کرنے، ان کے بارے میں گواہی دینے اور ان کی سفارشیں کرنے میں مشغول ہوں گے، حضرات شہداء کرام بھی سفارش میں لگے ہوں گے اور دُوسرے اولیاء اللہ بے فکر و بے غم ہوں گے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ رشک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات ان لوگوں کی تعریف کریں گے، جنہوں نے اللہ کیلئے آپس میں محبت کی ہوگی۔

آپس میں محبت کا عمل

نیز آپسی بھائی چارے و محبت اور پیار کے متعلق رحمت عالم حضرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے بہت خوب رہبری فرمائی، ارشاد نبویؐ ہے: ’’وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ لَاتَدۡخُلُوۡا الۡجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤۡمِنُوۡا وَلَاتُؤۡمِنُوۡا حَتّٰی تَحَابُّوۡا، اَوَلَا اَدُلُّکُمۡ عَلٰی شَیۡئٍ اِذَافَعَلۡتُمُوۡہُ تَحَابَبۡتُمۡ؟ اَفۡشُوۡا السَّلَامَ بَیۡنَکُمۡ‘‘۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم جنت میں نہیں جاسکتے جب تک تم مؤمن نہ ہو اور تم مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک باہم محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتلادوں کہ اگر تم اس پر عمل کرو تو باہم محبت کرنے لگو، آپس میں سلام کو عام کرو۔

ہر ایک کو سلام کرو، پہچانو یا نہ پہچانو!

اہل ایمان کے درمیان محبت درحقیقت ایمان کی علامت ہے، ایمان کامل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور جو اس محبت میں شریک ہیں اور جو اس سلسلہ میں جڑے ہوئے ہیں، ان کے درمیان باہم مؤدت اور محبت کا تعلق قائم ہونا ایک فطری امر ہے اور اس کی نشو ونما کے لئے اور اسکو ابھارنے اور تقویت دینے کے لئے باہم ایک دُوسرے کو کثرت سے سلام کرنا، ہر شخص کو سلام کرو ’’عَرَفۡتَ اَمۡ لَمۡ تَعۡرِفۡ‘‘ پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو، ایک دُوسرے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں محبت کرنیوالوں کے اجر کی بابت ارشاد فرمایا، حدیث قدسی ہے کہ ’’بروز قیامت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے تھے، آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ عطا کروں گا، جبکہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا‘‘۔

اللہ کے ولیوں سے عداوت اور دشمنی نہیں کرنی چاہئے

اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائیں گے کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کا باہمی تعلق میری وجہ سے

تھا، میری اطاعت کے لئے تھا اور میری عظمت وجلال کے باعث تھا، آج میں ان کو اپنے سایہ میں لیتا ہوں یعنی میں نے انہیں اپنے دامانِ رحمت میں لے لیا، اسی لئے حضرات اولیاء اللہ سے بغض وعداوت اور دُشمنی نہیں رکھنی چاہئے، کیونکہ ان سے دشمنی اور حسد وکینہ بہت خطرناک ہے، اس لئے کہ ان کی جانب سے دفاع کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے لیا ہے: حدیث قدسی ہے: "مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیًّافَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ" جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے، دوسری حدیث میں ہے: "اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ" "تو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچ، ایسا کرنے سے دُوسروں سے بڑھ کر عبادت گزار ہو جائے گا" غرض ان حضرات کی نظر ان تمام آیات وروایات پر تھی، جس کی وجہ سے یہ لوگ آپس میں ایک دُوسرے سے اللہ کے لئے محبت بھی کرتے تھے اور اپنے اندر خوف خدا بھی رکھتے تھے۔

دنیا میں رہتے ہوئے جنت کا مزہ لینے والی شخصیت

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نوراللہ مرقدہ بہت بڑے ذاکر وشاغل انسان تھے، انکی زبان ہر وقت ذکر الٰہی سے معمور رہتی تھی، گویا اس حدیث پاک پر پورا عمل تھا کہ ہر وقت زبان ذکر اللہ سے تر وتازہ رہے، اگر آں موصوف کے متعلق یوں کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ وہ اس دارِفانی میں رہتے ہوئے جنت کا مزہ لے رہے تھے، ایک مرتبہ راقم الحروف کا حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی گنگوہی نقشبندی، محدث وناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کے ہمراہ خانقاہ رائے پور جانا ہوا، تو حضرت مرحومؒ سے بھی ملاقات ہوئی، تو ہم لوگوں نے جو مشاہدہ کیا وہ پیش خدمت ہے: آں موصوف لوگوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور زبان ذکر الٰہی میں مشغول تھی، اس طرح کہ زبان نیچے کی جانب سے تالو کے اُوپر لگ رہی تھی، کبھی زور سے اور کبھی ہلکے انداز میں اللہ! اللہ! کہہ رہے تھے، تو اس حالت کو دیکھ کر حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا کہ "موصوف دُنیا میں

رہتے ہوئے جنت کا مزہ لے رہے ہیں" واضح رہے کہ خانقاہ رائے پور کا خانقاہ رشیدیہ گنگوہ سے بڑا گہرا تعلق رہا ہے، یہ سلسلہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیمؒ صاحب رائے پوری سے آں موصوف تک پہنچا، نیز آپؒ کے بعد بھی پہنچتا رہے گا، آپ اور امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے درمیان گویا دو واسطے ہوئے، ایک حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ اور دُوسرے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ۔

مفتی صاحب نے خشک وبنجر دلوں کو شاداب کیا

موصوف مرحومؒ جب مظاہر علوم کے تدریسی مشاغل سے رائے پور منتقل ہوئے تو رائے پور جاکر علم وحکمت کے دریا بہانے لگے اور عوام وخواص کے خشک وبنجر دلوں کو ذکر وفکر سے معمور کرنے لگے، جس سے آپکی مقبولیت میں بے حد وحساب اضافہ ہونے لگا اور اللہ تعا لٰی کی طرف سے اس عاشق زار کی مقبولیت عوام وخواص میں ڈال دی گئی، جب کہ اس دوران بیماری سے بھی دوچار ہوئے، اس حقیقت سے کوئی بھی فرد بشر انکار نہیں کرسکتا کہ یہ دُنیا جس میں ہم آنکھیں کھولے ہوئے ہیں، یہ امتحان گاہ ہے، سیر وتفریح، تماشہ گاہ، آرام گا ہ اور ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے، ہماری حالت پر افسوس ہے کہ ہم نے اس کو مقصد کی چیز بنا لیا ہے، مقصدِ زندگی حقیقت میں اللہ کی بندگی ہے، اس کی یاد میں لگنا ہے، ہم میں سے کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہے جو اس دنیا میں نہ آزمایا جارہا ہو، یہ بات الگ ہے کہ حالات کی آزمائشیں مختلف انواع واقسام کی ہوا کرتی ہیں، کسی کو خوب نعمتیں اور مال ودولت دیکر آزما یا جاتا ہے، کسی کو خوب ترقی دیکر، کسی کو خوب خوشیاں دیکر، کسی کو غموں کی آندھیوں میں الجھا کر، کسی کو خوب اچھی صحت دیکر، کسی کو بیماری میں مبتلا کرکے آزمایا جاتا ہے۔

زندگی اور موت اللہ کے قبضے میں ہے

خلاصہ آخر موت اور فنا ہے، بقاء صرف اور صرف اللہ کی ذات کے لئے ہے اور کسی کے

لئے نہیں، لیکن اولیاء اللہ اور ان لوگوں کی جو ذکر و فکر اور انابت اللہ کی کیفیت سے معمور ہوتے ہیں ان کو ایسی کیفیت حاصل ہوا کرتی ہے کہ موت ان کے جسم پر تو آتی ہے، لیکن دل پر نہیں آتی جیسا کہ شاعر نے اسکا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے: ع

موت سمجھے ہے ناداں اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

گویا دنیا سے جانے کے بعد ایک دائمی اور لازوال زندگی میسر ہو جاتی ہے، اللہ پاک ہمیں اپنی اور اپنے نبی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحبت یافتہ، اللہ رب العزت کی جانب سے رضامندی کا پروانہ حاصل کرنے والے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تمام اولیاء اللہ کے نقش قدم پر صحیح طریقہ سے چلنے کی توفیق دائمی عطا فرمائے! آمین!!!

خدامستوں کی بزم میں

مفتی صاحب کی موت ایک عظیم حادثہ

نہ دیکھا کبھی میرؔ پھر وہ جمال
وہ صحبت تھی گویا کہ خواب وخیال

قطب ارشاد حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوریؒ کے وجود سے اصلاح وارشاد کی جو بزم قائم تھی وہ سونی اور ویران ہوگئی؛ بلکہ اجڑ گئی آپ کی رحلت ملت اسلامیہ ہند کیلئے ایسا شدید حادثہ ہے جس کی خلش اور تپش پوری شدت کے ساتھ امت نے اجتماعی طور پر محسوس کی اور اس شدت کے ساتھ محسوس کی کہ وہ الفاظ جواب تک مثالوں اور کنایوں تک محدود تھے کہ کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جن کی زندگی کا آفتاب اگر مشرق میں طلوع ہوتا ہے تو مغرب میں اس کی روشنی اور نور پھیل جاتا ہے، اگر مغرب میں ہو تو اہل مشرق اس سے کسب فیض کرتے ہیں، پھر یہی صورت حال ان کی موت سے واقع ہوتی ہے کہ تمام دنیا میں ان کے حادثہ کو ایک عظیم حادثہ کی طرح محسوس کیا جاتا ہے، قطب عالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ کی وفات پر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نوراللہ مرقدہٗ نے خواب دیکھا کہ سورج غروب ہوگیا اور پورے عالم کے اندر تاریکی چھاگئی، حسب معمول آپ نوافل سے فارغ ہوئے، اہلیہ نے پوچھا کہ آج عادت کے موافق نوافل کے بعد آپ نے آرام نہیں کیا، اور طبیعت بڑی غمگین معلوم ہوتی ہے، تو آپ نے برملا اپنی اہلیہ سے خواب کا اظہار کیا، اور غمگین لہجے میں فرمایا کہ اس کی دو تعبیر ہیں، ایک شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی مالٹا کی جیل میں ہیں، دوسرے حضرت

☆مولانا فتح محمد ندوی ڈائریکٹر یو-بی-اے، اسلامک ریسرچ سینٹر چھٹملپور

مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب بیمار ہیں، بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کا انتقال ہوگیا، لاریب حضرت مفتی عبدالقیوم رائپوری کی وفات پر ایسی ہی کیفیت دیکھی اور محسوس کی گئی۔

مفتی صاحب شرافت ونظافت کے مجسم پیکر تھے

بزم رحیمی کے اس خوشہ چیں اور پروردہ عارف باللہ کی موت پر پورے عالم نے اس طرح ماتم کیا کہ وہ ماتم کسی ایک فرد اور خاندان کا نہیں بلکہ فضل وکمال کے ایک عہد کے خاتمہ کا ماتم تھا، محبت اور شرافت کے مجسم پیکر کا ماتم تھا، حسن اخلاق اور سیرت وکردار کے باب کے ایک خاتمہ کا ماتم تھا، اس درویش کا ماتم تھا جس کے شجر ہائے سایہ دار تلے ہزارہا لوگ سکون خاطر کی تلاش میں دیوانہ وار چلے آتے تھے، اور جس کی دعائے نیم شبی سے ہزاروں لوگوں کی امیدیں برآتی تھیں: ؎

داغ ہی داغ نظر آتے ہیں
کس طرح قلب وجگر کو دیکھوں

نہ وہ محفل ہے نہ وہ پروانے
خاک اے شمع سحر کو دیکھوں

مفتی صاحب کی فراست ایمانی

یقیناً حضرت مفتی صاحب کی موت کا یہ حادثہ ایسا نہیں جس کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا جائے کہ ''اور بھی غم ہیں زمانہ میں محبت کے سوا'' نہیں یہ غم وہ غم نہیں جس کو مذکورہ الفاظ کا سہارا لیکر بھلا دیا جائے، واقع میں یہ امت اور خصوصاً اہل ہند ابھی اس طرح کے حادثوں کی متحمل نہیں، اس کو ابھی ضرورت ہے ان بوریہ نشینوں کی، ان قلندروں کی، جن کی روح اور

روحانیت سے یہ چمن آباد اور شاد ہے؛ بلکہ اس کی بقاء اور استحکام کے تمام فیصلے انہیں گدی نشینوں کے دربار سے وابستہ ہیں، ورنہ آج باطل اپنی پوری قوت کیساتھ مکروفریب کے تانے بانے بنانے میں مصروف عمل ہے، ہمارے پاس نہ وہ نظر ہے اور نہ وہ نظریہ اور نہ وہ بصیرت ہے اور نہ وہ بصارت جو اپنی فراست ایمانی سے چمن کے راز ونیاز سے واقف ہو اور چمن میں نالہ بلبل کے افسانے اور نغموں کو سمجھ سکے، دوسری طرف ہر ایک جماعت باہم دست وگریباں ہے، آپسی اختلاف کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو چکا ہے، اور ہر دن اس میں پوری قوت اور شدت کے ساتھ اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ مستند اور معتبر علماء کرام کو سرعام رسوا کیا جارہا ہے، افسوس کی بات یہ ہے کہ اس کام میں وہ لوگ شامل ہیں، جن کی حیثیت سماج میں بس اتنی ہے کہ ان کے نام سے گھٹن سے ہوتی ہے، دوسرے الفاظ میں وہ سماج کے نام پر ایک دھبہ ہیں، بہر حال ان سنگین حالات میں ضرورت تھی کسی مسیحا کی لیکن افسوس یہ ہے کہ مسیحائی کیلئے کوئی تیار نہیں، یا اگر تیار ہے تو سب کا اتفاق نہیں۔

مفتی صاحب کی شخصیت اللہ کی بڑی نعمت تھی

اس لئے صرف یہ خانقاہیں اور ان کے خاک نشیں ایسے تھے جہاں سب کی جبین عقیدت خم ہوجاتی ہے، اور تمام فروعی اختلاف یہاں آکر ختم ہوجاتے ہیں، اس پس منظر میں اور ان حالات میں حضرت مفتی صاحب کی شخصیت بساغنیمت تھی؛ بلکہ اللہ کی بڑی نعمت اور رحمت تھی، خصوصاً ایسے حالات میں جب بزم ایمان ویقین اور علم معرفت کی محفل سجانے اور چمنستان ہند کو بارونق بنانے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی تھی، وہ ایک ایک کرکے ہم سے جدا ہورہی ہیں، ایسا لگتا ہے کہ بادِ صبا بھی ہم سے نالہ وناراض ہے اور بار الٰہ بھی، شاید یہ ہمارے گناہوں کی نحوست اور وبال کا سبب ہے۔

مفتی صاحب فرشتوں کی بزم میں

حضرت مفتی صاحب کی عظمت اور محبوبیت کا راز جن اہم خصوصیات اور صفات میں تھا اور جن کے توسط سے آپ خدا مستوں کی انجمن میں شامل ہوئے وہ اتباع سنت، ذکر الٰہی، عشق رسول، تقویٰ وطہارت اور احسان وسلوک کے ساتھ ساتھ آپ کی مخلوق خدا سے محبت، ہمدردی اور خیر خواہی وغیرہ تھی اور یہ تمام عناصر آپ کی زندگی کا جزو لاینفک تھے، پھر جس شخص کے اندر یہ تمام مذکورہ خصلتیں جمع ہوجائیں تو وہ شخص فرشتوں کی انجمن میں شامل ہوجاتا ہے اور فلک پر فرشتے اس پر رشک کرتے ہیں:

تھا وہ تو رشک حور بہشتی ہمیں میں میر
سمجھے نہ ہم تو فہم کا اپنی قصور تھا

مفتی صاحب ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے

وہ لوگ جو آپ کی صحبت میں رہے، بیان کرتے ہیں کہ آپ ذکر الٰہی میں ہمیشہ مشغول رہتے؛ بلکہ کبھی کبھی تواتر کے ساتھ کئی کئی گھنٹہ آپ وجد کی حالت میں زبان کو ذکر جمالی سے مزین رکھتے اور عمر کے آخری دس سالوں میں تو یہ حال ہوگیا تھا کہ کچھ کھائے اور پئے بغیر مسلسل زبان سے ذکر جاری وساری رہتا، ایک مرتبہ میں نے اپنے استاذ حضرت مفتی نفیس احمد رائپوری سے حضرت مفتی صاحب کے حال اور جذب واستغراق کی اس کیفیت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے بتلایا کہ یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کسی بندے کی اس وقت کرتے ہیں جب اللہ اپنے بندے کے راز کو محفوظ کرنا چاہتا ہے، دراصل کچھ لوگوں کا آپ کے بارے میں یہ گمان تھا کہ آپ کو نسیان ہوگیا ہے، حالانکہ آپ کو نسیان نہیں تھا بلکہ یہ فنائیت تھی، حضرت مجدد الف ثانی کا مکتوب ہے: ”جان لو! جب تک وہ

موت جو موت معروف کے پہلے ہے اہل اللہ اس کو فنا سے تعبیر کرتے ہیں“۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”ماسوی اللہ کا دل پر نہ گزرنا ماسوی اللہ کے نسیان پر وابستہ ہے، جس کی تعبیر اس گروہ کے نزدیک فنا سے کی گئی“۔

مفتی صاحب کی نگاہ زنگ آلود دلوں کو پرنور بنادیتی تھی

بہرحال وحدت کی لے میں حضرت مفتی صاحب کی زبان سے یہاں کی ہر شام درخشاں اور ہر صبح پرنور تھی جو بھی عاشق زار طالب بن کر آپ کی بزم ناز میں آیا تو وہ اپنے قلب ودماغ میں افکار تازہ اور نور وہدایت کی شمع لے کر واپس ہوا، ذہن ونظر کی تشکیک اور ضلالت وگمراہی کے بت یہاں پاش پاش ہوجاتے؛ بلکہ تشکیک زدہ ذہنوں کو یہاں صفائی اور یقین کا تحفہ ملتا، بقول اقبال ”مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ“ یقیناً ایک ولی کامل کی نگاہ زنگ آلود دلوں کو پرنور بنادیتی ہے، بے اعتمادی اور بے یقینی سے جو قلب وذہن خراب ہوجاتے ہیں، ان کی مسیحا نفس نظر کی بدولت وہ راہ ہدایت پاجاتے ہیں:

وہ سحر جس کا نہ کوئی فردا ہے نہ کوئی امروز
نہیں معلوم ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

مفتی صاحب قرآن وسنت کی عملی تفسیر تھے

حضرت مفتی صاحب کی ہمہ گیر شخصیت کے جس باب کا بھی مطالعہ اور مشاہدہ کیا جائے گا تو آپ زندگی کے تمام گوشوں میں اتباع سنت کو مقدم پائیں گے، چاہے عبادات

ہوں یا معاملات، یا کسی کی تربیت کا پہلو، اس میں سنت نبویؐ اور قرآن وحدیث سے آپ ہمیشہ عملی طور پر مزین رہے، تقوی، پاکیزگی، بےنفسی اور تعلق مع اللہ یا زندگی کے دوسرے شعبوں میں آپ کے فرد فرید ہونے کا مطلب ان ہی مذکورہ چیزوں میں شامل تھا۔

مفتی صاحب کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے

تربیت کے میدان میں آپ نے کبھی اپنے متعلقین کی برائیوں کو مدنظر نہیں رکھا؛ بلکہ سالک کی اچھائیوں کو مقدم رکھتے تھے اور اس کی ذاتی زندگی میں آپ کبھی دخل نہیں دیتے، ہمیشہ اس بات کو خیال میں رکھتے تھے کہ میری ذات سے کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو پائے، یہاں تک کہ یہ معاملہ آپ کے صرف خاص لوگوں سے وابستہ نہیں تھا بلکہ ہر ایک کے ساتھ آپ کی یہی کوشش رہتی کہ کسی کو مجھ سے تکلیف نہ ہونے پائے، آپ کی برادری کے کچھ لوگوں نے یہ طے کیا کہ حضرت مفتی صاحب کو تکلیف پہنچائی جائے، اس نیت سے وہ لوگ آپ کے گھر کے راستے میں بیٹھ جایا کرتے تھے، جب آپ راستے سے گزرتے تو وہ لوگ آپ کو طرح طرح کے دل شکن جملے اور نازیبا الفاظ سے پکارتے اور ہر موقع پر حضرت مفتی صاحب کو تکلیف دینے کیلئے کوشاں رہتے، تو حضرت مفتی صاحب بجائے اس کے کہ ان کی کسی بات کا جواب دیتے یا ان کا دفاع کرتے؛ بلکہ آپ اپنے گھر دوسرے راستے سے جانے لگے، آپ کے متعلقین بتاتے ہیں کہ وہ لوگ ہمیشہ پریشان اور برے حال میں زندگی گزار کر گئے اور ان کو کبھی چین وسکون نصیب نہیں ہوا، حتی کہ جو لوگ ابھی بھی زندہ ہیں وہ بھی پریشان حال ہیں۔

کسی کو برا بھلا کہنا مفتی صاحب کی عادت نہیں تھی

آپ اصلاح اور تزکیہ کے فرائض انجام دیتے وقت بھی اس سے غافل نہیں رہتے

تھے، کوئی شخص جو آپ سے متعلق رہا ہو، یہ نہیں بتا سکتا کہ مجھ کو حضرت مفتی صاحب سے کوئی تکلیف پہنچی ہو، کسی پر غصہ کرنا، ڈانٹنا، یہ حضرت مفتی صاحب کی خصلت میں داخل نہیں تھا، تربیت کا یہ پہلو سیرت رسولؐ کے باب میں اہم مقام رکھتا ہے۔

مفتی صاحب مثبت سوچ وفکر کے حامل تھے

حضرت مفتی صاحب کی زندگی کا جو سب سے اہم گوشہ ہے اور جس کو میں نے پندرہ سال کی صحبت وتعلق میں برابر محسوس کیا شاید اس حوالہ سے آپ اپنے تمام معاصرین میں ممتاز نظر آئیں، آپ کی پوری زندگی مثبت سوچ اور فکر کے ساتھ وابستہ رہی، کبھی کسی اختلاف سے آپ کا کوئی تعلق نہیں رہا اور نہ ہی کبھی آپ نے کسی ایسی جماعت میں شمولیت اختیار کی جس کو گروہ یا فریق کے نام سے جانا جاتا ہے، حتی کہ آپ شہرہ آفاق درسگاہ مظاہر علوم میں ایک قابل قدر استاذ کی حیثیت سے تھے اور آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا؛ لیکن جب مظاہر علوم کا وہ قضیہ نامرضیہ پیش آیا جس نے اچھے اچھے لوگوں کے گریباں کو چاک کر دیا تو حضرت مفتی صاحب اس اختلاف سے آسانی کے ساتھ الگ ہو گئے اور آپ کسی کے فریق نہیں بنے، تاریخ میں جن لوگوں کو آج بھی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ان میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو مثبت اور تعمیری کاموں میں صرف کر کے چلے گئے، بقول انور جلال پوری مرحوم کے: ؎

سجا کے فرصتیں اپنی پرانے کاغذ پر
عجیب لوگ تھے ایک داستان چھوڑ گئے

مفتی صاحب کا فیض متعدی تھا

خلوص، محبت اور ایثار کا یہ کوہ گراں معرفت وعرفان کی کائنات سجا کر چلا گیا اور یہ عرفانی، روحانی مجلسیں اور صحبتیں آپ کے بعد بھی انشاء اللہ قائم رہیں گی؛ لیکن آپ کے

چلے جانے سے آپ کی بزم اور مجلسوں سے جو محرومی کا داغ لگا اور جو کمی پیدا ہوئی، اس کو کوئی پورا نہیں کرسکتا، وہ بہاریں، جو آپ کے دم سے قائم تھی، وہ بہار اور رونق آپ کے ساتھ چلی گئی، ویسے تاجدار عرب نے نور ہدایت کی جو شمع روشن کی تھی اس کا فیض متعدی ہے اور قیامت تک اس چراغ کے نور سے چراغ جلتے رہیں گے۔

مرد قلندر کی بارگاہ میں

مفتی صاحب ہم سب کو چھوڑ کر چلے گئے

سینکڑوں اور ہزاروں افراد کے مربی و مصلح مخلص وباخدا ہستی جامع صفات ومنبع فیوض وبرکات ایک مثالی عرفانی وروحانی شخصیت عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ فرشتوں کے ذریعہ مژدۂ جانفزا ”یاأَیَّتُھَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً، فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ“(۱) سننے کے لئے سوئے دربار، خالق کون ومکاں کوچ کر چلے، ہم سب کو چھوڑ کر چلے گئے، اب انہیں کوئی چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈے؛ لیکن اپنی عقیدت ومحبت کے ساتھ ساتھ لاکھوں ان گنت مسلمانوں میں دین وایمان کی شمعیں روشن کر گئے، آہ! ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا، اور ایک عہد ساز شخصیت دینی، ایمانی، اصلاحی تعلیمی وتدریسی اور انسانی خدمات کے انمٹ نقوش چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملی، موت ایک فرد کی نہیں، فرد فرید کی ہے، ایک نعمت تھی جو اٹھا لی گئی، ایک تحفہ تھا جسے ہم نے کھو دیا، لیکن ہم کو بھی یقین ہے کہ ربانی دسترخوان پر ان کے لئے نعمتیں چن لی گئی ہوں گی، رب کریم نے اپنی مخصوص رحمتوں میں ان کو سایہ دے کر ڈھانپ لیا ہوگا، جس شخصیت کو یہ ”بلند مرتبہ“ حاصل ہوتا ہے، اس کا خمیر بھی جن عناصر سے تیار ہوتا ہے وہ طاہر ومطہر ہوتے ہیں۔

خانقاہ رائے پور اصلاح وتربیت کا عظیم مرکز

دوآبہ کی مشہور ومعروف بستی رائے پور کی خانقاہ عالیہ رحیمیہ اصلاح وتربیت، رشد و

☆ مولانا سید محمد ریاض ندوی کھجناوری، سہارنپور (۱) سورۂ فجر آیت ۲۷-۳۰)

ہدایت، ایمان ویقین، معرفت وخشیت اورتقوی وطہارت میں ایک الگ شان، آن بان اوراہم تاریخی حیثیت رکھتی ہے جس نے ہر آنے والے انسان کوایمانی واسلامی، دینی و فکری، اصلاحی وروحانی اوراخلاقی وعرفانی زندگی عطا کی، اورانسانیت کی مسیحائی وچارہ گری اورراہ نمائی میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا، جس نے اپنی گود سے ایسے رجال اللہ و اولیاءاللہ کوجنم دیا، جنھوں نے بزم تصوف کے میخانوں میں رندوں کوعشق ومعرفت کے جام تھمائے، جن کے ذریعہ سے زندگیوں میں تازگی آئی، مردہ ارواح میں ایمانی آسودگیاں ظاہر ہوئیں، فکروشعور کے نئے نئے دریچے واہوئے، اور پژمردہ قلوب بہار ایمانی سے جگمگائے، عادتیں عبادات بنیں، عبادتوں نے ریاضتوں کا درجہ لیا، اور پھران پاک طینت و پاکباز وستودہ صفات اشخاص ونفوس نے خداعزوجل کی بارگاہ میں اپنی عبدیت وانابت کا وہ نذرانہ پیش کیا کہ جس سے راضی ہوکر بارگاہ خداوندی سے ان نفوس اوراس خانقاہ کومحبوبیت ومرجعیت کا وہ پروانہ ملا کہ یہ خانقاہ اصلاح وتربیت کاعظیم مرکز بن گئی، اورمردم گری ومردم سازی میں یہ عوام وخواص کا مرجع بن گئی۔

خانقاہ رائے پور نے عظیم کارنامہ انجام دیا

یہاں سے اپنے عہد کے بڑے بڑے علماء اورقائدین نے روحانی فیض حاصل کر کے اپنی مخفی صلاحیتوں کواجاگر کر کے لوگوں میں حرارت ایمانی پیدا کی اور دلوں کو اللہ سے جوڑنے، طبیعتوں کواسلامی طرز پرڈھالنے، فکروں کوراہ راست پرلانے اور پژمردہ قلوب کوتازگی بخشنے کا وہ عظیم کارنامہ انجام دیا کہ پھر یہ خانقاہ ارشادوتربیت اوردعوت واصلاح کی آماجگاہ بن گئی، پھرتاریخ نے وہ دوربھی دیکھا کہ یہاں نفوس قدسیہ کودیکھنے، ان سے استفادہ کرنے کیلئے خلقت ٹوٹ پڑی، خواص وعوام یہاں آکرٹھنڈی سانس لینے لگے، اوریہ عقیدتوں کا محورومرکز بن گئی، یہی وجہ ہے کہ یہاں کے حضرات جن مقامات سے گذر

گئے علم وعمل کے گلشن آباد کرگئے، اجڑے ہوئے دلوں کوشاداب کرگئے، عظمت ورفعت ان کا مقدر بن گئی، قدرومنزلت کی نگاہ سے ان کودیکھا جانے لگا، دل کی تاریک دنیا اسلامی نوروتابش سے جگمگا اٹھی، اورتعلیم وتربیت، عبادت ومعرفت، رشدوہدایت کے چشمے جاری وساری ہوئے، اصلاح وراست بازی کے جوت جگائے گئے، جس کے ذریعہ سے لاکھوں بندگان خدادین ومذہب اورسنت وشریعت سے وابستہ ہوئے اوراس دکان معرفت سے وہ دوائے درددل تقسیم ہوئی جس نے قلوب کوصیقل کیا، نفوس کا تزکیہ کیا، اخلاقی انارکی کو تہذیب سے مزین کیا، روح کو پاکیزہ کر کے ایمانی حرارت کوتازگی بخشی۔

خانقہ کی نشأۃ ثانیہ

اس وقت خانقاہ کے مسندنشیں بہت سی صفات، امتیازات اورخصوصیات کے مالک، ولئ کامل حضرت الحاج حافظ عبدالرشید صاحبؒ کے خلیفہ اورانکے پوتے اورحضرت مفتی صاحبؒ کے داماد الحاج عتیق احمد صاحب رقم طراز ہیں:

”خانقاہ رائے پور میں یہ سلسلۂ ہدایت وتربیت اورطریقہ بیعت وارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ سے شروع ہوا، آپ کے بعد آپ کے دوجانشین قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ اورحضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رائے پوریؒ نے اس موج نورونکہت کو پوری آب وتاب کے ساتھ جاری رکھا، ذکروفکر کی محفلیں سجتی اورآراستہ ہوتی رہیں، مخلوق خدا ان سے استفادہ کرتی رہی اورایک بڑی تعداد نے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی اوراسلام قبول کیا، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رائے پوریؒ کے پاکستان کوچ کرجانے کے بعد یہ خانقاہ ویران ہوگئی، اورعوام و خواص ذکروفکر کی مجلسوں سے محروم ہوگئے، جس خلق کثیر کا رجوع یہاں ”لا الہ الا اللہ“ کی ضربوں میں تھا، اب وہ ماہئی بےآب کی طرح تڑپنے لگی اورنظام ایسا معطل ہوگیا کہ اس

کے وجود وبقاء کا بھی خطرہ پیدا ہو گیا۔

ایک مردِ قلندر کا انتخاب

تو چند دور رس ودور بیں اکابرین خصوصاً مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ جنہوں خانقاہ رحیمیہ کے فیض اور اس کے اثرات کو عالم اسلام میں نمایاں کیا، نیز ان بزرگان دین کی بے چینی و بے قراری کو دیکھ کر اس خانقاہ میں ایک ایسے آفاقی وہمہ گیر مرد قلندر کا انتخاب ہوا، جس نے اس کی نشأۃ ثانیہ کی اور جن کی نگرانی وسرپرستی، بے پناہ جدو جہد اور توجہات وعنایات کی برکت سے وہ باغ و بہار پھر لوٹی کہ پھر سے خلقت کا رجوع اس جانب بڑھا اور مخلوق خدا نے یہاں سے کسب فیض کیا، ورنہ ان اکابرین کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد سے عوام وخواص پر ایک مایوسی کی کیفیت طاری تھی، اس وقت ایسے حالات میں اس مرد باصفا، ولئ کامل، مستغرق فی اللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوریؒ کا انتخاب ہوا جو بزرگوں کے صحبت یافتہ خصوصاً حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کے منظور نظر تھے، اور دبستان حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کی یادگار تھے، اور مردم ساز مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے روشن کردہ چراغوں کے نور تھے، علم وتحقیق کے لحاظ سے بھی معتبر اور مستند، صلاح وتقوی خشیت و انابت کے بھی پیکر تھے۔

مفتی صاحب کی تعلیم وتربیت

علم وعمل کی اس ضوفشاں شخصیت کی پیدائش یکم جنوری ۱۹۳۳ء میں ایک اسلامی وروحانی ماحول میں ہوئی اور وہیں پروان چڑھی، تعلیم وتربیت کے قیمتی جوہر اور رشد و معرفت کے نایاب گوہر کے تئیں متفکر باپ نے بیٹے کے دامن مراد کو خوب خوب بھرا، آپ

کی تعلیم کی ابتداء مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی رائے پور میں نورانی قاعدہ سے ہوئی، اس کے بعد حفظ القرآن نوگانواں میں کیا، حفظ مکمل کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ میں عالمیت کے تین سال باصلاحیت ومخلص اساتذہ کی نگرانی میں پورے کئے، پھر علوم وفنون کے ماہرین، شریعت وسنت کے حاملین اساتذہ سے تفسیر وحدیث فقہ ودیگر علوم کی کتابیں پڑھ کر ملک کی مشہور ترین علمی وروحانی درسگاہ جامعہ مظاہر علوم سہارن پور سے ۱۹۵۶ء میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی، پھر شعبہ افتاء میں داخلہ لے کر تعلیم کا مرحلہ پورا کیا اور یہاں کی علمی نورانی فضا سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

مفتی صاحب کی تدریسی خدمات

اس مرحلہ سے فراغت کے بعد علوم نبوت کی اشاعت میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کے ایماء پر مدرسہ خادم العلوم باغونوالی میں اپنے تدریسی دور کا آغاز کامل احتیاط، پاکدامنی اور مکمل خلوص وللّٰہیت کے ساتھ کیا، طلباء واساتذہ اور ذمہ داران کو اپنی حسن کارکردگی پر اپنا گرویدہ بنایا۔

یکم رمضان المبارک ۱۹۶۲ء میں آپ کا ناقل فتاوی کی حیثیت سے مظاہر علوم میں تقرر ہوا، اس نحیف ونزار جسم نورانی میں اقبال مندی کے جوہر تھے، جنہوں نے آپ کو ممتاز حیثیت عطا کی جو دوسروں کے لئے باعث رشک بنی اور آپ ترقی کر کے مظاہر علوم کے مایہ ناز صدر مفتی کے طور پر آپ کی پہچان ہوئی اور زندگی کے یہ ایام نورانی حلقوں، ایمانی جھرمٹ اور عرفانی ماحول میں بسر ہوئے، اس صحبت اور ماحول آفرینی نے آپ کے اندر ایک روحانی وعرفانی انقلاب پیدا کیا اور تبحر علمی کے ساتھ ایمانی فراست اور نبوی حکمت کی دنیا میں ہمدوش ثریا ہوئے، اس کے ساتھ ساتھ امت کی انفرادی واجتماعی اصلاح کے پیش نظر عام جلسوں میں بھی شرکت فرماتے، آپ کی بات سن کر جم غفیر میں ایک بڑی تعداد

اعمال صالحہ کی طرف راغب ہوتی لوگ اپنے اپنے ظرف وقدح کو بھرتے، آپ کی بات میں خلوص وللّٰہیت کی ایسی آمیزش ہوتی کہ مخاطب متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا، آپ حب الٰہی اور نبوی سوز وتڑپ میں ڈوب کر گفتگو فرماتے تو قلوب میں ارتعاش پیدا ہو جاتا۔

مفتی صاحب کی مقبولیت ومحبوبیت

حضرت شاہ صاحبؒ نے آپ کو اپنے فیض صحبت سے ایسا مثالی ومعیاری انسان بنایا کہ آپ جہاں بھی رہے مقبولیت قدم بوس ہوتی گئی اور کھلی آنکھوں مقبولیت ومحبوبیت کی فضا دیکھی گئی؛ لیکن جب مظاہر علوم کا قضیہ نا مرضیہ پیش آیا تو آپ نے اپنی تعمق نظری اور فنی مہارت پر فتوی دے کر اپنے مادر علمی کو بھی بادل نخواستہ الوداع کہہ دیا اور رائے پور تشریف لے آئے، آپ اخلاقی بلندی، اعلی ظرفی حسن کارکردگی اور پاکبازی میں اپنی مثال آپ تھے، تو اکابرین علماء نے اس سونی بزم کو پھر سے برگ وبار لانے کیلئے خانقاہ رائے پور میں فروکش ہو جانے کی التجا کی تا کہ رشد وہدایت کی یہ آماجگاہ اپنی جلوہ آرائیوں کے ساتھ پھر سے مخلوق کا دامن بھر سکے۔

مفتی صاحب کو خانقاہ میں لانے کی کوششیں

چنانچہ سب سے زیادہ کوشاں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ جو حضرت مفتی صاحبؒ کو رات رات بھر سمجھاتے کہ دیکھو شاہ صاحب نے آپ کو بارہا بشارت دی، بلکہ واضح الفاظ میں فرمایا تم خانقاہ میں جمے رہنا، اس کے ارد گرد گھومتے رہنا اور اس کے چکر کاٹتے رہنا، لوگ تمہارے چکر کاٹتے رہیں گے؛ لیکن حضرت ہمت نہ کر پاتے، ولئی مرتاض طبیب حاذق حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسار پوری دامت برکاتہم خانقاہ کی حالت زار کو دیکھ کر بڑی دلسوزی سے حضرت کو مناتے اور فرماتے آپ پر فرض ہے، جیسا کہ میرے پیر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے بارہا اس کی جانب

توجہ مبذول کرائی، آپ سے ہمیں بڑی توقعات وابستہ ہیں، کاش آپ ہماری اس خواہش کو عملی جامہ پہنا دیں، اسی طرح صوفئی کامل حافظ عبدالستار صاحب نانکویؒ بڑی پُرسوزی کے ساتھ فرماتے ذرا سوچو کہ اس کی کل کیا حالت تھی؟ اور آج کیا ہوگئی ہے، حضرت حافظ عبدالرشیدؒ بھی اس کی نگرانی تعمیر وترقی آپ ہی پر فرض قرار دیتے، بہر حال حضرت مفتی صاحب کو خانقاہ کا مسند نشیں بنانے کی عوام وخواص سب کی دیرینہ خواہش اور کوشش تھی لیکن آپ اپنی کسر نفسی، عاجزی وفروتنی کے باعث خاموش رہتے، کبھی اپنی نا اہلی کے بارے میں بتلاتے لیکن فکر منداحباب نے ٹھان لی کہ اگر درخواست کو ٹھکرایا بھی جائے تو زبردستی کریں گے۔

چنانچہ مسجد میں جمعہ کے دن بہت سے حضرات اسی ارادہ ونیت سے حاضر ہوئے لیکن حضرت کو خفیہ طریقہ سے اطلاع مل گئی تھی، آپ خانقاہ میں جلدی سے جمعہ ادا کر کے گھر آ گئے لوگوں کو اتنا موقع نہ مل سکا، بالآخر تمام فکر مند حضرات اپنی درخواست لے کر گھر پہنچے اور حضرت کو آمادہ کر کے چھوڑا۔

خانقاہ کا مزاج ومذاق سیرت نبوی کا آئینہ دار ہے

آخرش! اس ویران وسونی پڑی خانقاہ کی گود میں آپ کو لایا گیا، اور قضا وقدر کے فیصلوں کے مطابق مختلف میدانوں سے گذار کر کندن بنا کر آپ کو خانقاہ کے لئے زینت بنایا، جس سے افسردگی چھٹ گئی، پژمردگی کافور ہوگئی اور ذکر وفکر عبادت وریاضت کی نغمہ سنجیوں سے پوری فضا منور ہوگئی، اللہ کی غیبی مدد سے فتح ونصرت کے دروازے آپ پر کھل گئے، حیرت انگیز ترقی کا یہ تاج محل آج ہمارے سامنے ہے، اس خانقاہ کا مزاج ومذاق سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دار ہے، یہاں ہر آنے والے کا خیال اس کی ضرورت کے مطابق کیا جاتا ہے۔

مفتی صاحب کی مجلس کی برکت

حضرت مفتی صاحب کی مجلس میں بیٹھ کر دنیا کی بے ثباتی اور حیات فانی کی حقیقت خود بخود عیاں ہو جاتی تھی، یہاں ذکر وفکر، یاد الٰہی، عشق خداوندی کی ایسی شراب پلائی جاتی تھی جس سے انسان کا پورا وجود شریعت کے سانچے میں ڈھلتا تھا، اور ذکر الٰہی، عشق نبوی اور شریعت مطہرہ کا جو سوز یہاں کی فضا میں بکھرا ہے، ہر آنے والے کی طبیعت پر اس کا اثر محسوس ہوتا تھا، اور وہ بے بہا خزانہ یہاں سے لیکر لوٹتا تھا، ابھی قریب کی بات ہے ایک سرکاری آفسر آئے، چند منٹ مجلس میں بیٹھنے اور اس نورانی چہرہ کو دیکھنے کے بعد ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اور انہوں نے بتلایا کہ زندگی میں پہلی مرتبہ اللہ کے خوف سے آنسو نکلے، حضرت مفتی صاحب کی مسند نشینی کے بعد پھر وہی بے پناہ ہجوم اور اژدحام رہنے لگا، جس نے دور ماضی کی یاد تازہ کر دی، آپ کا طریقہ اصلاح وتربیت بھی ایسا سہل اور آسان تھا کہ طبیعت ناتواں پر بار گراں نہ گذرے اور اصلاح بھی ہو جائے، یہاں ہر مجلس میں یہ سبق پڑھایا جاتا تھا، جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے اور کسی شاعر کی زبانی: ؎

فکر دنیا کر کے دیکھا فکر عقبیٰ کر کے دیکھ
سب کو اپنا کر کے دیکھا رب کو اپنا کر کے دیکھ

مفتی صاحب کا کئی کئی گھنٹے بیدار رہ کر عبادت کرنا

حضرت مفتی صاحبؒ نے مجاہدات وریاضات کے میدان میں وہ جوہر دکھائے جس کو دیکھ کر متقدمین، اولیاء وصالحین، بوریہ نشینوں اور مخلص زاہدوں وشب زندہ داروں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، رات میں ایک بجے نرم ونازک بستر چھوڑنا آپ کی عادت تھی، نوافل میں قرآن کریم کا خاصا حصہ پڑھنا، آپ کا معمول تھا، پھر ذکر الٰہی اور آہ وزاری، اشک

فشانی میں مشغول رہتے، قرآن کریم کے عاشق وفریفتہ تھے، طالبین رشد وہدایت جس وقت بھی آتے آپ ان کی دلجوئی کے لئے اپنے آرام کو بھی تج فرما دیتے، آسودہ شکم سیری کے ساتھ آپ نے کھانا نہیں کھایا، قلت طعام، قلت منام اور قلت کلام کے آپ خوگر رہے، اپنے مجاہدہ وریاضت سے اپنے نفس وشیطان دونوں کو فنا کیا، مسلسل کئی کئی گھنٹے ذکر خداوندی میں مشغول رہنا اور کئی کئی گھنٹے بیدار رہ کر اپنے کو خواب گاہ سے الگ رکھنا، یہ زاہدین ہی کی علامت ہے۔

اس نفس کے مجاہدہ نے ایسا بیش بہا اور قیمتی بنایا کہ اس کی قیمت کا اندازہ صرف خلاق عالم ہی لگا سکتا ہے، آپ کی نفس کشی اور عبادت وبندگی نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کر دی، آپ عمل پیہم، جہد مسلسل، یقین محکم کے خوگر تھے، پھر بے پناہ مجاہدہ وفنائیت سے حقیقی معرفت کی جو بے نظیر دولت ملی جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، اور آج ہم جیسے ناواقفوں کے لئے ایک عجوبہ ہے، روحانی قوت کا حال عقل وفہم کی رسائی سے بالاتر ہے۔

مفتی صاحب دنیا وما فیہا سے بیگانہ ہو گئے تھے

روحانی قوت نے اس نورانی نفس کو ایسا مست بنایا، نہ طعام وشراب نہ خورد ونوش کی طلب، نہ آرام وراحت کی تلاش، بغیر کسی طلب کے کسی نے دو گھونٹ پانی یا دودھ پیش کر دیا تو نوش فرما لیا، اس طرح زندگی کا ظاہری مدار چند قطروں پر رہا، اور جب دل مستنیر ہوا، تو فیضان الٰہی اور احسان وعرفان سے اس مقام بلند پر پہنچا کہ دیدار الٰہی کے مزے آنے لگے، اور دیکھنے والے مجذوب کہنے لگے، اور یہ اللہ کا محبوب بندہ فنا فی اللہ ہو گیا، دنیا وما فیہا سے بیگانہ ہو گیا، اور اس مقام تک جا پہنچا جو حد ادراک اور عقل کی بازیافت سے ماوراء ہے، استغراقیت ومحویت کے اس مقام پر پہنچے جہاں خالق ومخلوق کے درمیان تمام حجابات منکشف ہوتے چلے گئے اور اپنے وجود کی بھی خبر نہ رہی۔

مفتی صاحب کے آخری ایام میں لوگوں کا رجوع بڑھ گیا تھا

اب گذشتہ کئی سالوں سے یہ حال تھا کہ خاموش ایک نورانی مجسم، اورعوام وخواص کا ایک اژدحام مجلس میں شریک ہوتا زیارت کرتا، دعا میں شریک ہوتا اور چلا جاتا، اس خاموش انسان سے دنیا نے اتنا فیض اٹھایا کہ صرف دیکھ کر ہی اپنی زندگیوں کو بدل ڈالا، بے دین دین سے وابستہ ہوئے، فاسقین تقوی وطہارت سے آراستہ ہوئے، اور اب آخری ایام میں تو رجوع اتنا بڑھا کہ حضرت جیؒ اور حضرت شاہ صاحبؒ کے دور کی یاد تازہ ہوگئی، اوران اکابرین اور عوام نے خانقاہ کو پھراسی شان سے دیکھا اور مخلوق خدا نے اپنی اپنی جھولیاں بھریں، اب فیصلہ خداوندی سے دبستان معرفت کا یہ روشن چراغ اپنی گل افشانیاں کرکے اللہ کے حضور حاضر ہوگیا۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ ☆

نقوش اسلام کا تازہ شمارہ

کیالوگ تھے جوراہ وفا سے گزر گئے ۞ جی چاہتا ہے کہ نقش قدم چومتے چلیں

۲۱رفروری بروز بدھ ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے چیف ایڈیٹر حضرت مولانا مفتی محمد مسعودعزیزی ندوی دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے بذریعہ واٹس اپ پرایک مختصرتحریر موصول ہوئی کہ ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کا نیا شمارہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری علیہ الرحمہ کے حالات پر ہوگا اور یہ لکھا تھا کہ اہل قلم حضرات مفتی صاحب کے حالات پر مضامین اور تخلیقات بھیج کر علمی تعاون فرمائیں، دیوبند، سہارنپور، تھانہ بھون ،گنگوہ اوررائے پور یہ ایسے مشہور خاص وعام مرجع انام مقامات ہیں کہ ان کے جغرافیائی محل ووقوع کے تعلق سے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، چونکہ ان مقامات کو مدتہائے دراز سے علم و عرفاں تصوف وروحانیت اور انسان سازی کے حوالے سے عالمگیر شہرت اور نیک نامی حاصل رہی ہے یہ مقامات عظیم المرتبت شخصیات کے مسکن رہے ہیں۔

مفتی صاحب کی محبت وعقیدت کا کام آنا

حقیقت یہ ہے کہ عظیم اورتاریخی شخصیات سے جڑی اوران سے تعلق رکھنے والی ہر چیز عظیم اورتاریخی ہوا کرتی ہے اس لیے ہمیں ان مقامات سے دلی عقیدت ومحبت ہے، ہم نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال پر یہ مضمون ترتیب دینا اپنی سعادت سمجھا اوراس کا عنوان ''پیوستہ رہ

☆ مولانا مقصود احمد ضیائی استاذ جامعہ ضیاء العلوم پونچھ۔

شجر سے امید بہار رکھ'' ذہن میں قائم ہوا، خدا کرے کہ یہ محبت وعقیدت اس روز کام آجائے کہ جس روز نہ مال و دولت کام آئے گی اور نہ ہی جاہ وشہرت، آمدم برسر مطلب! خدائے لم یزل نے کائنات انسانی پر جو بے بہا احسانات کئے ہیں، من جملہ ان میں سے ایک احسان عظیم یہ کیا کہ کائنات انسانی کی ہدایت واصلاح کے لیے ان ہی میں سے حضرات انبیا کرام علیہم السلام کو مبعوث فرما کر اپنی معرفت اور کتاب وحکمت کی تعلیم کا نورانی سلسلہ جاری فرمایا اور جب مشیت ایزدی کے عین مطابق النبی الخاتم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ختم فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علمائے راسخین اور صوفیائے کاملین کو وراثت انبیاء کے منصب عظیم پر فائز فرما کر فیضان نبوت کے تسلسل کو دوام بخشا، جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ " ان اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ "۔

مفتی صاحب یادگار اسلاف تھے

یہ وراثت ان خوش نصیبان ازل کے حصہ میں آئی کہ جنہیں قسام ازل نے علوم ظاہری و باطنی سے وافر فیوضات سے ہمکنار فرما کر معرفت کے زیور سے آراستہ و پیراستہ اور مزین فرما دیا: "وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ" کی وراثت سے وافر حصہ پانے والے ان بندگان خدا میں سے ایک حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم رائے پوریؒ بھی تھے، جن کا انتقال پر ملال ہمیں ایک تازہ زخم دے گیا ہے، رواں ماہ کی تاریخ کو آپ کے وصال کی خبر پڑھنے کو ملی، مادر علمی جامعہ ضیاءالعلوم پونچھ جموں وکشمیر میں قرآن خوانی اور اجتماعی دعا کا اہتمام کرایا گیا اور پھر ہر صبح سورۂ یٰسین کے بعد جامعہ میں اجتماعی دعا کا معمول ہے، یہ وقت سب پر آنا ہے مگر ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے، اللہ پاک ان کو جنت کے اعلی درجات عطا فرمائے، اس میں دو رائے نہیں کہ موجودہ زمانے میں وہ

ہمارے لیے ایک نمونہ اور یادگار اسلاف تھے: ع

رحمتیں ہوں ہزاروں تربت پہ تمہاری

مفتی صاحب اساتذہ کی نگاہ میں بہت محبوب تھے

آپ اپنے اساتذہ کرام کی نگاہوں میں بہت مقبول ومحبوب تھے، آپ کی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب علیہ الرحمہ دوران درس آپ کو حضرت رائے پوری کہہ کر پکارا کرتے تھے، خداوند تعالی اپنے مقربین کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کی قدر کرتے ہیں، بالآخر حضرت رائے پوری کی نسبت آپ کی طرف منتقل ہوگئی اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کس طرح مخلوق خدا نے حضرت سے استفادہ کیا، ۱۹ مئی ۱۹۸۵ء کو آپ مظاہر علوم سے مستعفی ہوکر خانقاہ رائے پور تشریف لے آئے اور خانقاہ کو اپنا مرکز توجہ بنایا، یہاں رہ کر حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے کئی مدارس اور دینی مراکز کی راہنمائی اور سرپرستی فرمائی۔

مفتی صاحب شاہ عبدالقادر صاحب سے بیعت ہوئے

آپ اپنے زمانہ شباب میں ہی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کے دست حق پر بیعت ہوگئے تھے، مفتی صاحب کا اختصاص یہ بھی تھا کہ آپ کو مفکر اسلام سید ابوالحسن علی میاں ندوی علیہ الرحمہ اور مفتی محمود حسن گنگوہی علیہ الرحمہ جیسے اکابرین امت کی صحبت ومعیت کا بھی شرف حاصل رہا، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب علیہ الرحمہ کی خصوصی توجہات وعنایات رہیں، آپ پر کامل اعتماد کرتے ہوئے اجازت وخلافت سے بھی نوازا، آپ کے ہاتھ پر خلق کثیر نے توبہ کی۔

مفتی صاحب کا انتقال پر ملال

مختصر یہ کہ مظاہر علوم سہارنپور سے رخصت ہونے کے بعد تادم حیات آپ خانقاہ

رحیمی رائے پور ہی میں قیام پذیر رہے، طویل علالت کے بعد ۱۲؍فروری ۲۰۱۸ء بروز منگل تقریباً ساڑھے چھ بجے آپ کا وصال ہوگیا، دعا ہے کہ حق تعالیٰ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو اپنے دامن عفو میں جگہ دے آپ کی کاوشوں کا خاطر خواہ بدلہ دے اور آخرت میں عاقبت محمود کرے، حضرت کے درجات کو بلند فرمائے، اعزہ واقارب اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین یارب العالمین۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے

ایک رات خانقاہ رائے پور میں ☆

تمہید

راقم کا یہ مضمون دراصل جنوری ۲۰۱۰ء کا ہے، اس مضمون میں خانقاہ رائے پور اور مفتی عبدالقیوم صاحب نوراللہ مرقدہ سے متعلق معلومات ہے، اس مضمون میں راقم کی خانقاہ رائے پور میں ایک شب گزاری کی داستان ہے، اس تحریر میں مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے روح رواں مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی مدظلہ العالی کا اصلاحی بیان بھی ہے، جو مولانا موصوف نے مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی کی مسجد میں طلبہ کو خطاب کیا تھا، موقعہ کی مناسبت سے اس مضمون کو یہاں شائع کیا جارہا ہے۔

فضلائے مدارس کا رائپور کے روحانی ماحول میں جانا

۱۴؍جنوری ۲۰۱۰ء بروز جمعرات کی شام کو مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد نے شعبۂ انگریزی میں پڑھنے والے تمام فضلاء کے لیے روحانی اور تربیتی ماحول میں کچھ وقت گزارنے اور اہل اللہ کی صحبت میں رہنے اور ذکر الٰہی کی لذت حاصل کرنے کے لئے رائے پور خانقاہ جانے کا پروگرام بنایا، اس لیے تمام فضلاء ظہر کے بعد وہاں کیلئے روانہ ہوگئے، راقم کا عام طور سے رائے پور جانے کا موقع ملتا ہی رہتا ہے، لیکن اُس دن مفتی صاحب کے ساتھ مولانا مفتی محمد ساجد ندوی محمد پوری اور راقم الحروف بھی تھا، پہلے تو ہم لوگ سنسار پور حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب کے یہاں گئے اور عصر کی نماز ادا کی، نماز کے بعد حضرت مولانا سنسار پوری سے سلام ومصافحہ ہوا، حضرت دیکھتے ہی راقم کو فوراً پہچان گئے اور خیریت وعافیت پوچھنے لگے۔

☆ مولانا حمیداللہ قاسمی کبیرنگری معاون مدیر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مظفرآباد، سہارنپور

مفتی صاحب کے اوپر استغراق کی کیفیت طاری تھی

ہم لوگوں کا سفر چونکہ رائے پور کا تھا، اس لیے مفتی صاحب نے حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب مدظلہ العالی سے عرض کیا کہ ہم لوگ رائے پور جا رہے ہیں، اور حضرت سے دعا کی درخواست کر کے رائے پور کے لیے روانہ ہو گئے، عصر کی نماز کے بعد ہم لوگ رائے پور خانقاہ پہنچے، خانقاہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب اپنے حجرے سے نکل کر ایک دروازے کو ہاتھ لگا کر دیکھ رہے تھے، اس وقت حضرت کے اوپر ''استغراق'' کی کیفیت طاری تھی، کسی کو پہچانتے نہیں تھے اور اکثر اوقات ایسے ہی رہتے تھے، زبان پر ہمیشہ ذکر الٰہی کا ورد رہتا تھا، خادم حضرت کو کمرے میں لے گئے، اور ہم لوگ چائے پانی میں لگ گئے، تھوڑی دیر بعد حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رحمہ اللہ کمرے سے باہر نکلے تو مفتی صاحب نے فوراً آگے بڑھ کر مصافحہ کیا، راقم نے بھی مصافحہ کیا، تین چار لوگ جو وہاں موجود تھے سبھوں نے مصافحہ کیا، اس وقت حضرت نے سب سے مصافحہ کیا اور دعائیں بھی دیں۔

سب لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ

اس کے بعد مغرب کی اذان ہو گئی اور سب لوگ مسجد کی طرف جانے لگے، ہم لوگ بھی مسجد کی طرف چل دیئے، مسجد میں جا کر نماز ادا کی، پھر سنن ونوافل کے بعد خانقاہ میں آ گئے، ہمارے ساتھ چونکہ مرکز کے شعبہ انگریزی ''ڈپلومہ ان انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر'' کے تمام فضلا اور علماء تھے، اس لیے ہمارے مرکز کے روح رواں مفتی محمد مسعود عزیزی صاحب ان سب کو سمجھانے لگے کہ جس مقصد سے آپ لوگ یہاں پر آئے ہو، اس میں مشغول ہو جاؤ، جو لوگ رائے پور خانقاہ میں آتے ہیں وہ اپنے دل کی دنیا بدلنے اور اپنے

درد کی دوا لینے آتے ہیں، اس لیے تم لوگ بھی اس کی تلاش میں لگ جاؤ اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ۔

خانقاہ کا اصل کام

تمام فضلاء مفتی صاحب سے کہنے لگے کہ کچھ نصیحت کر دیجئے، چنانچہ ہمارے مفتی صاحب علماء وفضلاء کو سمجھانے لگے کہ خانقاہ میں لوگ اس لیے آتے ہیں کہ ان کے دل میں جو گندگی ہے، وہ صاف ہو جائے اور آپ لوگ بھی جو یہاں آئے ہو، اس لیے اپنے دل کی صفائی کرو اور اپنے گناہوں پر استغفار کرو، آپ لوگ ذکر واذکار میں لگ جاؤ اور خانقاہ کی اصل چیز ذکر ہی ہے، یہاں ساری بیماریوں کی دوا صرف ذکر ہے، اور ذکر کرنے سے دل کی صفائی ہوتی ہے، جس طرح لوہار لوہے کو آگ کی تپش سے اس پر لگے ہوئے زنگ کو دور کرتا ہے اور پیٹ پیٹ کر صیقل کرتا ہے، اسی طرح آپ لوگ بھی ذکر کر کے دل پر جو گندگی لگی ہے وہ دور کرو، ذکر کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دل آئینہ کی طرح صاف ہو جاتا ہے اور جب دل صاف ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی دل پر ایک الارم (گھنٹی) لگا دیتا ہے، جب انسان کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ الارم بجنے لگتا ہے، جس سے انسان اپنے آپ کو سنبھال لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

ذکر کرنے کے فوائد

مفتی صاحب نے ان فضلاء کو مزید باتیں سمجھائیں اور قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں تزکیہ نفس اور اصلاح قلب اور ذکر الٰہی کے سلسلہ میں گفتگو فرمائی اور ''اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ'' کی تشریح فرمائی، اور فرمایا کہ اس وقت ہر آدمی سکون کی تلاش میں سرگرداں ہے، مگر اصلی سکون کی جگہ پر نہیں

پہنچ رہا ہے، سکونِ دل اور حقیقی سکون ذکر الٰہی اور اللہ کی یاد سے ہی نصیب ہوتا ہے، مزید اللہ کی معرفت نصیب ہوتی ہے اور جس کو معرفت الٰہی حاصل ہو جائے اس کو سکون وراحت مل ہی جاتی ہے، یہی سب باتیں بتلا رہے تھے اور راقم تھوڑے فاصلے پر بیٹھ کر تلاوت میں مشغول تھا، پھر دیکھا کہ مفتی صاحب ان فضلاء کو نفی واثبات کے ذکر کرنے کا طریقہ سکھا رہے ہیں، چونکہ مجھے تھوڑا بہت ذکر کرنا آتا تھا؛ لیکن اچھے طریقہ سے ذکر کرنا نہیں آتا تھا، فوراً میرے دماغ میں سید الطائفہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کی بات آ گئی تو تلاوت بند کر کے ذکر سیکھنے میں لگ گیا، چونکہ حاجی صاحب نے اپنے مرید (حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) سے فرمایا تھا ''کہ میاں رشید! جب تمہیں ذکر کرنا ہی تھا تو سیکھ کر کرتے''۔

ذکر کے سلسلہ میں مولانا رشید احمد گنگوہی کا واقعہ

جس کی تفصیل یہ ہے کہ تھانہ بھون میں ایک بزرگ تھے (حاجی امداد اللہ صاحب) بڑے اللہ والے تھے، ان کو سبھی لوگ جانتے تھے، اس لیے ان کی صحبت سے فائدہ اٹھانے اور ان سے دعا کرانے کے لیے لوگ وہاں جاتے تھے، اسی طرح حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے سوچا کہ تھانہ بھون حضرت حاجی (امداد اللہ صاحب) سے مل کر آتے ہیں، وہاں گئے اور حضرت کی صحبت میں جا کر بیٹھ گئے، دعا وسلام کے بعد تھوڑی دیر صحبت میں رہے، انہوں نے کہا اچھا حضرت چل رہا ہوں، صبح گھنٹہ لینا ہے، کلاس لینی ہے، بچوں کو پڑھانا ہے اور ابھی جانا ضروری ہے، مولانا نے سوچا کہ ابھی جا کر آرام بھی کر لوں گا اور صبح پڑھا بھی دوں گا، اگر صبح جاؤں گا تو فوراً پڑھا نہیں سکتا، آرام ضروری ہے، حاجی صاحب نے کہا کہ بھائی آج یہیں رہ لو، تو انہوں نے کہا کہ حضرت رہ تو لیتا لیکن یہاں لوگ ذکر واذکار کرتے ہیں، میری نیند میں خلل پڑے گا اور مجھے دقت ہوگی،

حضرت نے کہا تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی، رات کو تمہیں کوئی نہیں اٹھائے گا، تم سوتے رہنا، تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے، منظور ہے، آج رات آپ کے پاس رہ لیتا ہوں، تو حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے خادم سے کہا کہ دیکھ بھائی یہ مولانا جو تشریف لائے ہیں، ان کا بستر میرے پاس لگا دینا۔

جب سونے کا وقت ہوا تو خادم نے مولانا (رشید احمد صاحب گنگوہیؒ) کا بستر حاجی صاحب کے پاس لگا دیا، جب تہجد کا وقت ہوا تو حاجی صاحب اور دوسرے لوگ سب ذکر واذکار اور نوافل میں مشغول ہو گئے، جب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی آنکھ کھلی، تو دیکھا کہ کوئی نفل پڑھ رہا ہے اور کوئی ذکر کر رہا ہے، تو انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بھی تو مولوی ہوں اور گنگوہ سے آیا ہوں، یہاں کوئی ذکر کر رہا ہے، کوئی سجدہ میں ہے، تو کوئی رکوع میں ہے، شب گزاری کے متعلق قرآن کی آیتیں ذہن میں آنے لگیں، پھر وہ اٹھے اور وضو کر کے نفل پڑھنے لگے، اس کے بعد ذکر میں مشغول ہو گئے، فجر کی نماز کے بعد حاجی صاحب کی مجلس لگی، تو حاجی صاحب نے پوچھا کہ بھائی وہ کہاں ہے، جو ہمارے برابر میں بیٹھا ذکر کر رہا تھا، وہ کون تھا؟ تو مولانا نے کہا کہ حضرت وہ تو میں ہی تھا، حاجی صاحب نے کہا کہ اللہ کے بندے! جب ذکر کرنا ہی تھا، تو کچھ سیکھ کر تو کرتا، بغیر سیکھے ذکر کر رہے تھے، تو انہوں نے کہا حضرت بتلاؤ سیکھوں گا، تو حاجی صاحب نے مولانا رشید احمد گنگوہی کو ذکر کے طریقے بتلائے اور پھر ان کو اپنا خاص خلیفہ بنا لیا۔

تمام فضلاء ذکر میں مشغول ہو گئے

خیر مفتی صاحب فضلاء کو ذکر کا طریقہ بتلا کر خود ذکر میں مشغول ہو گئے اور بندۂ ناچیز بھی ذکر میں مشغول ہو گیا، کچھ دیر کے بعد خانقاہ کے ایک خادم نے آ کر کہا چلو کھانا کھا لیجئے، سبھوں نے جا کر کھانا کھایا، اور پھر عشاء کی نماز کے لیے سب مسجد میں جانے

لگے، ہم نے خانقاہ ہی میں وضو کیا، اس کے بعد مسجد میں چلے گئے، عشاء کی نماز کے بعد امام صاحب سے ملاقات ہوئی، جو مفتی صاحب کے شناسا تھے، میں بھی صورتاً پہچانتا تھا، مگر اچھی طرح واقف نہیں تھا، چنانچہ وہ ہم لوگوں کو اپنے کمرہ میں لے گئے اور کچھ چیزیں بتلائی، اس کے بعد ہم سب سونے کے لیے خانقاہ میں آ گئے۔

شاہ عتیق صاحب کی مفتی محمد مسعود سے بیان کی درخواست

صبح سب لوگ تہجد کے وقت اٹھ گئے، تمام لوگ نوافل سے فراغت کے بعد پھر ذکر میں مشغول ہو گئے، صبح فجر کی نماز کے بعد جب ہم لوگ مسجد سے نکلنے لگے تو جناب الحاج عتیق احمد صاحب (ناظم ومتولی مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور) نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ یہاں کے طلبہ کو کچھ نصیحت فرما دیجئے، مفتی صاحب نے کہا ٹھیک ہے، چنانچہ طلبہ کو سمجھانے کے لیے مسجد ہی میں اکٹھا کیا گیا۔

خانقاہ میں مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کا بیان

مفتی صاحب نے حمد وصلاۃ کے بعد طلبہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کہ تم کو اللہ نے اپنے دین کے لیے خاص کیا ہے، تم بڑی قسمت والے ہو اور تمہارے والدین اس کے لیے مبارک بادی کے مستحق ہیں کہ انہوں نے تمہیں اس جگہ پر بھیجا ہے، مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں طلبہ کو دو باتوں کی طرف توجہ دلائی:

(۱) اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ۔

(۲) اس جگہ کی اہمیت کو پہچانو۔

برائیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ

میرے پیارے عزیزو! تم کو اللہ تعالی نے علم دین کے لیے خاص کیا ہے، اس لیے محنت

سے علم سیکھو اور برائیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، چونکہ علم اللہ کا نور ہے، اور اللہ کا نور عاصی اور گنہ گاروں کو نہیں دیا جاتا ہے، اس پر مفتی صاحب نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ کی تفصیل بیان کی کہ امام شافعی نے اپنے استاذ حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کہ حضرت میں جو کچھ یاد کرتا ہوں وہ بھول جاتا ہوں اور میرے دماغ میں کچھ نہیں رہتا، تو آپ نے کہا کہ میرے استاذ حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے معصیت کے ترک کرنے کی نصیحت کی، اس لیے کہ علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور عاصی کو نہیں دیا جاتا، پھر اس شعر کو پڑھ کر سمجھایا: ؎

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترک المعاصی
لان العلم نور من الٰهی
ونور اللّٰه لایعطی لعاصی

خانقاہ کی قدر کرو

دوسری بات یہ تھی کہ یہ جگہ بہت اہم ہے، اس کی قدر کرو، اس جگہ پر آنے کے لیے بہت سے لوگ ترستے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں پر بڑے بڑے علماء اور اپنے وقت کے محدث، بڑے اللہ والے، جن کی ذات گرامی سے دنیا میں علم ومعرفت کے فیوض جاری ہیں، انھوں نے بھی یہاں آ کر اپنا وقت لگایا، یہاں عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسے آئے، شیخ الہند یہاں آئے، حضرت مدنی آئے، رئیس الاحرار آئے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب آئے، حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب آئے، یہاں اپنے وقت کی بڑی بڑی شخصیتیں کچھ سیکھنے اور لینے کے لیے آئیں اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اللہ نے ان سے کتنا بڑا

دین کا کام لیا، وہ ہستیاں یہاں کی صحبت، یہاں کے ذکر واذکار اور یہاں کے ماحول کی تربیت یافتہ تھیں، اس لیے آپ لوگ بہت قابل مبارک باد ہیں، آپ لوگ تو یہاں پڑھنے کے لیے آئے ہو، اس لیے زیادہ سے زیادہ وقت پڑھنے میں صرف کرو، یہ وہ جگہ ہے کہ اگر یہاں پر کوئی آدمی بن گیا تو دنیا میں کہیں بھی جائے گا بگڑ نہیں سکتا اور جو یہاں بگڑ گیا وہ شاید ہی کہیں جا کر سدھر سکے گا، اس لیے آپ لوگ اس جگہ کی قدر کرو۔

اشراق کی نماز میں تمام فضلاء کا مشغول ہونا

تفصیلی خطاب کے بعد اشراق کا وقت ہو گیا تھا، تمام فضلاء نے اشراق کی نماز پڑھی اور پھر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے مزار پر ایصال ثواب کے لیے حاضری ہوئی، اس کے بعد ہمارے مفتی صاحب کے شیخ حضرت الحاج شاہ حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری کے مزار پر حاضری ہوئی اور ان کو ایصال ثواب کیا۔

اہل اللہ ہی اللہ کے راستے کے سالک ہیں

اس کے بعد ناشتہ کیا، ناشتہ کے بعد حضرت سے ملنے کے لیے ان کے کمرے میں گئے، حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رحمہ اللہ مفتی صاحب کو تھوڑا بہت پہچان گئے، تھوڑی دیر ان کے پاس ہم لوگ بیٹھے، پھر وہاں سے آ گئے، بہرحال بزرگوں کے پاس جانا، ان سے رابطہ رکھنا اور ان سے اپنی ذات کی اصلاح کرانا، ہر مسلمان کا نصب العین ہونا چاہئے؛ کیونکہ بزرگوں، اولیاء اور مشائخ کی مجلسوں میں جانے سے جہاں اپنی ذات کی اصلاح ہوتی ہے وہیں دل کو سکون بھی ملتا ہے، کیونکہ ان کے یہاں ہر وقت اللہ تعالی کا ذکر ہوتا رہتا ہے، اصل بات یہ ہے کہ صراط مستقیم پر گامزن رہنے کا سب سے بہترین راستہ یہی ہے، بزرگان دین اور اہل اللہ حضرات ہی اللہ کے راستہ کے صحیح سالک ہیں، جیسا کہ

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا ہے: ''مجھے یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ صوفیہ ہی اللہ کے راستہ کے سالک ہیں، ان کی سیرت بہترین سیرت، ان کا طریق سب سے زیادہ مستقیم اور ان کے اخلاق سب سے زیادہ تربیت یافتہ اور صحیح ہیں، اگر عقلاء کی عقل، حکماء کی حکمت اور شریعت کے رمز شناسوں کا علم مل کر بھی ان کی سیرت و اخلاق سے بہتر لانا چاہے تو ممکن نہیں، ان کے تمام ظاہری و باطنی حرکات وسکنات نبوت کے چراغ سے ماخوذ ہوتے ہیں، اور نور نبوت سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی نور نہیں، جس سے روشنی حاصل کی جائے''۔

صحبت اختیار کرنا چاہئے

اس لیے نرا علم اس وقت تک مفید نہیں ہو سکتا جب تک کسی بزرگ کی صحبت میں رہ کر، کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اپنے نفس کا تزکیہ، اپنے دل کی صفائی نہ کرائی ہو، اس لیے کہ نفس کا تزکیہ بزرگوں کی جوتیوں میں بیٹھ کر اور اپنے آپ کو صحیح راسخ العقیدہ، صاحب دل کو سونپ کر، ان کی نگرانی میں ہی دل کی صفائی کا کام انجام پاتا ہے۔

قیامت کے دن صاف ستھرا دل کام آئیگا

اس لیے کہ صاف دل ہی اللہ کے یہاں مقبول اور نافع ہے: "یَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ" (۱) اس دن کہ جس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد کام آئے گی، صرف صاف ستھرا دل ہی کام آئے گا، جس میں نہ شرک کی آمیزش ہو، نہ غیر اللہ کی محبت ہو، نہ دنیا کی گندگی و آلائش ہو، بلکہ وہ ہر طرح کے شرک جلی و شرک خفی اور ہر طرح کی برائی و بے اعتدالی سے پاک وصاف ہو، اس لیے علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کی دولت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔

(۱) سورۂ شعراء آیت ۸۹

علم ظاہر وعلم باطن دونوں کو جمع کرنا چاہئے

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ، وَمَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَفَسَّقَ، وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ" کہ جس نے علم ظاہری حاصل کیا اور علم باطنی سے محروم رہا، تو وہ ٹھیٹھ زندیق ہے اور جس نے علم باطن کی دولت حاصل کی اور علم ظاہر حاصل نہیں کیا وہ نرا خشک ہے اور جس نے علم ظاہر اور علم باطن دونوں کو حاصل کیا تو اس نے حقیقت میں علم حاصل کیا، اس لیے طلبہ عزیز کو مدارس میں علم ظاہر حاصل کر کے کسی خانقاہ میں، کسی اللہ والے کے پاس رہ کر علم باطن کو بھی حاصل کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ تمام طالبان علوم نبوت کو اس کی توفیق دے۔

مرثیہ بروفات حسرت آیات

صوفی باصفا، فنا فی اللہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوریؒ ☆

جانب فردوس دیں کا قدر داں جاتا رہا ❁ چھوڑ کر دنیا کو سوئے ایزداں جاتا رہا
اہل دنیا اور دنیا سے تعلق توڑ کر ❁ یک بیک وہ بن کے رب کا میہماں جاتا رہا
رہبر اہل طریقت، مقتدائے سالکیں ❁ آہ کہ سرخیل بزم عارفاں جاتا رہا
جس سے بیعت کا تعلق جوڑ کر سب تھے مگن ❁ وہ فنائے ذات حق سوئے جناں جاتا رہا
وہ رحیمی خانقاہ نیک کا تھا منتظم ❁ تھا رحیمی گلستاں کا باغباں جاتا رہا
رائے پوری میکدے کا ساقی دانا تھا وہ ❁ میکشوں کو دے کے علمی ارمغاں جاتا رہا
تشنہ لب کو، جو لئے آتے رہے سچی طلب ❁ ان کو دیتا تھا شراب ارغواں جاتا رہا
ان کی بزم ذکر میں آتے رہے ہیں ذاکرین ❁ جو رہا ہے رہبر پیروجواں جاتا رہا
بجھ گیا دنیائے دوں کا آہ روحانی چراغ ❁ دے کے وہ آفاق کو اٹھتا دھواں جاتا رہا
وہ مظاہر کے چمن کا فاضل ممتاز تھا ❁ اور تھا جو پھول زیب گلستاں جاتا رہا
حضرت عبدالرحیم رائے پوری کی تھا یاد ❁ اور تھا وہ یادگار رفتگاں جاتا رہا
عبدقادر رائے پوری کی حسیں تصویر تھا ❁ اور وہ ان کا رہا سرنہاں جاتا رہا
خانقاہ رائے پوری کا رہا سرتاج وہ ❁ اور تھا سرخیل بزم عارفاں جاتا رہا
آستانے پر رہا کرتا رہا ہردم ہجوم ❁ دیکھتا تھا جو ہجوم عاشقاں جاتا رہا
ذکر حق، یاد خدا میں رہتا تھا ڈوبا ہوا ❁ تھا درود و نعت میں رطب اللساں جاتا رہا
منکسر، اہل تواضع، نیک دل، سادہ مزاج ❁ وہ رہا ہے رشک بزم قدسیاں جاتا رہا
متقی اہل صفا تھا، خوش ادا وخوش چلن ❁ تھا تصوف کا چراغ ضوفشاں جاتا رہا
وہ شہ روحانیت تھا، علم وفن کا تاجدار ❁ تھا شریعت کا وہ سچا ترجماں جاتا رہا
دے گیا داغ جدائی، دے گیا غم کا پہاڑ ❁ معرفت کا ایک بحر بے کراں جاتا رہا
رب سے تھا سچا تعلق، مخلصانہ تھا عمل ❁ اہل حق کا تھا امیر کارواں جاتا رہا
ہر طرف آنسوں رواں ہیں، ہر طرف چیخ وپکار ❁ چارجانب کرکے وہ غم کا سماں جاتا رہا
ہرکوئی صید الم ہے، ہر کوئی ہے اشکبار ❁ سب کو کرکے آج وہ گریہ کناں جاتا رہا
ہوگئے ہیں پتلۂ غم دیکھئے بھائی شفیقؔ ❁ آنسوؤں کا دیکھئے وہ بحر رواں جاتا رہا
جانشین محترم ان کے ہوئے حاجی عتیقؔ ❁ چھوڑ کر ان کو خلیفہ حق بیاں جاتا رہا
شیخ کے دونوں چہیتے اور تھے نور نظر ❁ دونوں کو اپنا بناکر راز داں جاتا رہا
گردش دوراں جسے ہرگز مٹا سکتی نہیں ❁ دے کے انمٹ اپنا وہ نام ونشاں جاتا رہا
رائے پوری سرزمیں میں ہوگیا مدفون وہ ❁ رب سے وہ لینے حیات جاوداں جاتا رہا
ان کی میت پراٹڈ آیا تھا لاکھوں کا ہجوم ❁ چھوڑ کر دنیا کو وہ جنت مکاں جاتا رہا
کہہ رہے ہیں سب ولی وہ تھا خدا کا شیفتہ ❁ سینۂ گیتی سے سوئے آسماں جاتا رہا

☆ مولانا ولی اللہ بستوی استاذ مظاہر علوم سہارنپور